انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

تحفۂ قادیانیت

جلد

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نام کتاب : تحفۂ قادیانیت

مؤلف : حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

طبع و اشاعت ستمبر 2010 :

ناشر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

0213-2780337 0213-2780340

اشتراک

مکتبہ لدھیانوی

اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

Tel: 021-34130020 Cell: 0321-2115595, 0321-2115502

فہرست

صدق وکذب

مرزا غلام احمد

قادیانی اقرار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اس دنیا میں حق و باطل کے دو سلسلے ایک ساتھ چل رہے ہیں، اور حق تعالیٰ شانہ نے ان دونوں کے درمیان امتیاز کے لئے ایسی کھلی نشانیاں بھی رکھ دی ہیں کہ جن سے معمولی عقل و فہم کا آدمی بھی حق و باطل کو الگ الگ پہچان سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے مجددیت سے لے کر نبوت و رسالت تک کے بہت سے دعوے کئے، وہ اپنے دعوؤں میں سچے تھے یا جھوٹے؟ اس کے لئے بھی حق تعالیٰ نے بہت سی نشانیاں رکھی ہیں، ان میں سب سے آسان اور عام فہم نشانی یہ ہے کہ مرزا صاحب خود جن باتوں کے ہونے نہ ہونے کو اپنے سچ جھوٹ کے پرکھنے کی کسوٹی ٹھہرایا، ان پر غور کرکے دیکھ لیا جائے کہ ان کے نتیجے میں مرزا صاحب سچے ثابت ہوئے یا جھوٹے؟

زیرِ نظر رسالے میں مرزا صاحب کی ۲۲ تحریریں درج ہیں جن پر مرزا صاحب نے ساری دنیا کو اپنے سچ جھوٹ پرکھنے کی دعوت دی، اور جن پر غور کرکے ہر ذی شعور آدمی صحیح نتیجے پر پہنچ سکتا ہے۔ میں اپنے قادیانی بھائیوں سے مرزا صاحب کی اس کسوٹی پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی توقع رکھتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو حق اور باطل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد یوسف لدھیانوی

مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، پاکستان

۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ

(۱)

قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار "الفضل" بجنور کے نام ایک خط میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں ...... وہ اپنے مبعوث ہونے کی علت غائی کو پالیتے ہیں، اور نہیں مرتے جب تک ان کی بعثت کی غرض ظہور میں نہ آجائے۔"

"میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں، یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں، پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے، اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی؟ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں، اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔"

(اخبار "بدر" قادیان نمبر۲۹ جلد۲ ص:۴، ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء)

تبصرہ:... مرزا صاحب اپنے مشن میں کہاں تک کامیاب ہوئے؟ یہ داستان قادیانیوں کے سرکاری اخبار "الفضل" کی زبانی سنئے! اخبار لکھتا ہے:

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے (۱۳۷) مشن کام کر رہے ہیں، یعنی ہیڈ مشن۔ ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہیڈ مشن میں ۱۸۰۰ سے زائد پادری کام کر رہے ہیں۔ (۴۰۳) ہسپتال ہیں، جن میں (۵۰۰)

ڈاکٹر کام کر رہے ہیں، (۳۳) پریس ہیں اور تقریباً (۱۰۰)
اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ (۵۱) کالج، (۶۱۷) ہائی
اسکول اور (۶۱) ٹریننگ کالج ہیں۔ ان میں ساٹھ ہزار طالب علم
تعلیم پاتے ہیں۔ مکتی فوج میں (۳۰۸) یورپین اور (۲۸۸۹)
ہندوستانی افسر کام کرتے ہیں۔ اس کے ماتحت (۵۰۷) پرائمری
اسکول ہیں جن میں (۱۸۶۷۵) طالب علم پڑھتے ہیں، (۱۸)
بستیاں اور گیارہ اخبارات ان کے اپنے ہیں، اس فوج کے مختلف
اداروں کے ضمن میں (۳۲۹۰) آدمیوں کی پرورش ہو رہی ہے۔
اور ان سب کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے
روزانہ (۲۲۴) مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو
رہے ہیں۔ ان کے مقابلے میں مسلمان کیا کر رہے ہیں؟ وہ تو شاید
اس کام کو قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے۔ (یوں بھی یہ چارج مسیح کے سپرد کیا
جاچکا تھا، اس لئے مسلمانوں کو اس طرف توجہ کیوں ہوتی؟...ناقل)
احمدی جماعت کو سوچنا چاہئے کہ عیسائی مشنریوں کے اس قدر وسیع
جال کے مقابلے میں اس کی مساعی کی حیثیت کیا ہے، ہندوستان بھر
میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کر
رہے ہیں، انہیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں۔"

(اخبار "الفضل" قادیان مورخہ ۱۹ جون ۱۹۴۱ء ص:۵)

"الفضل" کی یہ شہادت مرزا صاحب کی وفات سے ۳۳ سال بعد کی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نہ مرزا صاحب کے دعوے سے عیسائیت کا کچھ بگڑا، نہ تثلیث کے بجائے توحید پھیلی، نہ عیسائیت کے پھیلاؤ کو روکنے میں انہیں کامیابی ہوئی، اس لئے ان کی یہ بات سچی نکلی: "اگر مجھ سے کروڑوں نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔" "اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔"

(۲)

ضمیمہ انجام آتھم میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''اگر سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ سچے کے ہاتھ سے ادیانِ باطلہ کا مرنا ضروری ہے، یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعے سے ظہور میں نہ آوے، یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا۔''

(ص:۳۵۲۴۴-۰)

نتیجہ:... مرزا صاحب کی یہ تحریر غالباً جنوری ۱۸۹۷ء کی ہے، گویا سچا ہونے کی صورت میں مرزا صاحب کو ۱۹۰۳ء تک یہ سارے کارنامے انجام دینے تھے، اور اگر وہ یہ شرط پوری نہ کرسکیں تو انہوں نے اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لینے کی قسم کھا رکھی تھی۔ سات سال کے عرصے میں مرزا صاحب نے جن کارناموں کا وعدہ کیا تھا، وہ ان سے ظاہر نہ ہوسکے، اس لئے وہ اپنی قسم کے مطابق کاذب ٹھہرے۔

(۳)

۱۳۱۱ھ میں رمضان مبارک کی تیرہویں تاریخ کو چاند گہن اور اٹھائیسویں تاریخ کو سورج گہن ہوا تو مرزا صاحب نے اس کو اپنی مہدویت کی دلیل ٹھہرایا، ان کے خیال میں یہ خارقِ عادت واقعہ تھا جو کسی مدعی مہدویت و مسیحیت کے وقت میں کبھی رونما نہیں ہوا، چنانچہ رسالہ ''انوارِ اسلام'' میں لکھتے ہیں:

''اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی رسالت یا

نبوت یا محدثیت کے وقت میں کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن
اکٹھے نہیں ہوئے، اور اگر کوئی کہے کہ اکٹھے ہوئے ہیں تو بارِ ثبوت اس
کے ذمہ ہے۔" (ص:۴۷)

"یہ کبھی نہیں ہوا اور ہرگز نہیں ہوا کہ بجز ہمارے اس
زمانے کے کہ دنیا کی ابتداء سے آج تک کبھی چاند گرہن اور سورج
گرہن رمضان کے مہینے میں ایسے طور پر اکٹھے ہوگئے ہوں کہ اس وقت
کوئی مدعیٔ رسالت یا نبوت یا محدثیت بھی موجود ہو۔" (ص:۴۸)

مگر افسوس ہے کہ یہ مرزا صاحب کی ناواقفیت تھی، ورنہ ۱۸ھ سے ۱۳۱۲ھ تک ساٹھ مرتبہ رمضان میں چاند گہن اور سورج گہن کا اجتماع ہوا، اور ان تیرہ صدیوں میں بیسیوں مدعیانِ نبوت و مہدویت بھی ہوئے۔

مگر خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ مرزا صاحب کو خود ان کی ناواقفی سے جھوٹا ثابت کریں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کے قلم سے مندرجہ ذیل چیلنج لکھوایا:

"اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف کسوف کسی اور مدعی
کے وقت میں پیش کرسکتے ہیں تو پیش کریں، اس سے بے شک میں
جھوٹا ہوجاؤں گا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص:۴۸)

نتیجہ:... ایک نہیں چار ثبوت پیش کرتا ہوں:

۱:... ۱۱۷ھ میں خسوف و کسوف کا اجتماع رمضان میں ہوا، جبکہ طریف نامی مدعی مغرب میں موجود تھا۔

۲:... ۱۲۷ھ میں پھر اجتماع ہوا، اس وقت صالح بن طریف مدعی نبوت موجود تھا۔

۳:... ۱۲۶۷ھ میں اجتماع ہوا، اس وقت مرزا علی محمد باب، ایران میں سات سال سے مہدویت کا دعویدار تھا۔

۴:... ۱۳۱۱ھ میں بھی اجتماع ہوا، اس وقت مہدی سوڈانی، سوڈان میں مسند

مہدویت بچھائے ہوئے تھا۔

اگرچہ اور مدعیان نبوت و مہدویت کے زمانے میں بھی خسوف و کسوف کا اجتماع ہوتا رہا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: ''دوسری شہادت آسمانی'' مؤلفہ مولانا ابو احمد رحمانی، ''تحفہ تلبیس'' اور ''رئیس قادیان'' تالیف: مولانا ابو القاسم دلاوری) مگر مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے یہ چار شہادتیں بھی کافی ہیں۔

(۴)

مرزا صاحب ''تحفۃ الندوۃ'' صفحہ:۵ میں لکھتے ہیں:

۱:... ''اگر میں صاحب کشف نہیں تو جھوٹا ہوں۔''

۲:... ''اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں، تو میں جھوٹا ہوں۔''

۳:... ''اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو فوت شدہ روحوں میں نہیں بٹھا دیا تو میں جھوٹا ہوں۔''

۴:... ''اگر قرآن نے سورۂ نور میں نہیں کہا کہ اس اُمت کے خلیفے اسی اُمت میں ہوں گے تو میں جھوٹا ہوں۔''

۵:... ''اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔''

تبصرہ:... ان دعووں میں سے ہر دعویٰ غلط ہے، اس لئے اپنی تحریر کے مطابق مرزا صاحب پانچ وجہ سے جھوٹے ثابت ہوئے۔

(۵)

''ازالہ اوہام'' میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''اے برادرانِ دین و علمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہوکر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود

ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں
...... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص
یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔"

(ص:۱۹۰ طبع اول، ص:۱۹۲ طبع دوم)

نتیجہ:... اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں تھے، جو لوگ ان کو مسیح موعود سمجھتے ہیں، وہ کم فہم ہیں، سراسر مفتری اور کذاب ہیں، اور چونکہ بعد میں مرزا صاحب نے خود بھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اس لئے وہ خود بھی مفتری اور کذاب ہوئے۔

(۶)

"تحفۃ الندوۃ" میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے: ان یک کاذبا
...... صرف کذاب۔ یعنی اگر یہ جھوٹا ہوگا تو تمہارے دیکھتے دیکھتے
تباہ ہوجائے گا، اور اس کا جھوٹ ہی اس کو ہلاک کردے گا۔ لیکن اگر
سچا ہے تو پھر بعض تم سے اس کی پیش گوئیوں کا نشانہ بنیں گے اور اس
کے دیکھتے دیکھتے اس دارالفناء سے کوچ کریں گے۔ اب اس معیار
کی رو سے جو خدا کی کلام میں ہے مجھے آزماؤ اور میرے دعوے کو
پرکھو۔"

(ص:۳)

نتیجہ:... ہم نے اس معیار پر مرزا صاحب کے دعوے کو پرکھا تو معلوم ہوا کہ:

الف:... مرزا صاحب کا مولانا عبدالحق غزنویؒ سے مباہلہ ہوا، اور مرزا صاحب اپنے حریف کے دیکھتے دیکھتے تباہ ہوگئے اور ان کے جھوٹ نے ان کو ہلاک کردیا۔

ب:... مرزا صاحب نے اپنے ایک اور حریف مولانا ثناء اللہ مرحوم کے مقابلے میں بددعا کی کہ جھوٹا سچے کے سامنے ہلاک ہوجائے، اور مولانا ثناء اللہ صاحب کے دیکھتے دیکھتے مرزا صاحب ہلاک ہوگئے۔

۶:... اپنے رقیب مرزا سلطان محمد صاحب کے حق میں مرزا صاحب نے موت کی پیش گوئی کی، مگر سلطان محمد کے دیکھتے دیکھتے مرزا صاحب ہیضے کی موت کا نشانہ بن گئے۔

۷:... اپنے ایک اور حریف ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کو مرزا صاحب نے فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار دکھائی اور دعا کی کہ: ”اے میرے رب! سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ کردے“ مگر ڈاکٹر صاحب کے دیکھتے دیکھتے مرزا صاحب تباہ ہوگئے اور ان کے کھوٹ نے ان کو ہلاک کردیا۔ یہ چار نمونے مرزا صاحب کے مقرر کردہ معیار پر ان کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے بہت کافی ہیں۔

(ب)

۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء کو مرزا صاحب نے اپنی پیش گوئی کا اشتہار دیا کہ:

”اس قادر مطلق نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اس شخص (یعنی مرزا احمد بیگ صاحب کی) دختر کلاں (محترمہ محمدی بیگم) کے لئے سلسلہ جنبانی کر... اور (احمد بیگ نے اس) نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ اور جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔

پھر ان دنوں زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ مکتوب الیہ (یعنی احمد بیگ) کی دختر کلاں کو ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔

یہ خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۱۵۷-۱۵۸)

نتیجہ: مرزا صاحب نے اپنے سچا یا جھوٹا ہونے کی یہ بہت آسان کسوٹی مقرر کی تھی، جس سے ان کو سچا یا جھوٹا پرکھا جاسکے۔ ۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو احمد بیگ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح اپنے ایک عزیز جناب سلطان محمد ساکن پٹی ضلع لاہور سے کردیا۔ اب مرزا صاحب کی الہامی پیش گوئی کے مطابق:

الف: ۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء تک محمدی بیگم کا سہاگ لٹ جانا چاہئے تھا، مگر خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کی نظرِ بد سے محفوظ رکھا۔ ۵۶ سال یہ جوڑا خوش و خرم رہا (سولہ برس تک مرزا صاحب کی زندگی میں، اور اکتالیس برس بعد تک)۔ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۶۶ء تک محمدی بیگم نے بیوگی کا زمانہ پایا، مگر وہ مرزا صاحب کے الہامی شکنجے سے اکتالیس برس پہلے نکل چکی تھی (مرحومہ کی عمر تقریباً نوے برس ہوئی، انتقال ۱۹۶۶ء میں ہوا، رحمہا اللہ رحمۃً واسعۃً)۔

ب: سلطان محمد کو اپنے خسر سے چھ مہینے پہلے مرنا تھا، مگر بفضلِ خدا وہ اس کے ۵۶ برس بعد تک زندہ رہا۔

ج: احمد بیگ کو اپنے داماد کی موت اور اپنی بیٹی کی بیوگی دیکھ کر مرنا تھا، مگر وہ ان کو خوش و خرم چھوڑ کر گیا۔

د: خدا نے تمام موانع دور کرکے اس عظیم خاتون کو مرزا صاحب کے نکاح میں لانا تھا، مگر افسوس کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلے میں مرزا صاحب کی کوئی مدد نہیں کی۔ مرزا صاحب نے بذاتِ خود خاصی کوشش کی، مگر ناکام رہے۔ بالآخر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا صاحب ناکامی و محرومی کا "داغِ ہجر" سینے میں لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

ہ: جو لوگ اس واضح معیار پر مرزا صاحب کے سچ جھوٹ کو نہیں جانچتے وہ بقول مرزا صاحب "بدخیال لوگ" ہیں۔

(۸)

محمدی بیگم سے نکاح کا پہلا اشتہار جو مرزا صاحب نے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو

جاری کیا تھا، اس کی پیشانی پر یہ قطعہ تحریر فرمایا:

"پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
سچ اور جھوٹ میں ہے فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائے گا عزت اور کوئی رسوا ہوگا"

(مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۱۵۳)

نتیجہ:… پیش گوئی کا انجام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو (مرزا صاحب کی موت کے دن) کھل کر سب کے سامنے آگیا، قدرت کا عجیب تماشا بھی آپ دن سب نے دیکھ لیا کہ بیس سال کی مسلسل تگ و دو، الہام بازی اور یقین دہانی کے باوجود مرزا صاحب محمدی بیگم سے محروم گئے، یوں سچ اور جھوٹ کا فرق کھل گیا۔ بتائیے کس کو عزت ملی، اور رسوا کون ہوا؟ کون سچا نکلا کون جھوٹا…؟

(۹)

مرزا صاحب محمدی بیگم کے بارے الہامی پیش گوئی کر چکے تھے، مگر اس کے اولیاء نے پیش گوئی کے علی الرغم رشتہ دوسری جگہ طے کر دیا، تو مرزا کے سینے پر سانپ لوٹ گئے۔ مرزا صاحب لڑکی کے پھوپھا جناب مرزا علی شیر بیگ صاحب کو (جو مرزا صاحب کے حقیقی برادر اور سمدھی تھے) لکھتے ہیں:

"اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے…… اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں، بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں، عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں …ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں، اور اللہ و رسول کے دین کی کچھ پروا نہیں رکھتے۔
اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا

ہے کہ اگر تلوار کی جائے یا نہ کی جائے، اپنی طرف سے ایک
کو تو چلانے لگے ہیں، اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں
اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچا لے گا۔ اور چاہتے ہیں کہ خوار ہوں،
ورنہ اس کا ارادہ ہو، خدا بے نیاز ہے، جس کو چاہے ذلیل کرے مگر
اب تو مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔"

تبصرہ:... یہ ہے محمدی بیگم کے لئے مرزا صاحب کی بے قراری و بے چینی اور ان کے اقرباء کی بے التفاتی و سرد مہری ——— افسوس! خدا کے دشمن، رسول کے دشمن، دین کے دشمن مرزا صاحب کے دشمن نکاح کی تلوار سے ان کا جگر شق کر رہے ہیں، مرزا صاحب کو آتش فرقت میں ڈال رہے ہیں اور ذلیل و خوار کر کے ان پر جگ ہنسائی کا موقع فراہم کر رہے ہیں، مگر خدا مرزا صاحب کی کوئی مدد نہیں کرتا، مرزا صاحب اعلان کرتے ہیں کہ: "اگر میں اس کا ہوں تو مجھے ضرور بچا لے گا" مگر خدا تعالیٰ نے انہیں نہیں بچایا، گویا خدا نے گواہی دے دی کہ مرزا صاحب اس کی طرف سے نہیں۔!

(۰)

سلطان محمد مقررہ میعاد میں نہ مرا تو مرزا صاحب نے اس کی میعاد میں توسیع کرتے ہوئے فرمایا کہ: "خیر ڈھائی سال میں نہیں مرا تو نہ سہی، میری زندگی میں تو ضرور مر جائے گا، اور اس کے مرنے نہ مرنے کو اپنے سچا یا جھوٹا ہونے کی کسوٹی قرار دیتے ہوئے" لکھتے ہیں:

"بار بار را این گفته ام که این مقدمہ بر ہمیں قدر بہ اتمام
رسید و نتیجہ آخری ہماں است کہ بظہور آمد و حقیقت پیشگوئی بر ہماں
ختم شد بلکہ اصل امر بر حال خود قائم است و ہیچ کس با حیلہ خود او را
رد نتواند کرد و ایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است و عنقریب
وقت آں خواہد آمد۔ پس قسم آں خدائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم را برائے ما مبعوث فرمود و او را بہترین مخلوق گردانید کہ این حق است و عنقریب خواہی دید و من این را برائے صدق خود یا کذب خود معیار می گردانم و من نہ گفتم الا بعد از انکہ از رب خود خبر دادہ شدم۔" (انجام آتھم ص: ۲۲۳)

ترجمہ از مؤلف:... "پھر میں نے قسم سے یہ نہیں کہا کہ یہ قصہ یہیں ختم ہوگیا ہے اور آخری نتیجہ بس یہی تھا جو ظہور میں آچکا، اور پیش گوئی کی حقیقت صرف اسی پر ختم ہوگئی۔ نہیں! بلکہ اصل بات (یعنی سلطان محمد کا مرنا اور اس کی منکوحہ کا بیوہ ہوکر مرزا صاحب کے حبالۂ عقد میں آنا) اپنے حال پر قائم ہے، اور کوئی شخص کسی حیلے کے ساتھ اسے نہیں ٹال سکتا۔ یہ خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر مبرم ہے، اور عنقریب اس کا وقت آئے گا۔ پس اس خدا کی قسم! جس نے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور آپ کو تمام مخلوق سے افضل بنایا، یہ پیش گوئی حق ہے، اور عنقریب تم اس کا انجام دیکھو گے۔ اور میں اس کو اپنے صدق اور کذب کے لئے معیار ٹھہراتا ہوں، اور میں نے نہیں کہا مگر بعد اس کے کہ مجھے اپنے رب کی جانب سے خبر دی گئی۔"

نتیجہ:... مرزا صاحب نے سلطان محمد کی موت کو اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا تھا، یعنی اگر سلطان محمد، مرزا صاحب کی زندگی میں مر جائے تو مرزا صاحب سچے، ورنہ جھوٹے۔ مگر افسوس! کہ اس معیار پر بھی مرزا صاحب جھوٹے ہی ثابت ہوئے، کیونکہ مرزا صاحب ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو خود چل بسے، اور جناب سلطان محمد صاحب ان کے بعد اکتیس سال تک زندہ سلامت رہے۔

(۱۱)

سلطان محمد کی موت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اور یاد رکھو! اگر اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی (یعنی احمد بیگ کا داماد مرزا صاحب کی زندگی میں نہ مرا... ناقل) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں، یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں، یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے، وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں، وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی نہیں روک سکتا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص:۵۴)

نتیجہ:... چونکہ سلطان محمد صاحب کا انتقال مرزا صاحب کی زندگی میں نہیں ہوا، اس لئے مرزا صاحب بقول خود "ہر بد سے بدتر" ٹھہرے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ پیش گوئی بقول مرزا صاحب کے انسان کا افترا اور کسی خبیث مفتری کا کاروبار تھی، اگر یہ خدا کا سچا وعدہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ ٹل جاتا، کیونکہ رب ذوالجلال کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ جو شخص اتنی موٹی بات کو بھی نہیں سمجھے مرزا صاحب اسے "احمق" کا خطاب دیتے ہیں۔

(۱۲)

"میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے، اس کی انتظار کرو، اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی، اور میری موت آجائے گی، اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اسے ضرور پورا کرے گا۔" (انجام آتھم ص:۳۱ حاشیہ)

نتیجہ:... افسوس! مرزا صاحب کی زندگی میں احمد بیگ کا داماد نہیں مرا، اس لئے مرزا صاحب کی یہ بات بالکل سچ نکلی کہ: "اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔"

(۱۳)

نکاح آسمانی کی تائید میں حدیث نبوی سے استدلال کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے۔ یتزوج ویولد لہ۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں، کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے، اس میں کچھ خوبی نہیں، بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا، اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے، جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔"
(ضمیمہ انجام آتھم ص:۵۳)

نتیجہ:… مرزا صاحب کو اس "خاص نکاح" اور "خاص اولاد" سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ محروم رکھا، جس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ غلط ہے، اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ان پر صادق نہیں آتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہے کہ جب وہ زمین پر دوبارہ نزول فرمائیں گے تو شادی بھی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔ جو لوگ ان کی تشریف آوری کے منکر ہیں انہی کے بارے میں مرزا صاحب نے لکھا ہے:

"اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔"

(۱۳)

عبداللہ آتھم نامی پادری کے ساتھ مرزا صاحب کا پندرہ دن تک مباحثہ ہوتا رہا، مرزا صاحب اپنے حریف کو میدانِ مباحثہ میں شکست دینے میں ناکام رہے، تو ۵؍جون

۱۸۹۳ء کو الہامی پیش گوئی کی کہ پندرہ مہینے تک اس کا حریف ہاویہ میں گرایا جائے گا، بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اس سلسلے میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”میں اس وقت اقرار کرتا ہوں، اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی، یعنی جو فریق خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصے میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے، تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے، روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دیا جاوے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں، اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا، ضرور کرے گا، ضرور کرے گا، زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو، اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی کہو۔“

(جنگ مقدس ص:۱۸۹)

نتیجہ: پیش گوئی کی آخری میعاد ۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء تھی، مگر آتھم نے اس تاریخ تک نہ تو عیسائیت سے توبہ کی اور نہ اسلام کی طرف رجوع کیا، نہ بسزائے موت ہاویہ میں گرا۔ مرزا صاحب نے آتھم کو مارنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے بھی کئے (دیکھئے: ”سیرۃ المہدی“ ج:۱ ص:۱۷۸) اور میعاد کے آخری دن خدا سے آہ و زاری کے ساتھ: ”یا اللہ! آتھم مرجائے، یا اللہ! آتھم مرجائے“ کی دعائیں بھی کیں کرائیں (”الفضل“ ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء) مگر سب کچھ بے سود، نہ آتھم پر ٹونے ٹوٹکے کا اثر ہوا، نہ خدا نے قادیان کی آہ و زاری، نوحہ و ماتم اور بددعاؤں کو آتھم کے حق میں قبول فرمایا، اس کا نتیجہ وہی ہوا جو مرزا صاحب نے اپنے لئے تجویز کیا تھا، یعنی:

”میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی تو مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے... اور تمام شیطانوں اور بدکاروں

"اور لعینوں سے زیادہ مجھے لعنتی سمجھو۔"

چنانچہ مرزا صاحب کے اس ارشاد کی تعمیل فریق مخالف نے کس طرح کی؟ اس کا اندازہ ان گندے اشتہاروں سے کیا جاسکتا ہے جو اس میعاد کے گزرنے پر اس کی طرف سے شائع کئے گئے۔ بطور نمونہ ایک شعر ملاحظہ کیجئے، مرزا صاحب کو مخاطب کرکے لکھا گیا:

ڈھیٹ اور بے شرم بھی ہوتے ہیں دنیا میں مگر
سب سے سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

یہ مرزا صاحب کے اس فقرے کی صدائے بازگشت تھی کہ: "تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعینوں سے زیادہ مجھے لعنتی سمجھو۔" اگر وہ اپنے مدعا میں سچے ہوتے تو خدا ان کو عیسائیوں کے مقابلے میں اس قدر ذلیل نہ کرتا۔

(۱۵)

"شہادۃ القرآن" میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"پھر ماسوا اس کے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں، جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیش گوئی، جس کی میعاد ۵ جون (۱۸۹۳ء) سے ۱۵ مہینے تک...... اور پھر مرزا احمد بیگ کے داماد کی نسبت پیش گوئی، جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے، جس کی میعاد آج کی تاریخ سے، جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء ہے، قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔" (شہادۃ القرآن ص:۸۰)

نتیجہ:... صادق یا کاذب کی شناخت کا معیار یہی ہے کہ اگر یہ پیش گوئیاں مقررہ میعاد پر پوری ہوگئیں تو پیش گوئی کرنے والے کو اپنی پیش گوئی میں سچا سمجھا جائے گا، ورنہ جھوٹا۔ اب چونکہ یہ پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں اس لئے یہ مرزا صاحب کے کذب کی

شناخت کے لئے واقعی کافی ثابت ہوئیں۔ اس کے بعد مرزا صاحب کو کاذب ثابت کرنے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی...!

(۱۶)

"میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم! اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا، احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہوں جیسا کہ مخالفین نے سمجھا ہے اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں جو فلاں فلاں انبیاء و اولیاء کے ساتھ تھی (یہاں مرزا صاحب نے بہت سے انبیاء و اولیاء کے نام ذکر کئے ہیں) تو مجھے فنا کر ڈال، اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا۔ اور دشمنوں کو خوش کر اور ان کی دعا قبول فرما۔" (اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۱۱۶)

تبصرہ: ...مرزا صاحب کی ان عجز و گداز کی التجاؤں اور اپنے اوپر بددعاؤں کے باوجود خدا نے انہیں محمدی بیگم کے نکاح سے تا دمِ زیست محروم ہی رکھا، جس سے معلوم ہوا کہ وہ بقول خود: "خدا کی نظر میں مردود، ملعون اور دجال تھے، جیسا کہ مخالفین نے سمجھا ہے" افسوس وہ پیش گوئی پوری نہ ہونے کے نتیجے میں بقول خود: "نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوگئے، ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بن گئے، ان کے دشمن خوش ہوئے اور ان کی دعا قبول ہوئی۔"

(۱۷)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کو مخاطب کرکے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"آپ اپنے پرچے میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔ میں نے آپ سے بہت

دُکھ اُٹھایا اور صبر کرتا رہا..... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ اپنے پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہوجاؤں گا۔'' (اشتہار ''مولوی ثناء اللہ صاحب سے آخری فیصلہ'' مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۷۸)

نتیجہ:... مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مولانا مرحوم کی زندگی میں فوت ہوگئے، جس سے ان کے اس قول کی تصدیق ہوگئی کہ: ''اگر میں ایسا ہی مفتری اور کذاب ہوں، جیسا کہ آپ اپنے پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہوجاؤں گا۔'' ع ''جھوٹ میں سچا تھا پہلے مرگیا۔''

(۱۸)

اسی اشتہار میں لکھتے ہیں:

''پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں، بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ (مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری) پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔''

نتیجہ:... حق تعالیٰ نے مرزا صاحب کی زندگی میں مولانا مرحوم کو ہر آفت سے محفوظ رکھا، اور مرزا صاحب کی یہ بات سچ کر دِکھائی: ''میں خدا کی طرف سے نہیں۔''

(۱۹)

اسی ''آخری فیصلہ'' میں مرزا صاحب دُعا فرماتے ہیں کہ:

''اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں، تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ آمین۔''

نتیجہ: مرزا کی یہ دعا قبول ہوئی کہ "مولوی صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر" ثابت ہوا کہ مرزا صاحب خدا تعالیٰ کی نظر میں مفسد و کذاب تھے، اور ان کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ محض ان کے نفس کا افترا تھا۔ کاش! مرزا صاحب سچے دل سے تائب ہوکے ہدایت کی دعا کرتے تو شاید وہ بھی قبول ہو جاتی۔

(۲۰)

مزید لکھتے ہیں:

"اے میرے قادر! اور میرے بھیجنے والے! اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ صاحب میں سچا فیصلہ فرما، اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔ اے مالک! تو ایسا ہی کر، آمین۔"

نتیجہ: مرزا صاحب کی یہ التجا بھی منظور ہوئی، مولانا مرحوم صادق تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی میں مرزا صاحب کو بمرض وبائی ہیضہ دنیا سے اٹھالیا، اور مرزا صاحب کو ان کی منہ مانگی موت دے کر ثابت کر دیا کہ وہ خدا کی نگاہ میں واقعی مفسد اور کذاب تھے۔

(۲۱)

ضمیمہ انجام آتھم میں لکھتے ہیں:

"شیخ محمد حسین بٹالوی اور دوسرے تمام مخالف مجھ سے مباہلہ کریں، پس اگر مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔" (ص:۲۰، ۲۱)

نتیجہ: مرزا صاحب کے اسی اصول کے مطابق مولانا عبدالحق غزنوی کا مرزا صاحب سے مباہلہ ہوا تھا، جس کا اثر یہ ہوا کہ مباہلہ کے بعد مرزا صاحب، مولانا مرحوم

کے سامنے مر گئے، جس سے مرزا صاحب کے اس قول و اقرار کی تصدیق ہوگئی کہ: ”میں جھوٹا ہوں۔“

(۲۲)

مرزا صاحب کی تحریریں شاہد ہیں کہ وہ مراق کے مریض تھے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

الف:... ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: مسیح جب آسمان سے اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی، تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی، اور ایک نیچے کے دھڑ کی، یعنی مراق اور کثرت بول۔“ (ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی ج:۸ ص:۴۴۵)

ب:... ”میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں، تاہم مصروفیت کا یہ حال ہے کہ بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے، دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہوجاتا ہے، تاہم اس بات کی پروا نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔“ (ملفوظات ج:۲ ص:۳۷۶)

ج:... ”حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے فرمایا کہ: حضور! غلام نبی کو مراق ہے، تو حضور نے فرمایا کہ: ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے (نعوذ باللہ... ناقل) اور مجھ کو بھی ہے۔“

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۳۰۴)

اس اقرار و اعتراف سے قطع نظر مرزا صاحب میں مراق کی علامات بھی کامل طور پر جمع تھیں، مرزا بشیر احمد ایم اے ”سیرۃ المہدی“ میں اپنے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل

صاحب کی ماہرانہ شہادت نقل کرتے ہیں کہ:

"۔۔۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے، بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے، لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں، جو ہسٹریا (اور مراق) کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں، مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا، یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے، یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ وغیرہ ذالک۔"[۱]

مرزا صاحب کو مراق کا عارضہ غالباً موروثی تھا، ڈاکٹر شاہنواز قادیانی لکھتے ہیں:

"۔۔۔ جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی تھی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا، چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا کہ: مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز بابت اگست ۱۹۲۶ء، ص:۱۰)

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مرزا صاحب کے مراق کا سبب اعصابی کمزوری تھی، وہ لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران

---

(۱) حتیٰ کہ بدخلقی، وسوسے، بدخوابی، تفکر، استغراق، بدحواسی، نسیان، ضدیں، تخیل پسندی، طول بیانی، دعاوی تعالی، مبالغہ آرائی، دشنام طرازی، شک پیدا ہوتے، کشف و کرامات کا ظہور، نبوت، رسالت، فضیلت و برتری کا دعویٰ، خدائی صفات کا تخیل وغیرہ وغیرہ، اس قسم کی جملہ مراقی علامات مرزا صاحب میں پائی جاتی تھیں۔ (ناقل) (سیرۃ المہدی ج:۲ ص:۵۵)

سر درد، دوران سر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھی۔“

(ریویو مئی ۱۹۲۷ء، ص:۱۱)

مراق کی علامات میں اہم ترین علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ:

”مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں، کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں، کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔“ (بیاض حکیم نورالدین قادیانی ج:۱ ص:۲۱۲)

یہ تمام علامات مرزا صاحب میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں، انھوں نے ”آریوں کا بادشاہ“ ہونے کا دعویٰ کیا، نبوت سے خدائی تک کے دعوے بڑی شدومد سے کئے، انبیائے کرام علیہم السلام سے برتری کا دم بھرا، دس لاکھ معجزات کا ادعا کیا، مخلوق کو ایمان لانے کی دعوت دی، اور نہ ماننے والوں کو پکا کافر اور جہنمی قرار دیا، انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کی، صحابہ کرامؓ کو نادان اور احمق کہا، اولیائے اُمت پر سب و شتم کیا، مفسرین کو جاہل کہا، محدثین پر طعن کیا، علمائے اُمت کو یہودی کہا، اور پوری اُمت کو گمراہ کہا، اور فحش کلمات سے ان کی تواضع کی، یہ کام کسی ہوش مند آدمی کا نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کو مراق کی کرشمہ سازی ہی کہا جاسکتا ہے۔

ایک نہایت اہم لمحۂ فکریہ!

میں قادیانیوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر قیامت کے دن مرزا غلام احمد سے سوال ہوا کہ تو نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرکے کیوں لوگوں کو گمراہ کیا؟ اور اس کے جواب میں مرزا صاحب عرض کریں کہ: ”یا اللہ! یہ سب کچھ میں نے مراق کی وجہ سے کیا تھا! اور اپنے مراقی ہونے کا اظہار بھی خود ہی زبان و قلم سے کردیا تھا، اب ان ”عقل مندوں“ سے پوچھئے کہ انھوں نے ”مراق کے مریض“ کو ”مسیح موعود“

کیوں مان لیا تھا؟" تو آپ کے پاس دلیل کا کیا جواب ہوگا؟ مرزا صاحب کے ماننے والے اس سوال پر ٹھنڈے دل سے غور کریں...!

دردمندانہ گزارش

آخر میں اپنے بھائیوں سے دردمندانہ گزارش کروں گا کہ میں نے مرزا صاحب کی تحریروں سے خود انہی کے مقرر کردہ معیار پیش کردیئے ہیں، ممکن ہے ہمارے بھائیوں کو رسالے کے بعض مندرجات ناگوار گزریں، مگر اس میں میرا قصور صرف اتنا ہے کہ میں نے مرزا صاحب کے قائم کئے ہوئے معیاروں کو واقعات کی کسوٹی پر رکھ دیا ہے۔ جس سے ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ مرزا صاحب اس کسوٹی پر کھرے ثابت ہوئے یا کھوٹے نکلے...؟

ہمارے بھائیوں کو چاہئے کہ مرزا صاحب کی تحریروں کو واقعات کی روشنی میں جانچیں اور اس بات پر بھی غور کریں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی شان تو بہت ہی بلند و بالا ہے، اولیائے کرام اور مجددینِ امت بھی اپنے سچ جھوٹ کی شرطیں نہیں باندھا کرتے، وہ دوٹوک انداز میں اپنی حق و صداقت کی دعوت دیتے ہیں، لیکن مرزا صاحب کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بار بار اپنے سچ جھوٹ کی شرطیں باندھتے ہیں، اور جب ایک شرط میں بازی ہار دیتے ہیں تو فوراً دوسری شرط باندھ لیتے ہیں، ہر بار شرطیں باندھ کر سچ جھوٹ کا جوا کھیلنا کیا کسی مقبولِ بارگاہِ الٰہی کا کام ہوسکتا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے بصیرت دی ہو تو یہی ایک نکتہ ہدایت کے لئے کافی ہوسکتا ہے۔ اور پھر یہ بھی دیکھئے کہ ادھر مرزا صاحب تو اپنے سچ جھوٹ کی شرطیں باندھنے میں مشغول رہے ہیں، ادھر خدا تعالیٰ نے گویا قسم کھا رکھی ہے کہ مرزا صاحب جس چیز کو بھی اپنے صدق و کذب کا معیار بنا کر پیش کریں، اسی میں انہیں جھوٹا ثابت کیا جائے۔ ادھر مرزا صاحب قسمیں کھاتے ہیں کہ محمدی بیگم سے نکاح ہوگا، سلطان محمد مرے گا، آتھم مرے گا، ثناء اللہ مرے گا، عبدالحق مرے گا، یہ ہوگا اور وہ ہوگا، اگر ایسا

ہوا تو مجھے جھوٹا سمجھو۔ ادھر تقدیرِ خداوندی یہ تھی کہ مرزا صاحب جس بات کو جتنی زیادہ
قسمیں کھا کر بیان کریں، وہ اتنی ہی غلط ثابت ہو جائے —— حد یہ کہ مرزا صاحب ایک
ناپاک عیسائی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر وہ فلاں تاریخ تک نہ مرے تو مجھے سب سے
بڑا جھوٹا سمجھو، لیکن اللہ تعالیٰ ایک صلیب پرست ناپاک عیسائی کے مقابلے میں بھی مرزا
صاحب کی قسم کو لائقِ احترام نہیں سمجھتے، کیا انسانی تاریخ میں کسی سچے کی ایسی مثال ملتی ہے؟
خدارا! ذرا غور تو فرمائیے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَآ اُولِی الْاَبْصَارِ...!

قادیانی تحریریں

بسم الله الرحمٰن الرحيم
الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

اس رسالے میں قادیانی لٹریچر سے چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں، اہل نظر ان پر غور فرماکر فیصلہ کریں کہ کیا سچے مدعیوں کے یہی حالات ہوتے ہیں؟

عبادتِ الٰہی:

"مولوی رحیم بخش صاحب ساکن تلونڈی ضلع گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) امرتسر میں براہین احمدیہ کی طباعت دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو کتاب کی طباعت دیکھنے کے بعد مجھے فرمایا: میاں رحیم بخش! چلو سیر کر آئیں۔ جب آپ باغ کی سیر کر رہے تھے تو خاکسار نے عرض کیا کہ: حضرت! آپ سیر کرتے ہیں، دوسرے لوگ تو سنا ہے شب و روز عبادتِ الٰہی کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ولی اللہ دو (۲) طرح کے ہوتے ہیں، ایک مجاہدہ کش، جیسے حضرت بابا فرید شکر گنجؒ، اور دوسرے محدث جیسے ابوالحسن خرقانیؒ، محمد اکرم ملتانیؒ، مجدد الف ثانیؒ وغیرہ۔ یہ دوسرے قسم کے ولی بڑے مرتبے کے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے بکثرت کلام کرتا ہے۔ میں ان میں سے ہوں (گویا عبادت کے بجائے صرف سیر و تفریح کافی ہے... ناقل) اور آپ کا اس وقت محدثیت کا دعویٰ تھا۔ (جو بعد میں ترقی کرکے مسیحیت، نبوت اور خدائی تک جا پہنچا... ناقل)۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۱۲)

تصنیف اور نماز:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ سیرۃ المہدی کی روایت ۲۹۴ میں سنین کے لحاظ سے جو واقعات درج ہیں ان میں سے بعض میں مجھے اختلاف ہے جو مندرجہ ذیل ہے...... (۳) آپ نے ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۲ء تک مسلسل نمازیں جمع کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بھی درست ہے کہ ایک لمبے عرصے تک نمازیں جمع ہوتی تھیں (کیونکہ مرزا صاحب ان دنوں ایک کتاب کی تصنیف میں مشغول تھے، اس لئے ظہر و عصر اکٹھی پڑھ لیتے تھے تاکہ وقت ضائع نہ ہو... ناقل)۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۰۲)

مسنون وضع:

"نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے، بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے، اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔ قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی، اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے، اور قراءت میں شاید قل ھو اللہ بمشکل پڑھ سکوں، کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔" (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص:۸۸)

مشہور فقہی مسئلہ:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت ام المومنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے۔ حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ ہاں! اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے۔ میں نے حضرت ام المومنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھے

یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہوکر چکر آجایا کرتا ہے۔ اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہوکر نماز پڑھ لیا کرو۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۱۳۱)

منہ میں پان:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی، ایسی کہ دم نہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی، تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۱۰۳)

امامت کا شرف:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم مرحوم نماز نہ پڑھا سکے، حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین صاحب) بھی موجود نہ تھے، تو حضرت صاحب نے حکیم فضل دین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا، انہوں نے عرض کیا کہ: حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے، اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے، میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا: حکیم صاحب! آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہوجاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں! حضور! فرمایا کہ: پھر ہماری بھی ہوجائے گی، آپ پڑھائیے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو تو نقضِ وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔ (لیکن کیا: ایسے معذور کو امام بنانا بھی جائز ہے یا نہیں؟ ناقل)۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۱۱)

رکوع کے بعد:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز مولوی سراج الحق صاحب نے پڑھائی، حضور علیہ السلام (مرزا صاحب) بھی اس نماز میں شامل تھے، تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے

صاحب) پیشاب کرنے کے بعد ٹھنڈے پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے۔ میں نے کبھی ڈھیلا کرتے نہیں دیکھا (باوجودیکہ سلس البول کی بیماری بھی تھی، ڈھیلے استعمال کئے بغیر قطرے بند کیسے ہو سکتے تھے۔ ناقل)۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۶۳)

ڈھیلے جیب میں!

"آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) شیرینی سے بہت پیار ہے، اور مرض بول بھی آپ کو عرصے سے لگی ہوئی ہے، اس زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب ہی میں رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے۔ (یہ حسن ذوق اور لطافت مزاج کی دلیل ہے یا بے احتیاطی ہوگی۔۔۔ناقل)۔"

(مرزا صاحب کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی ملحقہ براہین احمدیہ ج:۱ ص:۶۷)

تیز گرم پانی:

"میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے، اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لئے پاخانے میں لوٹا رکھ دے، اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔ جب حضرت مسیح موعود فارغ ہوکر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا؟ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا (جس کو آپ نے خود حکم فرمایا تھا۔ ناقل)۔ تو آپ نے اسے بلایا اور اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے لوٹے کا بچا ہوا پانی بہا دیا تاکہ اسے احساس ہو کہ یہ پانی تیز گرم ہے، طہارت میں استعمال نہیں ہوسکتا (مگر استنجا کیسے ہوا؟ ۔۔ناقل)۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۶۳)

حفظ قرآن:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو قرآن مجید کے بڑے بڑے مسلسل حصے یا بڑی بڑی سورتیں یاد تھیں، بے شک

سنایا گیا، جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے؟ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ: میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل ہے[1] اور صلیب کی شکست ہے، ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں، بہت سے خنزیر مرچکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں، ان سے فرصت اور فراغت ہو لے۔ (افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو مدة العمر خنزیروں کے شکار سے فرصت نہیں مل سکی، نہ ان کے خنزیر مرے، نہ انہیں حج کی توفیق ہوئی ...ناقل)۔" (ملفوظاتِ احمدیہ ج:۵ ص:۲۹۳ مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی)

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں تو آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا، کیونکہ ساری جائیداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی، اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا، اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہوگئے کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے (غالباً جہاد منسوخ کرنے کے کام میں ...ناقل) دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی کہ حج کریں۔ (تیسرے حکمتِ الٰہیہ آپ کو حج کی توفیق سے محروم رکھنا چاہتی تھی تاکہ "مسیح" کی ایک علامت بھی آپ پر صادق نہ آئے اور ہر عام وخاص کو معلوم ہوجائے کہ ان کا دعویٔ مسیحیت غلط ہے ...ناقل)۔" (سیرة المہدی ج:۳ ص:۱۱۹)

---

(۱) مرزا صاحب خود تو خنزیروں کے شکار پر فخر کرتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو حدیث میں آتا ہے کہ وہ خنزیر کو قتل کریں گے، اس کا مذاق اڑاتے ہیں، چنانچہ "سیرة المہدی" میں ہے کہ: "میاں امام دین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہوکر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور وہ باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ: ایسے شخص کی آمد سے ساہنسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہوسکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں، مسلمانوں کو کیسے خوشی ہوسکتی ہے؟ یہ الفاظ بیان کرکے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا۔" (سیرة المہدی ج:۳ ص:۲۹۱، ۲۹۲)

کے لئے موزوں بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ میں نے لکھا تھا اور حضرت صاحب نے کچھ وہ حضرت ام المؤمنین نے لکھوایا تھا۔ اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائی تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے، قد کتنا ہے، اس کی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں ہے، ناک، ہونٹ، گردن، دانت، چال ڈھال وغیرہ کیسے ہیں۔ غرض بہت ساری باتیں ظاہری شکل و صورت کے متعلق لکھوائی تھیں کہ ان کی بابت لکھیں گے اور کچھ مجھے زبانی کہا تھا کہ بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی اور اس نے سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا تو رشتہ ہو گیا۔ اسی طرح خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں صاحب (یعنی خلیفہ مسیح ثانی) کے لئے پیش کی تو ان دنوں خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس چکراتہ پہاڑ پر جہاں وہ متعین تھے، بطور تبدیلی آب و ہوا کے گیا ہوا تھا۔ وہاں پر مجھ سے لڑکی کا حلیہ وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔" (سیرۃ المہدی ج: ۲ ص: ۳۹۹)

مالش!

"میری بیوی ... پندرہ برس کی عمر میں دارالامان میں حضرت مسیح موعود کے پاس آ گئیں ... حضور کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دابنے کی بہت پسند تھی۔"

(نذیر کے شوہر ظفر احمد قادیانی کا مضمون مندرجہ "الفضل" ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء ص: ۶،۷)

بھانو!

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المؤمنین (محترمہ نصرت جہاں بیگم زوجہ مرزا غلام احمد) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: "بھانو! آج بڑی سردی ہے" کہنے لگی: "ہاں جی تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں ایں" یعنی جی ہاں جبھی تو آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۱۰)

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتا لگتا ہے کہ آنحضرت صلعم عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے ان کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے اور اصل قرآن شریف میں جو یہ آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہئے، اسی کے اندر لمس کی ممانعت بھی شامل ہے، کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔ (لیکن مرزا صاحب تنہائی میں لیٹ کر جوان عورتوں سے بدن دبواتے تھے، اس لئے ان کو "شریف آدمی" کہنا بھی غلط ہے چہ جائیکہ ان کو... نعوذ باللہ... نبی کہا جائے... ناقل)۔"

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۱۵۱)

زینب بیگم!

"ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا غلام احمد صاحب) کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی، بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقع پیش آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند، نہ غنودگی، نہ تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ (یقیناً مرزا صاحب بھی اسی "سرور" سے لطف اندوز ہوتے ہوں گے۔ ناقل)۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۷۳)

نیم دیوانی کی حرکت:

"حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی عورت بطور خادمہ کے رہا

کرتی تھی (اور یوں اندرونی خدمات بجا لاتی تھی۔ ناقل) ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ
جس کمرے میں حضرت بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے وہاں ایک کونے میں گھڑا رکھا
ہوا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر
نہانے لگ گئی (کیونکہ ان صاحبہ کو مرزا صاحب سے کوئی تکلف نہیں تھا۔ ناقل) حضرت
صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کر رہی ہے (جن لوگوں
سے ہر وقت کی بے تکلفی ہو ان کی طرف التفات ہوا بھی نہیں کرتا۔ اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ
اس بھولی دیوانی نے غسل اتنا کا وقت کس نے کر دیا... ناقل)“

(ذکر حبیب مؤلفہ مفتی محمد صادق ص: ۳۸)

رات کا پہرہ!

”مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی
عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانے میں حضرت مسیح
موعود (مرزا صاحب) کے وقت میں، میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور
حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔
ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی فقرہ جاری ہوتے سنا اور آپ کو جگا دیا۔
اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرے پر مائی فجو... منشیانی اہلیہ
منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی رسول بی بی صاحبہ بوڑھی عورت تھیں (اور مرزا
صاحب کی؟ ... ناقل) اور حافظ حامد علی صاحب مرحوم کی بیوہ ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے
پرانے خادم تھے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب ان کے داماد ہیں۔“

(سیرۃ المہدی ج: ۳ ص: ۲۱۳)

جوان عورت سے خلوت بالمحرمہ!

”۲ مارچ ۱۸۹۲ء مطابق ۲ ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ بروز پنجشنبہ آج میں نے

بوقت صبح ساڑھے چار بجے ان کے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے، اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے، تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں، اور وہ پانی لا کر ایک اپنے گھڑے میں ڈال دیا ہے، میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی یکایک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آ گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے، پیروں سے سر تک سرخ لباس پہنے ہوئے، شاید جالی کا کپڑا ہے، میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دیئے تھے (یعنی محمدی بیگم ...ناقل) لیکن اس کی صورت میری بیوی کی معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا یا دل میں کہا کہ میں آ گئی ہوں۔ میں نے کہا: یا اللہ! آ جاوے، اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلگیر ہوئی، اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فالحمد للہ علی ذالک (کہ بیداری میں نہ سہی تو خواب میں تو آسمانی منکوحہ سے بغلگیر ہونے کی "سعادت" میسر آئی، ورنہ قسمت کہ یہ خواب بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا ...ناقل)۔

اس سے دو چار روز پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازے پر آ کھڑی ہوئی ہے اور میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں، تب میں نے کہا کہ آ، روشن بی بی اندر آ جا (لیکن افسوس کہ مرزا صاحب کے گھر وہ "روشن بی بی" نہ آئی ...ناقل)۔" (تذکرہ ص: ۱۷۷ مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی)

ناکامی کی تلخی:

"فرمایا: چند روز ہوئے کہ کشفی نظر میں ایک عورت مجھے دکھائی گئی اور پھر الہام ہوا ..... اس عورت اور اس کے خاوند کے لئے ہلاکت ہے (یعنی انگور کھٹے ہیں ...ناقل)۔"
(تذکرہ ص: ۲۱۰)

خواب نہ ہوا ہذیان ہوا:

"۱۴ اگست ۱۸۹۲ء مطابق ۲۰ محرم ۱۳۱۰ھ آج میں (مرزا غلام احمد) نے خواب میں دیکھا کہ محمدی (بیگم) جس کی نسبت پیشگوئی ہے باہر نکلی میں صحن کے

لکھی ہوئی ہے اور وہاں سے نقل ہے اور نہایت عمدہ نکلی ہے جس نے میں تین مرتبہ
کہ میرے مرشد کی ہونے کی یہ تعبیر ہے کہ تم اپنی قوم میں سے گا (افسوس کہ یہ خواب کی تعبیر
نکلی۔ ناقل) اور میں نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر رکھے ہیں۔۔ اور اس کے بعد
میں نے خواب دیکھا کہ تھوڑی (قیمہ) سے میرے لکھ ہوگیا ہے اور ایک کاغذ اس کے ساتھ
میں ہے جس پر ہزار روپیہ تحریر ہے اور شیر کی منقول کی گئی ہے اور میرے پاس وہ خواب
میں محفوظ ہے (یہ صفائی ہے اور اس میں جو دولت لکھی ہے وہ دل کا خواب۔ لکھا
بھی بہت بڑی دولت ہے۔ ناقل)۔" (تذکرہ ص:۱۹۸، ۱۹۹)

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ خوابوں کا سلسلہ بھی بڑا نازک ہے، بعض خوابیں انسان کی
دماغی بناوٹ کا نتیجہ ہوتی ہیں، اور اکثر لوگ ان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ (چنانچہ مرزا
صاحب کو کئی قسم کے خواب بھی شاید اسی دماغی بناوٹ کی وجہ سے آتے تھے۔ ناقل)۔"
(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۱۱۲ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب)

پاک مال، پاک مصرف!

"بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک
شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی، اس نے اس
حالت میں بہت سا روپیہ کمایا، پھر وہ مرگئی، اور مجھے اس کا ترکہ ملا، مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے
توبہ اور اصلاح کی توفیق دی، اب میں اس مال کو کیا کروں؟ (سائل کا نام اللہ دیا تھا،
جس نے بعد میں توبہ کرلی تھی۔ ناقل)۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال
میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے۔ (اور اسلام کی روح
خود مرزا صاحب تھے، ان سے بہتر اس مال کا مصرف اور کون ہوسکتا تھا؟ چنانچہ مرزا صاحب
نے زنا کی اجرت کی کمائی کا یہ مال منگوایا، اور اس کو ہضم فرمایا۔ اور جب مولانا محمد حسین
بٹالوی مرحوم نے اپنے رسالے "اشاعۃ السنۃ" جلد۵ نمبر۱ میں مرزا صاحب کو طعنہ دیا
کہ حضرت! کنجریوں کا مال بھی صاف کر جاتے ہیں، تو مرزا صاحب نے آئینہ کمالاتِ اسلام
صفحہ:۲۰۶ میں اس کا جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مال تھا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا، ہم ہضم کر گئے!

اعتقاد ہے کہ آپ نبی اللہ تھے، مگر پیغامی (لاہوری) اس بات کو نہیں مانتے اور وہ آپ کو صرف ولی اللہ سمجھتے ہیں۔" (خطبہ مرزا محمود صاحب مندرجہ اخبار "الفضل" ۱۳؍اگست ۱۹۳۸ء)

مرید کا شکوہ!

(۱۹۲۷ء میں سکینہ وزاہدہ کی عصمت پر مرزا محمود نے ہاتھ ڈالا، ان کے قصے گلی کوچوں میں پھیلے، اخباروں کی زینت بنے، عدالتوں میں گونجے، مگر مرزا محمود کے غالی مرید شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کو اپنے پیر مرزا محمود کے "تقدس" کا یقین تب آیا جب ان ترکتازیوں کا سلسلہ شیخ صاحب کے گھر تک آپہنچا، مرید کی عزت وناموس پر پیر کا حملہ اگرچہ مرید کے لئے ناقابل برداشت تھا، تاہم مرید نے پیر کا راز فاش کرنے کے بجائے نجی خطوط کے ذریعے اصلاح احوال کی ناکام کوشش کی، پیر کے نام مرید کا پہلا خط خاصا طویل ہے، اس کے چند فقرے باضافہ عنوانات درج ذیل ہیں۔ پورا خط "کمالات محمودیہ" میں اور جناب شفیق مرزا کی کتاب "شہر سدوم" میں پڑھ لیا جائے... ناقل)

دوٹوک بات!

"بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سیدنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ذیل کے چند الفاظ محض آپ کی خیرخواہی اور سلسلے کی خیرخواہی کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھ رہا ہوں...... مدت سے میں یہ چاہتا تھا کہ آپ سے دوٹوک بات کروں، مگر جن باتوں کا درمیان میں ذکر آنا لازمی تھا، وہ جیسا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں ایسی تھیں کہ ان کے ذکر سے آپ کو سخت شرمندگی لاحق ہونی لازمی تھی، اور جن کے نتیجے میں آپ میرے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہ سکتے تھے۔" (یہ شیخ صاحب کا خیال خام تھا، ورنہ مرزا محمود صاحب ایسی شرم ورم کے قائل نہیں تھے... ناقل)۔

تقدس کا پردہ!

"اگر میں بھی آپ کے خلاف اس اشتعال انگیز طریق سے متاثر ہوکر جلد بازی

چال اور ماتم:

''لڑکوں اور لڑکیوں کو پھنسانے کے لئے جو چال آپ نے ایجنٹ مردوں اور ایجنٹ عورتوں کا بچھایا ہوا ہے، اس کا راز جب فاش کیا جائے گا، تو لوگوں کو پتا لگے گا کہ کس طرح ان کے گھروں پر ڈاکا پڑتا ہے۔ مخلص جو آپ کے ساتھ اور آپ کے خاندان کے ساتھ تعلق پیدا کرنا فخر سمجھتے ہیں، ان کے گھروں میں سب سے زیادہ ماتم پڑے گا۔''

(بشرطیکہ عقل اور حس بھی خلیفہ پر ''قربان'' نہ ہوچکی ہو... ناقل)۔

انتقام، انتقام، انتقام:

''دوسری طرف جن لوگوں کو آپ کی غلط کاریوں کا علم ہوجاتا ہے، یا وہ کسی کے سامنے اظہار کر بیٹھتے ہیں اور آپ کو اس کا علم ہوجائے تو پھر آپ اسے کچلنے کے درپے ہوجاتے ہیں، اور اس کچلنے میں رحم آپ کے نزدیک تک نہیں پھٹکتا، اور پتھر سے بھی زیادہ سخت دل کے ساتھ اس پر کرتے ہیں، اور آپ کی سزا دہی میں اصلاحی پہلو بالکل مفقود اور انتقامی پہلو نمایاں ہوتا ہے، چنانچہ مثال کے طور پر سکینہ بیگم زوجہ مرزا عبدالحق صاحب کو ہی لے لو (جس نے خلیفہ کی اخلاقی درازدستی کی شکایت ۱۹۲۷ء میں کی تھی... ناقل) کس قدر ظلم اس پر آپ کی طرف سے کیا جاتا ہے، جو کچھ اس نے کہا تھا اس کی سچائی تو اب بالکل ثابت ہوچکی ہے، لیکن وہ بیچاری باوجود بچی ہونے کے قیدیوں سے بدتر زندگی بسر کر رہی ہے، اس کی صحت تباہ ہوچکی ہے۔''

مرزا محمود کی قادیانی چال:

''آپ نے یہ چال چلی ہوئی ہے کہ لوگوں کو ایک دوسرے سے ملنے نہ دیا جائے، اور ''منافقوں سے بچو، منافقوں سے بچو'' کے شور سے لوگوں کو خوفزدہ کیا ہوا ہے، اور ہر ایک کو دوسرے پر بدظن کردیا ہوا ہے۔ اب ہر شخص ڈرتا ہے کہ میرا مخاطب کہیں میری رپورٹ ہی نہ کردے، اور پھر فوراً مجھ پر منافق کا فتویٰ لگ کر جماعت سے اخراج کا اعلان کردیا جائے، اور یہ سب کچھ آپ نے اس لئے کیا ہوا ہے کہ آپ کی سیاہ کاریوں کا لوگوں کو

معاف نہ ہو سکے لیکن ......"

ممکن ہے کہ!

"آپ کی بدچلنی کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کے متعلق ایک بات میرے دل میں کھٹکتی رہتی ہے، اس کا ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں، اور وہ یہ کہ ممکن ہے کہ جس چیز کو ہم زنا سمجھتے ہیں، آپ اسے زنا ہی نہ سمجھتے ہوں، پس اگر ایسا ہے تو مہربانی فرما کر مجھے سمجھا دیں، اگر میری سمجھ میں آ گئی تو میں اپنے اعتراضات واپس لے لوں گا۔"

بعض دفعہ نماز:

"میں اس جگہ اس بات کا اضافہ کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا، کیونکہ مجھے مختلف ذرائع سے یہ علم ہو چکا ہے کہ آپ "جنبی" ہونے کی حالت میں ہی بعض دفعہ نماز پڑھانے آ جاتے ہیں۔" (ربانی تحریر ص ۹۸ تا ۱۱۹)

عدالت میں گونج:

۱۹۳۷ء میں شیخ عبدالرحمن مصری کو مرزا محمود سے اختلافات پیدا ہو گئیں، نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ صاحب جماعت سے الگ ہو گئے، یا کر دیئے گئے، تو مرزا محمود سے محاذ آرائی ہوئی، بات اشتہاروں، اخباروں سے آگے عدالتوں تک پہنچی، اپیل میں ان کا حلفیہ عدالتی بیان درج ہے، جسے عدالت عالیہ لاہور نے اپنے ۲۳ ستمبر ۱۹۳۸ء کے فیصلے میں شامل کیا۔

"موجودہ خلیفہ (مرزا محمود احمد صاحب) سخت بدچلن ہے، یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کو شکار کرتا ہے، اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے، ان کے ذریعے یہ معصوم لڑکوں اور لڑکیوں کو قابو کرتا ہے، اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے، اس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔"

([illegible]: فتح حق ص [illegible])

ماہرانہ شہادت:

"یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ (مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) عیاش ہے۔ اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ شخص جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں وہ ایسے ہو جاتے ہیں جنہیں انگریزی میں (Wreck) کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا نہ دماغ کام کا رہتا ہے، نہ عقل درست رہتی ہے، نہ حرکات صحیح طور پر کرتا ہے، غرض سب قویٰ اس کے برباد ہو جاتے ہیں اور سر سے لے کر پیر تک اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے، اسی لئے کہتے ہیں:
"الزنا خرب البدن" کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔"
(مضمون ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل مندرجہ الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

شہادت کی تصدیق:

"ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ چند ہفتوں میں دماغی حالت اپنے معمول پر آ جائے گی لیکن اب تک جو ترقی ہوئی ہے اس کی رفتار اتنی تیز نہیں... آدمیوں کے سہارے سے دو ایک قدم چل سکتا ہوں مگر وہ بھی مشکل سے، دماغ اور زبان کی کیفیت یہی ہے کہ میں تھوڑی دیر کے لئے بھی خطبہ نہیں دے سکتا، اور ڈاکٹروں نے دماغی کام سے قطعی طور پر منع کر دیا ہے۔"
(کمالات محمودیہ ص:۵۷)

اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جس کی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے، اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے انہیں بچاوے، پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ کئی خیال سے میں مع اہل و عیال اور اپنی جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں، اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں، حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۴۰)

مرزا قادیانی جنگل کی زندگی سے اکتا گئے تو نہ صرف چپکے سے واپس قادیان چلے آئے، بلکہ کچھ عرصے کے لئے زلزلہ خیز اشتہارات کا سلسلہ بھی بند کر دیا، اور خدا کی مخلوق نے اطمینان کا سانس لیا۔

۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو بعض علاقوں میں زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے تو مرزا قادیانی کے طبع کی رگ زلزلہ پھر پھڑکی، وہ پھر مرزا قادیانی کو اس "زلزلہ قیامت" کی پیش گوئی کے لئے انگیخت کرنے لگا، اور مرزا قادیانی نے اشتہار بازی کا سلسلہ پھر شروع کر دیا۔ ۲ مارچ ۱۹۰۶ء کے اشتہار میں لکھتے ہیں:

”آج یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت پھر خدا نے یہ وحی میرے پر نازل کی، جس کے یہ الفاظ ہیں: ”زلزلہ آنے کو ہے“ اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی نہیں آیا، بلکہ آنے کو ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۴۸)

۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو "اشتہار واجب الاظہار" میں، اور ۱۳ مارچ ۱۹۰۶ء کو ایک نظم میں مرزا قادیانی نے پھر زلزلے کی آمد آمد کا اعلان کیا۔

مرزا قادیانی کے ان پے در پے الہامات اور اشتہارات میں قطعی یقین دلایا گیا کہ دنیا میں ایک سخت ترین زلزلہ آئے گا، لیکن اس پیش گوئی میں دو باتیں تشریح طلب تھیں، ایک یہ کہ زلزلے سے کیا مراد ہے؟ دوسرے یہ کہ زلزلے کی آخری میعاد کیا ہے؟ یہ سوال

خود مرزا قادیانی کے سامنے پیش کیا گیا، اور ہم ممنون ہیں کہ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں اس کا شافی جواب بھی مرحمت فرمایا، سوال یہ تھا کہ:

"جناب مقدس مرزا قادیانی نے دوبارہ زلزلہ آنے کی خبر دی ہے، مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب ہوگا۔"

(روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۲۵۲، ضمیمہ براہین احمدیہ ج:۵ ص:۹۱)

اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے جو کچھ تحریر فرمایا اس کے چند فقرے حسب ذیل ہیں:

الف:... "آئندہ زلزلے کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں، اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔"

(ضمیمہ براہین پنجم ص:۱۲، خزائن ج:۲۱ ص:۲۵۳)

ب:... "مجھے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے نمونۂ قیامت ہوگا، اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہوگا، اس میں شک نہیں کہ اس آئندہ پیش گوئی میں بھی پہلی پیش گوئی کی طرح بار بار زلزلہ کا لفظ ہی آیا ہے، اور کوئی لفظ نہیں آیا، اور ظاہری معنوں کو بہ نسبت تاویلی معنوں کے زیادہ حق ہے۔"

(ضمیمہ براہین پنجم ص:۱۳، خزائن ج:۲۱ ص:۲۵۳)

ج:... "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ زلزلہ تیری ہی زندگی میں آئے گا اور زلزلہ کے آنے سے تیرے لئے فتح نمایاں ہوگی، اور ایک مخلوق کثیر تیری جماعت میں داخل ہو جائے گی۔"

(ضمیمہ براہین پنجم ص:۱۳، خزائن ج:۲۱ ص:۲۵۴)

د:... "اب ذرا کان کھول کر سن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت

۱:... پیش گوئی میں زلزلہ سے زلزلہ ہی مراد ہے، قرآن کی نص قطعی بھی بقول مرزا قادیانی اس کی مؤید ہے۔

۲:... اس زلزلے کا آنا قطعی اور یقینی ہے۔

۳:... اس زلزلے کا مرزا قادیانی کی زندگی میں آنا ضروری ہے۔

۴:... اس زلزلے کا مرزا قادیانی کے ملک ہی میں آنا ضروری ہے، کسی دوسرے ملک کا زلزلہ اس پیش گوئی کا مصداق نہیں ہوسکتا۔

۵:... اگر یہ زلزلہ مندرجہ بالا صفات کے ساتھ نہ آئے تو مرزا قادیانی چیلنج کرتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں، بلکہ مفتری اور کذاب ہیں ـــــــ بہت خوب!

نتیجہ:

اب ناظرین بڑی بے چینی سے منتظر ہوں گے کہ مرزا قادیانی کی اس عظیم متحدیانہ پیش گوئی کا نتیجہ کیا نکلا؟ آہ! اس کا جواب بہت ہی مایوس کن ہے، سنئے! براہین احمدیہ حصہ پنجم مرزا قادیانی کی آخری عمر کی تصنیف ہے، جو ان کی وفات کے پونے پانچ مہینے بعد شائع ہوئی۔

مرزا قادیانی کی تاریخ وفات:... ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء

براہین پنجم کی تاریخ اشاعت:... ۱۵ر اکتوبر ۱۹۰۸ء

پیش گوئی کا نتیجہ ظاہر ہے کہ جس دن کتاب چھپ کر لوگوں کے ہاتھ میں پہنچی، اور انہوں نے اس میں مرزا قادیانی کی یہ تحریر پڑھی کہ: ”آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے اگر اس کا ظہور میری زندگی میں نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔“ اس دن مرزا قادیانی کو قبر میں پہنچے ہوئے پونے پانچ مہینے گزر چکے تھے، ”نہ رہے بانس، نہ بجے بانسری“ نہ مرزا قادیانی زندہ ہوں، نہ ان کی زندگی میں زلزلہ آئے، نہ پیش گوئی پوری ہو۔ مرزائی اُمت میں بڑے بڑے لوگ موجود ہیں جو اپنی لفاظی سے دن کو رات اور رات کو دن بناسکتے ہیں، مگر کیا کسی بڑے چھوٹے مرزائی کے بس میں ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی

آدمیوں کو، جو قادیانی کی طرف سے خائف ہیں اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں، خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہیں آئے گا! نہیں آئے گا!! اور نہیں آئے گا!!! اور آپ ہر طرح اطمینان اور تسلی رکھیں۔

مجھے یہ خوشخبری نور الٰہی اور کشف کے ذریعہ سے دی گئی ہے۔ جو ان شاء اللہ بالکل ٹھیک ہوگی۔ میں تحدی سے کرتا کہتا ہوں اور اس نور الٰہی سے جو مجھے بذریعہ کشف دکھلایا گیا ہے، مستفیض ہوکر اور اس کے اعلان کی اجازت پاکر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی پیش گوئی میں بھی ذلیل و رسوا ہوگا۔ اور خداوند تعالیٰ حضرت خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اپنی گنہگار مخلوق کو اپنے دامنِ عاطفت میں رکھ کر اس نارسیدہ آفت سے بچائے گا اور کسی فرد بشر کا بال بیکا نہ ہوگا۔

مولا بخش حنفی سیکریٹری انجمن حامی اسلام لاہور"

(مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۳۱ مطبوعہ ربوہ)

ذرا انصاف کیجئے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ امتی کی پیش گوئی کیسی سچی نکلی، اور آج اس پیش گوئی پر ستر سال گزر رہے ہیں، مگر اس کی سچائی آج بھی آفتاب کی طرح چمک رہی ہے۔ کیا مرزائی، مرزا غلام احمد کو چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے۔۔؟

واللہ الموفق لکل خیر وسعادۃ۔

مرزا قادیانی
مراق سے نبوت تک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ان کی امت میں ایک چیستان اور ایک معما بنی ہوئی ہے، نبوتِ مرزا کے بارے میں مرزائی امت کے مختلف فرقے مختلف عقیدے رکھتے ہیں، اور ہر فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال سے اپنے دعوے کی سند لاتا ہے، چنانچہ:

۱:... غیر حقیقی نبی:... لاہوری فرقے کا دعویٰ ہے کہ وہ چودھویں صدی کا مجدد اور غیر حقیقی نبی تھے۔

۲:... غیر تشریعی نبی:... فرقہ ربوہ کا عقیدہ ہے کہ وہ غیر تشریعی مگر حقیقی نبی تھے۔

۳:... تشریعی نبی:... اروپی فرقے کا عقیدہ تھا کہ تشریعی نبی تھے، ان کے دلائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

الف:... مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کے الفاظ ٹھیک وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صاحبِ شریعت رسولوں کی وحی کے ہیں، لہٰذا اگر موسیٰ، عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ شریعت رسول ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی بھی یہی شان رکھتے ہیں۔

ب:... مرزا غلام احمد قادیانی نے اربعین نمبر۴ کے صفحہ:۶ پر اپنے صاحبِ شریعت ہونے کا کھول کر اعلان کیا ہے۔

ج:... مرزا غلام احمد قادیانی حکم ہوکر آئے تھے کہ جس حکم کو چاہیں باقی رکھیں اور

جس کو چاہیں رد کردیں، اور یہ صاحب شریعت ہی کا منصب ہے۔

۷:... مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد اور حج بیت اللہ کو منسوخ کیا اور قادیان کو قبلہ مقرر کیا۔

۸:... قادیانی کا کلمہ "لا الٰہ الا اللہ احمد جری اللہ" تھا، ان عقائد کا اظہار ظہیر الدین اروپی کے رسائل میں کیا گیا ہے۔

۹:... نبی سازی:... اُمت مرزائیہ کے ایک فرقے کا عقیدہ تھا کہ مرزا قادیانی نہ صرف رسول ہیں بلکہ ان کی پیروی سے نبوت ملتی ہے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ مرزا قادیانی نے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا نام نبوت رکھا تھا۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جس میں یہ سلسلہ جاری و ساری نہ ہو۔ اب اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد نبوت کا سلسلہ ٹوٹ جائے تو ان کا دین بھی لعنتی بن جاتا ہے، اس دلیل سے بہت سے "قادیانی نبی" مبعوث ہوئے، یہاں تک کہ "قادیانی انبیاء" کی بہتات سے مرزا محمود احمد بوکھلا اٹھے اور خطبے میں فرمایا:

> "دیکھو! ہماری جماعت میں ہی کتنے مدعی نبوت کھڑے ہوگئے ہیں، میں ان سے سوائے ایک کے سب کے متعلق یہ خیال رکھتا ہوں کہ وہ اپنے نزدیک جھوٹ نہیں بولتے، واقعہ میں انہیں الہام ہوئے، اور کوئی تعجب کی بات نہیں، اب بھی ہوتے ہیں، مگر نقص یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے الہاموں کو سمجھنے میں غلطی کھائی (یہی غلطی مرزا غلام احمد نے تو نہیں کھائی؟... ناقل) ان میں سے بعض سے مجھے ذاتی واقفیت ہے، اور میں گواہی دے سکتا ہوں کہ ان میں اخلاص پایا جاتا تھا، خشیت اللہ پائی جاتی تھی، آگے خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ میرا یہ خیال کہاں تک درست ہے، مگر ابتدا میں ان کی حالت مخلصانہ تھی...... ان کے الہاموں کا ایک حصہ خدائی الہاموں کا تھا

سچ مچ "خدا" مان لیں تو ان کو مجنون اور غالی کیوں کہا جائے...؟

جب یہ اصول تمام قادیانی اُمت کو مسلّم ہے کہ "بروز" اپنے "اصل" ہی کا حکم رکھتا ہے، اسی "قادیانی اجماع" کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی کو "مسیح موعود" اور "محمد ثانی" تسلیم کیا گیا، کیونکہ وہ "بروزِ محمد" ہونے کے مدعی تھے، تو مرزا غلام احمد قادیانی کو "بروزِ خدا" کے مدعی ہونے کی وجہ سے خدا کیوں نہ مانا جائے؟ آخر یہ کیا منطق ہے کہ بروزی نکتے کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی کو "عیسیٰ" اور "محمد" ماننے والے تو عقل مند اور ہوشیار کہلائیں اور "بروزِ خدا" ماننے والے مسکینوں پر مجنون اور غالی ہونے کا فتویٰ صادر کردیا جائے...؟

شاید کسی کو وسوسہ ہو کہ حضرت قادیانی نے ان کو سختی سے منع فرمادیا تھا، اس لئے ان کا موقف غلط ہے۔ قادیانی اُصول کے مطابق اس کا جواب بہت آسان ہے، وہ یہ کہ اس وقت تک حضرت قادیانی کو یہ سمجھ نہیں آئی تھی کہ الہامات میں ان کو "خدائی کا منصب" عطا کیا گیا ہے۔ ٹھیک جس طرح کہ مرزا محمود قادیانی کے دعوے کے مطابق حضرت قادیانی ۱۹۰۱ء تک یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ ان کو "منصبِ نبوّت" عطا کیا گیا ہے۔ اور یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب نے "فتنے کے خوف" سے انہیں منع فرمادیا ہو ٹھیک جس طرح کہ حضرت صاحب نے "ایک نبی آیا" کا الہام فتنے کے خوف سے مدّت تک چھپائے رکھا۔ بہرحال قادیانی اُصول کے مطابق "بندگانِ بروزِ خدا" کو پاگل اور غالی کہنا قادیانی اُمت کی کورچشمی ہے...!

۶:... مراقی نبی:... یہ تو ان لوگوں کے عقائد تھے جو مرزا غلام احمد قادیانی کے "الہامات" پر ایمان لاتے ہیں، مگر اُمتِ مسلمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بلند بانگ... مگر بے مغز... دعوے "مراق" کا کرشمہ تھے، کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اپنے مراق کا اقرار ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

الف:... "دیکھو! میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اُترے گا تو دو زرد چادریں اس

نے چنی ہوں گی، سو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی، اور ایک نیچے کے دھڑ کی، یعنی مراق اور کثرت بول۔“

(ملفوظات ج:۸ ص:۴۴۵)

ب:… ”میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں، پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کرکے بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے، دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے، مگر میں اس بات کی پروا نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔“ (ملفوظات مرزا ج:۳ ص:۳۷۶)

ج:… ”حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) سے فرمایا کہ: حضور! غلام نبی کو مراق ہے، تو حضور نے فرمایا کہ: ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے (نعوذ باللہ) اور مجھ کو بھی ہے۔“ (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۳۰۴)

اس اقرار و اعتراف سے قطع نظر مرزا غلام احمد قادیانی میں مراق کی علامات بھی کامل طور پر جمع تھیں، مرزا بشیر احمد ایم اے ”سیرۃ المہدی“ میں اپنے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل قادیانی کی ”ماہرانہ شہادت“ نقل کرتے ہیں کہ:

د:… ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے، بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے، لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں، جو ہسٹیریا (اور مراق) کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں، مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا

میں پیغمبر ہوں۔" (ریاض ہند مجموعہ قادیان ج:۱۰ ص:۲۱۲)

یہ تمام علامات مرزا صاحب میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں، انہوں نے "آریوں کا بادشاہ" ہونے کا دعویٰ کیا، نبوّت سے خدائی تک کے دعوے بڑی شد و مد سے کئے، انبیائے کرام علیہم السلام سے برتری کا دم بھرا، دس لاکھ معجزات کا ادعا کیا، مخلوق کو ایمان لانے کی دعوت دی، اور نہ ماننے والوں کو منکر، کافر اور جہنمی قرار دیا، انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کی، صحابہ کرامؓ کو نادان اور احمق کہا، اولیائے اُمت پر سب و شتم کیا، مفسرین کو جاہل کہا، محدثین پر طعن کیا، علمائے اُمت کو یہودی کہا، اور پوری اُمت کو فیج اعوج اور گمراہ کہا، اور فحش کلمات سے ان کی تواضع کی۔ یہ کام کسی مجدد یا ولی کا نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کو مراق کی کرشمہ سازی ہی کہا جاسکتا ہے۔

ادنیٰ فہم کا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ کلمۂ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ" میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی خدا کی گنجائش نہیں، اب اگر ایک شخص سربازار کھڑا ہوکر یہ تقریر کرے کہ:

"اس میں اللہ تعالیٰ کے ماسوا خدا کی نفی کی گئی ہے، اور یہ فقیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس قدر کامل اور فنا فی اللہ کے مقام میں اس قدر راسخ ہے کہ میرا وجود بعینہٖ خدا کا وجود ہے، اس لئے میرے دعویٔ خدائی سے لا الٰہ الا اللہ کی مہر نہیں ٹوٹتی، بلکہ خدا کی چیز خدا ہی کے پاس رہتی ہے، اور یہ کہ میں نے خدائی کمالات خدا میں گم ہوکر پائے ہیں، میرا وجود درمیان نہیں۔ اس لئے میرے خدا ہونے سے "لا الٰہ الا اللہ" کی صداقت میں فرق نہیں آتا۔"

تو فرمایئے کہ اس فصیح البیان مقرر کے بارے میں عقلاء کیا فیصلہ کریں گے؟ کیا "لا الٰہ الا اللہ" کی اس عجیب و غریب "تفسیر" کو کرشمۂ مراق نہیں قرار دیا جائے گا...؟

اب دیکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا "اُمتِ اسلامیہ" کا قطعی عقیدہ ہے، اور اس کے معنی آج تک یہی سمجھے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متواتر ارشاد: "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" میں بیان فرمائے، یعنی میں

آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی۔ لیکن ایک شخص سر بازار کھڑا ہو کر "لا نبی بعدی" کی یہ تقریر کرتا ہے کہ:

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو، اور صاف آئینے کی طرح محمدی چہرے کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٔ نبوت کے، جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے پھر بھی سیدنا خاتم النبیین ہی رہا، کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۵، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۹)

اور پھر وہ اس فلسفے کو اپنی ذات پر چسپاں کرتے ہوئے کہتا ہے:

"چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں، پس اس طور پر خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔"

(ازالہ اوہام ص:۸، خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۲)

اور یہ کہ:

"تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینۂ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟" (ایضاً)

اور یہ کہ:

"میرا نفس درمیان نہیں ہے، بلکہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔"

(ازالہ اوہام ص:۱۲، خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۶)

مرزا قادیانی کے وجوہ ارتداد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

سب سے پہلے اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ اسلام اس دین کا نام ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیش کیا۔

چنانچہ جو لوگ کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھ کر دین اسلام میں داخل ہونے کا عہد کرتے ہیں ان کو دین اسلام کی ان تمام باتوں کا ماننا لازم ہو جاتا ہے جن کی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی اور جن کا ثبوت قطعی تواتر سے ہوا ہے۔ ایسے امور کو "ضروریات دین" کہا جاتا ہے۔ پس تمام "ضروریات دین" کو ماننا شرط اسلام ہے اور "ضروریات دین" میں سے کسی ایک کا انکار کرنا دراصل کلمہ طیبہ کا انکار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار ہے۔ اس لئے جو شخص "ضروریات دین" میں سے کسی ایک کا انکار کرے یا ان میں شک وشبہ کا اظہار کرے یا ان کے متواتر معنی ومفہوم کو تسلیم نہ کرے ایسا شخص مسلمان نہیں بلکہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللّٰہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرة من امرہم۔ ومن یعص اللّٰہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۔" [الاحزاب:۳۶]

ترجمہ: "اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں، جب کہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں کہ

(پھر) ان کو ان (مومنین) کے اس کام میں کوئی اختیار (باقی) ہے اور جو شخص اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔" (النساء: ۶۵)

ترجمہ: "پھر قسم ہے آپ کے رب کی! یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرادیں پھر آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کرلیں۔"

امام جعفر صادق رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"لو ان قوما عبدوا اللہ تعالی واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وصاموا رمضان وحجوا البیت ثم قالوا لشیء صنعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا صنع خلاف ما صنع؟ او وجدوا فی انفسھم حرجا لکانوا مشرکین ثم تلا ھذہ الآیۃ۔" (روح المعانی ج:۵ ص:۷۱)

ترجمہ: "اگر کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، نماز کی پابندی کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اور بیت اللہ کا حج کرے، پھر کسی ایسی چیز کے بارے میں، جس کا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، یوں کہے کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس کے خلاف کیوں نہ کیا؟ اور اس کے ماننے سے اپنے دل میں تنگی محسوس کرے تو یہ قوم مشرکین میں سے ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: امرت أن اقاتل الناس حتّٰی یشھدوا ان لا إلٰہ إلّا اللہ ویؤمنوا بی وبما جئت بہ۔"

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۳۷ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں، یہاں تک وہ "لا الٰہ الا اللہ" کی گواہی دیں اور مجھ پر اور ان تمام باتوں پر ایمان لائیں جن کو میں لایا ہوں۔"

امام محمد بن حسن الشیبانی "السیر الکبیر" میں فرماتے ہیں:

"ومن انکر شیئًا من شرائع الإسلام فقد ابطل قول لا إلٰہ إلّا اللہ۔" (شرح السیر الکبیر ج:۴ ص:۱۵۳۲ طبع جدید)

ترجمہ: "جس نے اسلام کے احکام وقوانین میں سے کسی ایک کا انکار کیا اس نے "لا الٰہ الا اللہ" کے قول وقرار کو باطل کردیا۔"

امام نجم الدین نسفی اپنے عقائد میں لکھتے ہیں:

"الإیمان فی الشرع ھو التصدیق بما جاء بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من عند اللہ والإقرار بہ۔"

(شرح عقائد نسفی ص:۱۲۲ طبع کراچی)

ترجمہ: "شریعت میں ایمان نام ہے ان تمام امور کی تصدیق واقرار کرنے کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے۔"

سلطان العلماء ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"الایمان ھو تصدیق النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالقلب فی جمیع ما علم بالضرورۃ مجیئہ بہ من عند اللہ تعالیٰ۔" (شرح فقہ اکبر مطبوعہ مجتبائی دہلی)

ترجمہ:... "ایمان ان تمام امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے، جن کے بارے میں قطعی طور پر معلوم ہوا ہے کہ آپ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔"

علامہ تفتازانی "شرح مقاصد" میں لکھتے ہیں:

"اعنی تصدیق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما علم مجیئہ بہ بالضرورۃ ای فیما اشتھر کونہ من الدین بحیث یعلمہ العامۃ من غیر افتقار الی نظر و استدلال۔" (شرح مقاصد ج:۲ ص:۲۴۸ دارالمعارف نعمانیہ لاہور)

ترجمہ:... "ایمان، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کا نام ہے، ان تمام امور میں جن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے لانا واضح طور پر معلوم ہے، یعنی ان کا دینِ اسلام میں داخل ہونا اس قدر مشہور ہے کہ عام لوگ بھی اس کو جانتے ہیں اور ان کے ثبوت میں کسی غور و استدلال کی ضرورت نہیں۔"

"فان الاقرار حینئذ شرط لاجراء الاحکام علیہ فی الدنیا من الصلوٰۃ علیہ وخلفہ والدفن فی مقابر المسلمین والمطالبۃ بالعشور والزکوٰت ونحو ذالک۔" (شرح مقاصد ج:۲ ص:۲۴۸)

ترجمہ:... "جب ایمان اس کا نام ہوا تو اسلام کی تمام باتوں کا اقرار کرنا کسی شخص پر اسلام کے دنیوی احکام جاری کرنے کے لئے شرط ہوگا۔ مثلاً اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا، اس کے پیچھے نماز کا

۱:... مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا، جب کہ اسلامی عقیدہ کی رو سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور جو شخص آپ کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے یا مدعیٔ نبوت کی تصدیق کرے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۲:... مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا، اور اسلامی عقیدہ کی رو سے ایسا دعویٰ سراسر کفر ہے۔

۳:... مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ تمام انبیاء کے اوصاف و کمالات اس کی ذات میں جمع ہیں، اور ایسا دعویٰ کفر ہے۔

۴:... مرزا قادیانی نے انبیائے کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ثابت کردہ ناقابل تلافی توہین کی ہے، اور کسی نبی کی توہین کفر ہے۔

ذیل میں ہم ان چار نکات پر الگ الگ بحث کریں گے۔

مرزا قادیانی کے ارتداد کی پہلی وجہ:

رسالت و نبوت کا دعویٰ:

"نبی" اسلام کا ایک مقدس اصطلاحی لفظ ہے، جس کا استعمال صرف انبیائے کرام علیہم السلام پر ہوسکتا ہے۔ چونکہ منصبِ نبوت حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوچکا ہے، اس لئے جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "نبی" کا لفظ اپنے لئے استعمال کرے، وہ اگر مجنون اور دیوانہ نہیں تو کافر و مرتد ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تحفۂ قادیانیت ج:۱ ص:۱۰۱ تا ۳۹۴)۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف نبی کا مقدس لفظ اپنے لئے استعمال کیا، بلکہ کھل کر نبوت کا دعویٰ کیا اور نبوت کے تمام اوصاف و لوازم بھی اپنے لئے ثابت کئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا:

یہ بات ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے نبی ہونے کا قائل اور اپنے لئے عہدۂ نبوت کا مدعی ہے اور عہدۂ نبوت کے لوازم کے طور پر مندرجہ ذیل

امور اپنے لئے ثابت کرتا ہے:

۱:...دعویٰ نبوت کا اعلان۔

۲:...خدا کی طرف سے مبعوث کئے جانے کا اقرار۔

۳:...اپنے لئے لفظ نبی کا اقرار۔

۴:...وحیٔ نبوت کا اقرار۔

۵:...اپنے معجزات کا اقرار۔

۶:...اپنے کو نبی تسلیم کرانے کی دعوت۔

۷:...نبی معصوم ہونے کا اقرار۔

۸:...نہ ماننے والوں کو مجرم ٹھہرانا۔

۹:...ماننے اور نہ ماننے والوں کے درمیان تفریق۔

ذیل میں مرزا غلام احمد کی کتابوں سے مندرجہ بالا نکات کا علی الترتیب ثبوت پیش کیا جاتا ہے:

۱:...دعویٰ نبوت کا اعلان:

> ۱:...''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص:۱۱، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۳۱)
>
> ۲:...''اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں، مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا

بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص:۷، مندرجہ روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۱۔ مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۴۳۳، ۴۳۴۔ الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء ص:۱۰، حقیقۃ النبوۃ ص:۲۷۲)

۳:... "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں، اصل میں یہ نزاع لفظی ہے، خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیش گوئیاں بھی کثرت سے ہوں، اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے، پس ہم نبی ہیں، ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں۔"

آگے لکھا ہے:

"بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی، صرف خدا کی طرف سے پیش گوئیاں کرتے تھے، جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہوتا، پس وہ نبی کہلائے یہی حال اس سلسلہ (احمدیہ) میں ہے۔"

(ملفوظات مرزا قادیانی ج:۱۰ ص:۱۲۷ طبع ربوہ)

۴:... "پس جیسا کہ میں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔"

(تحفۃ الندوۃ ص:۷، مندرجہ روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۹۵)

۵:... "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے

ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے:

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۴۳۲، ایک غلطی کا ازالہ ص:۲، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۶، بحوالہ حقائق عن الاسلام ص:۷۲، ۳۲، حقیقۃ النبوۃ ص:۲۶۱)

"اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ **هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله۔**"

[اعجاز احمدی ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۱۳]

۳-۹: "**وان یتخذونک الا هزوا اهذا الذی بعث الله۔**" (مرزا کا الہام)

"اور تجھے انہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے۔ وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں۔ کیا یہی ہے جس کو خدا نے مبعوث فرمایا۔" (حقیقۃ الوحی ص:۷۸، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۸۳، تذکرہ ص:۸۵، ۸۶، ۸۹، ۲۰۸، ۲۷۷، ۳۱۸، ۳۲۳، ۳۹۰، ۴۰۴، طبع چہارم ۲۰۰۴ء)

۳-۱۰: "**قالوا ان هذا الا اختلاق الم تعلم ان**

الله علی کل شیء قدیر یلقی الروح علی من یشاء من عبادہ۔ اور یہیں سے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے اے معترض کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے۔ جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے۔"

۵۔ ۱۱: "انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔"

"ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۰۱، روحانی خزائن ج۲۲ ص۱۰۵، تذکرہ ص۱۴۹، ۲۱۲، ۲۵۷، طبع چہارم ربوہ)

۶۔ ۱۲: لاہوری جماعت کے بانی و امیر اول جناب محمد علی صاحب مرزا غلام احمد کے نبی کی حیثیت سے مبعوث ہونے کا اعلان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سورۃ الجمعہ میں آیا ہے: هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم۔

ترجمہ... خدا تو وہ ہے کہ جس نے امی لوگوں میں سے رسول مبعوث کیا کہ انہیں اس کی آیات سنائے اور انہیں پاک بنائے اور کتاب و حکمت کی ان کو تعلیم دے تو وہ پہلے صریح طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے اور پھر آخری زمانہ میں ایک اسی قوم ہوگی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی انہی لوگوں کے ہم رنگ ہوگی اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا جو انہیں خدا کی آیات سنائے گا اور انہیں پاک بنائے گا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا۔

۲-۱۵: "غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱ روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۴۰۶)

۲-۱۶: "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۶۸ روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۵۰۳)

۲-۱۷: "ہمارا مذہب یہی ہے کہ ایسی نبوت پر مہر لگ گئی ہے۔ صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے الگ ہو کر دعویٰ کیا جائے۔ لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اس کو خدا تعالیٰ اپنی وحی میں امتی بھی قرار دیتا ہے پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے۔ یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص:۱۸۱ روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۵۲)

۳:... وحی نبوت کا اعلان:

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کا بھی برملا اعلان کیا ہے کہ اس پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ وحی نبوت ہے۔ چنانچہ اپنے رسالہ اربعین میں وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کچھ نادان

نبوت ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس پر ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۸۰: "اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی
تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا
ہے۔ اب اس کے مقابل پر پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ
کیا یا روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا
اور وہ ہلاک نہیں ہوئے۔ یہ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی
ہے۔ بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے اور
تیئیس برس تک ہلاک نہ ہوئے۔ تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے
ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہئے اور وہ الہام پیش کرنا چاہئے جو الہام
انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے
ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل
لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے پیش کرنے چاہئیں کیونکہ ہماری
تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔ جس کی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض
کلمات پیش کر کے یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر
نازل ہوا ہے۔ غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہئے کہ کون سا کلام الٰہی
اس شخص نے پیش کیا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر بعد اس کے
یہ ثبوت دینا چاہئے کہ جو تیئیس برس تک کلام الٰہی اس پر نازل ہوتا رہا
وہ کیا ہے یعنی کل وہ کلام جو کلام الٰہی کے دعوے پر لوگوں کو سنایا گیا
ہے پیش کرنا چاہئے جس سے پتہ لگ سکے کہ تیئیس برس تک متفرق
وقتوں میں وہ کلام اسی غرض سے پیش کیا گیا تھا کہ وہ خدا کا کلام ہے یا
ایک مجموعی کتاب کے طور پر قرآن شریف کی طرح اس دعوے سے
شائع کیا گیا تھا کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے۔
جب تک ایسا ثبوت نہ ہو تب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن

شریف پر حملہ کرنا اور آیت "لوتقول" کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا ان شریر
لوگوں کا کام ہے جن کو خدائے تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں اور صرف
زبان سے کلمہ پڑھتے اور باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں۔"

(اربعین نمبر ۳ ص:۱۱، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۰۵)

مرزائی وحی واجب الایمان:

مرزا قادیانی اپنی وحی کو تورات، انجیل اور قرآن کی طرح مقدس اور قطعی سمجھتا ہے۔ اس پر ایمان لانے کو فرض اور اس میں شک وشبہ کے اظہار کو کفر قرار دیتا ہے۔ بے شمار حوالوں میں سے مندرجہ ذیل چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیے:

۱-۱۱: "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن کریم پر۔" (اربعین ج:۴ ص:۲۵)

"آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطا ہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک وحید
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را
بر کلامے کہ شد برو القا
واں یقین کلیم بر تورات
واں یقین ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین۔"

ہیں۔ ان کو دیکھنے کے بعد کسی باشعور غیر جانبدار کے لئے بھی اس میں شک و شبہ نہیں رہ جاتا کہ مرزا قادیانی وحی، نبوت، نئی شریعت اور نئی عصمت کا مدعی ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری سمجھتا ہے۔ انصاف کیجئے کہ اس کے باوجود یہ کہنا کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، کہاں تک قرین عقل ہے؟

۴- ۲۲: "یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے۔ ایسا ہی اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔ یہ تو ممکن ہے کہ کلام الٰہی کے معنی کرنے میں بعض مواقع میں ایک وقت تک مجھ سے خطا ہو جائے مگر یہ ممکن نہیں کہ میں شک کروں کہ وہ خدا کا کلام نہیں۔"

(تجلیات الٰہیہ ص:۲۰ طبع ربوہ، روحانی خزائن ج:۲۰ ص:۴۱۲)

۵- ۲۳: "میں خدا تعالیٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۵۰، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۴)

۶- ۲۴: "مرزا خلیفۃ اللہ ہے، اس پر ایمان ضروری ہے اور اس پر اعتراض کرنا موجب سلب ایمان ہے۔"

(الحکم ج:۷ ص:۹)

نزولِ وحی کی کیفیت:

نزولِ وحی کے وقت انبیائے کرام علیہم السلام پر ایک خاص کیفیت طاری ہوا کرتی ہے۔ مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی وحی میں اس خاص کیفیت وحی کے بھی مدعی ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب پر نزولِ وحی کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے جماعت لاہور کے بانی و قائد اس مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:

۱۰۵۲: "اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض لوگ صرف تکلف سے اپنے اندر ربودگی کی حالت پیدا کرنا چاہتے ہیں جو نبیوں پر نزولِ وحی کے وقت منجانب اللہ طاری ہوتی ہے۔ خدا کے فضلوں میں سے جو سلسلہ میں شامل ہونے سے ہم لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں، ایک یہ بڑا فضل ہے کہ ہمیں ایسے امور کے سمجھنے کے لئے صرف انکلوں سے کام نہیں لینا پڑتا بلکہ ان حالات کو ہم بچشم خود حضرت مسیح موعود کی ذات میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ کوئی شخص جب اس سلسلے میں شامل نہیں، وہ ذوق سے اس مضمون پر قلم نہیں اٹھا سکتا کیونکہ وہ خود اس بات سے بے خبر ہے کہ نزولِ وحی کس طرح ہوتا ہے جاننا چاہئے کہ نزولِ وحی کے وقت عموماً انبیاء پر ایک حالت ربودگی کی طاری ہو جاتی ہے اگرچہ بعض وقت عین بیداری میں بھی نزولِ وحی یا مکاشفہ ہو جاتا ہے۔ اس ربودگی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا کلام پاک دوسرے عالم سے آتا ہے اس لئے جب تک اس طرف سے انقطاع کلی کر کے دوسرے عالم میں انسان اپنے آپ کو نہ پائے اس وقت تک وہ دوسرے عالم کی حالت کو مشاہدہ بھی نہیں کر پاتا مگر یہ ربودگی کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ وہ معمولی اسباب میں سے کسی سبب کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی۔ یکایک ہی یہ حالت آتی

مرزا صاحب کے فرزند مرزا بشیر الدین محمود احمد کا بیان ہے کہ:

۳-۲۸: "میری عمر جب نو یا دس برس کی تھی میں اور ایک طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں الماری میں ایک کتاب پڑی تھی جس پر نیلا جزدان تھا۔ وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے۔ اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ اب جبرائیل نازل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا یہ غلط ہے، میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے۔ مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبرائیل نہیں آتا کیونکہ اس کتاب میں لکھا ہے۔ ہم میں بحث ہو گئی۔ آخر ہم دونوں مرزا صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کتاب میں غلط لکھا ہے۔ جبرائیل اب بھی آتا ہے۔" (تقریر مرزا محمود بن مرزا قادیانی مندرجہ الفضل قادیان ج:۹ نمبر:۹۲ ص:۹ مؤرخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۲ء)

لاہوری جماعت کے بانی و قائد اول مسٹر محمد علی، مرزا غلام احمد پر نزول جبرئیل کے منکروں کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

۳-۲۹: "جس طرح آج ایک مسلمان لقب مصلح چلانے والا یہ کہتا ہے کہ جبرائیل کو ایسا کلام لانے کی ضرورت نہیں ہے، جو کسی انسان کے کلام میں پہلے سے موجود ہے۔ اسی طرح کفار کہتے تھے بلکہ آج تک ان کے وارث عیسائی صاحبان بھی کہتے ہیں کہ جب یہ قصے پہلے موجود تھے تو جبرئیل کی ان کو وحی الٰہی کے طور پر لانے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اندھے ہو کر انہی اعتراضوں کو دہرا رہے ہیں جو عیسائی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ یعنی اسی طرح جس طرح عیسائی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اندھے

ہو کر ان اعتراضوں کو مضبوط کر رہے ہیں اور دہرا رہے ہیں۔ جو
یہودی حضرت مسیح علیہ السلام پر کرتے تھے۔ سچے نبی کا یہی ایک بڑا
بھاری امتیازی نشان ہے کہ جو اعتراض اس پر کیا جائے گا وہ سارے
نبیوں پر پڑے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ
کو رد کرتا ہے وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے۔ اگر یہ لوگ کچھ سوچ
سمجھ کر اعتراض کریں تو نہ آپ ٹھوکر کھائیں نہ دوسروں کو گمراہ کرنے
والے ٹھہریں۔"

(ریویو آف ریلیجنز ج:۵ نمبر:۸ ص:۳۱۸، اگست ۱۹۰۶ء)

۵:... مرزا صاحب کے معجزات:

انبیائے کرام علیہم السلام میں ایک امتیاز یہ ہے کہ ان کے دعویٰ نبوت کو ثابت کرنے کے لئے ایسے امور ان کے ہاتھ پر ظاہر کئے جاتے ہیں جو انسانی قدرت سے خارج ہوں اور جنہیں دیکھ کر مخلوق کو ان کی صداقت و حقانیت اور منجانب اللہ ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں اسے نشان یا معجزہ کہتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

۳۰-۱: "دنیا میں ہزاروں آدمی ہیں کہ الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کرتے ہیں مگر صرف مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کچھ چیز نہیں ہے جب تک اس قول کے ساتھ جو خدا کا کہا گیا ہے۔ خدا کا فعل یعنی معجزہ شامل نہ ہو۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۵۹، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۴۹۳)

چونکہ معجزہ نبوت کی خصوصیت ہے اس لئے جو شخص معجزہ نمائی کا دعویٰ کرے وہ درحقیقت نبوت کا مدعی ہے۔ اس لئے معجزہ نمائی کا دعویٰ کفر ہے۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"التحدی فرع دعوی النبوۃ، ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔"

(شرح فقہ اکبر ص:۲۰۲)

ترجمہ: ”معجزہ دکھانے کا تیخ کرنا فرض ہے، دعویٰ نبوت حق ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت بالاجماع کفر ہے۔“

اور قصیدہ بدء الامالی کی شرح میں لکھتے ہیں:

”المعجزة شرطها دعوى النبوة بخلاف الكرامة حيث يقر صاحبها بالمتابعة. فان الولي يخرج بدعوى النبوة عن الاسلام فضلاً عن الولاية.“

(ضوء المعالی شرح قصیدہ بدء الامالی ص:۲۳)

ترجمہ: ”بے شک معجزہ کے لئے دعویٰ نبوت شرط ہے۔ بخلاف کرامت کے کہ صاحب کرامت نبوت کا مدعی نہیں ہوتا۔ کیونکہ ولی نبوت کا دعویٰ کرنے سے صرف ولایت ہی سے نہیں بلکہ اسلام سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔“

مرزا صاحب کا بھی دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نبوت و رسالت کو ثابت کرنے کے لئے انہیں بے شمار معجزے عطا کئے ہیں، مرزا صاحب کی سینکڑوں عبارتوں میں سے یہاں چند نمونے نقل کئے جاتے ہیں، جن سے ان کے معجزات کی شان و شوکت اور ان کی رسالت و نبوت کی عظمت کا اندازہ ہو سکے گا۔

۲-۱-۳: ”اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا، اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے اور [illegible]

اور قادیانی شریعت نہیں مانتے، اس لئے بقول مرزا کے دونوں فریق
انسانوں میں سے شیطان ہیں... ناقل)۔"

(چشمہ معرفت ص:۳۲۲، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۳۳۲)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ جو زلزلے، طاعون اور دیگر آفات ان کے زمانے میں نازل ہوئیں وہ بھی ان کی رسالت و نبوت کا معجزہ و نشان ہے۔ اس سلسلے میں بھی ان کے ایک دو اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

۳-۳۲: "خدا تعالیٰ کے تمام نبی اس بات پر متفق ہیں کہ عادت اللہ ہمیشہ سے اس طرح پر جاری ہے کہ جب دنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں تب اس زمانے میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے اور کوئی حصہ دنیا کا اس کی تکذیب کرتا ہے، تب اس کا مبعوث ہونا شریر لوگوں کی سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں، ایک محرک ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنے گزشتہ گناہوں کی سزا پاتا ہے۔ اس کے لئے اس بات کا علم ضروری نہیں کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول بھی موجود ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۶۰، ۱۶۱، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۳، ۱۶۵)

۳-۳۳: "سان فرانسسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اصل سبب ان پر عذاب نازل ہونے کا ان کے گزشتہ گناہ تھے مگر یہ زلزلے ان کو ہلاک کرنے والے میری سچائی کا ایک نشان تھے۔ کیونکہ قدیم سنت اللہ کے موافق شریر لوگ کسی رسول کے آنے کے وقت ہلاک کئے جاتے ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۶۱، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۵)

۵-۳۴۴: ''یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں جن کو اس رسول کی خبر بھی نہیں جیسا کہ نوح کے وقت میں ہوا (یعنی وہی بات کہ کرے داڑھی والا، پکڑا جائے مونچھوں والا.....ناقل)۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۱۶۱، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۵)

۶-۳۴۵: ''سو یاد رہے کہ جب خدا کے کسی مرسل کی تکذیب کی جاتی ہے خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصہ زمین میں ہو مگر خدا تعالیٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۱۶۴، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۷)

۷-۳۴۶: ''میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا فضل ایسے طور سے میرے شامل حال ہے کہ میری اتمام حجت کے لئے اور اپنے نبی کریم کی اشاعت دین کے لئے خدا تعالیٰ نے وہ سامان مقرر کر رکھے ہیں کہ پہلے اس سے کسی نبی کو میسر نہیں آئے تھے۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۱۶۶، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۷۰)

۸-۳۴۷: ''دیکھو موجودہ زمانے میں خدا نے اتنی کثرت سے زبردست نشانات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور ایسے ایسے اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ اگر ایک لاکھ نبی بھی ان نشانات سے اپنی نبوت کا ثبوت کرنا چاہے تو کر سکے۔'' (ملفوظات ج:۱۰ ص:۲۲۸ طبع ربوہ)

۹-۳۴۸: ''ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۹۵، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۷۲)

الیکم جمیعا۔" (تذکرہ ص:۳۵۲ طبع چہارم) (اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہوکر آیا ہوں۔)

۳-۴: "انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۰۱، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۰۵، تذکرہ ص:۹۰۳، ۲۹۹، ۳۰۹ طبع چہارم) (ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔)

۳-۵: "قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین۔" (تذکرہ ص:۴۳۳ طبع چہارم) (تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے پس اگر مؤمن ہو تو انکار مت کرو۔)

۳-۶: "مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

(کشتی نوح ص:۵۶، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۶۱)

۳-۷: "نبوت کی عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہ، پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچاوے، پس میں وہی اینٹ ہوں ..... اور میں منعم علیہم گروہ میں سے فرد اکمل بنایا گیا ہوں۔"

(خطبہ الہامیہ ص:۱۷۷، ۱۷۸، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:ایضاً)

۷:... مرزا صاحب معصوم ہیں؟

اسلامی عقیدے کے مطابق حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا ایک خاص امتیاز یہ

کے رنگ میں ہیں...... وہ سب معصوم ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص:۲۳، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۲۰۸)

۸:... نہ ماننے والوں کو مجرم ٹھہرانا:

۱-۵۵: "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (مرزا کا الہام۔ تذکرہ ص:۳۳۶ طبع چہارم ربوہ، مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۲۷۵، بحوالہ الفضل ص:۱۲)

۲-۵۶: "جو شخص خدا کی باتیں نہیں سنتا وہ دوزخی ہوتا ہے۔" (مرزا کا الہام۔ تذکرہ ص:۳۹۵ طبع چہارم ربوہ)

۳-۵۷: "جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کے لئے موت درپیش ہے۔" (مرزا کا الہام۔ تذکرہ ص:۱۲۸ طبع چہارم ربوہ، فتح اسلام ص:۲۲، ۲۳، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۵، ۲۶)

۴-۵۸: "اور فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بدبخت ہیں۔ اور انس و جن میں سے ان سا کوئی بھی بدطالع نہیں۔ ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا۔ دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء (مرزا) پر ایمان نہ لایا۔" (الہدیٰ ص:۵، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۵۰)

۵-۵۹: "اور تمام ناپاک فرقے جو اسلام میں مگر اسلام کی حقیقت کے منافی ہیں۔ صفحۂ زمین سے نابود ہو کر ایک ہی فرقہ (قادیانی) رہ جائے گا۔"

(تحفہ گولڑویہ ص:۱۲۴، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۳۲۷)

۶-۶۰: "انہی دونوں میں سے ایک فرقہ (احمدیہ) کی

۱۴-۷۵: "واقعی ہم آپ لوگوں (مسلمانوں) کو کافر کہتے ہیں۔" (انوار خلافت ص:۹۲)

۱۵-۷۶: "لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں (مسلمانوں) کو نہ دو۔" (انوار خلافت ص:۹۴)

۱۶-۷۷: "جو لوگ قادیان نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ رہتا ہے۔" (انوار خلافت ص:۱۱۷)

۱۷-۷۸: "دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا۔ اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

۱۸-۷۹: "امت محمدیہ کے تمام فرقوں میں نجات یافتہ فرقہ قادیانی ہے۔"

(اربعین نمبر:۳ ص:۳۲، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۲۲)

۱۹-۸۰: "فآمن ولا تکن من الکافرین۔" (خطبہ الہامیہ ص:۱۸۱، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۶۷، مباحثہ راولپنڈی ص:۲۲۰)

۲۰-۸۱: "وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا۔"

۲۱-۸۲: "قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین۔"

(مباحثہ راولپنڈی ص:۲۲۰، تذکرہ ص:۷۲۳ طبع چہارم)

۲۲-۸۳: "قل یا ایہا الکفار انی من الصادقین۔"

۲۳–۸۴: "ویقول الذین لست مرسلاً۔"

(مباحثہ راولپنڈی ص:۲۳۰)

۲۳–۸۵: "قل یا ایہا الکافرون۔"

(تذکرہ ص:۸۴ طبع چہارم ۲۰۰۴ء)

۱۰:...مرزا قادیانی کی اُمت

۱–۸۶: "جس طرح پہلے نبی رسول اپنی اُمت میں غیب رہے میں بھی نہیں رہوں گا۔" (ریویو اردو بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء و اکتوبر ۱۹۰۲ء، ج:۵ ص:۳۴۹، مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۴۴۹)

۲–۸۷: "پہلا مسیح صرف مسیح تھا۔ اس لئے اس کی اُمت گمراہ ہوگئی۔ اور موسوی سلسلہ کا خاتمہ ہوا۔ اگر میں بھی صرف مسیح ہوتا تو ایسا ہی ہوتا۔ لیکن میں مہدی اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بروز بھی ہوں۔ اس لئے "میری اُمت" کے دو حصے ہوں گے۔ ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گے اور یہ تباہ ہو جائیں گے اور دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ اختیار کریں گے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کے سلسلے میں آخری اور فیصلہ کن بات:

مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت اس کے پہلے جانشین حکیم نورالدین کی وفات (مارچ ۱۹۱۴ء) تک ایک تھی۔ مارچ ۱۹۱۴ء میں مرزا قادیانی کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود احمد قادیانی، مرزا کے مدعی جانشین ہوئے اور جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک کا مرکز بدستور قادیان رہا۔ جس کی قیادت مرزا محمود کے ہاتھ میں تھی اور دوسرے فریق نے مسٹر محمد علی صاحب ایم اے کی قیادت میں اپنا مرکز احمدیہ بلڈنگس لاہور کو بنا لیا۔ اول الذکر کو "قادیانی جماعت" کہا جاتا ہے اور مؤخر الذکر "لاہوری جماعت" کہلاتی ہے۔ قادیانی

جماعت، مرزا غلام احمد قادیانی کو بغیر کسی جھجک کے ''نبی'' حقیقی اور مانتی ہے، اور لاہوری جماعت یہ تو تسلیم کرتی ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں نبی و رسول کا لفظ اپنے لئے بے شمار جگہ استعمال کیا ہے، مگر وہ یہ تاویل کرتی ہے کہ اس سے مراد حقیقی نبوت نہیں بلکہ مجازی نبوت ہے۔ ان دونوں فریقوں سے مرزا صاحب کی ٹھیک ترجمانی کون کرتا ہے؟

اختلاف سے پہلے:

اس کا فیصلہ دو طریقے سے بڑی آسانی سے ہوسکتا ہے، اول یہ کہ یہ دیکھا جائے کہ اختلاف سے پہلے مرزا قادیانی کے پیرووں کا عقیدہ کیا تھا؟

محمد علی امیر جماعت لاہور کا عقیدہ:

اس سلسلہ میں سب سے پہلے خود لاہوری جماعت کے قائد، امیر اول جناب مسٹر محمد علی صاحب ایم اے کے حوالے گزشتہ سطور میں گزر چکے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کو نبی برحق مانتے ہیں، ان کی وحی اور معجزات لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے، مرزا پر نزول جبریل کے قائل تھے، مرزا کے معصوم عن الخطا ہونے کا اعلان کرتے تھے اور مرزا صاحب کی جماعت کے بارے میں یہ صراحت کرتے تھے کہ:

۱-۸۹: ''تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ ہے۔''

(مباحثہ راولپنڈی ص:۲۴۰)

پس جس طرح عیسائیت اختیار کرلینے کے بعد کوئی شخص یہودی نہیں کہلاتا، اسی طرح مرزائیت اختیار کرنے کے بعد کوئی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

۲-۸۹: جناب محمد علی صاحب نے باقرار صالح مقدمہ کرم دین بنام مرزا غلام احمد قادیانی میں مؤرخہ ۱۳؍۵؍۱۹۰۳ء کو بطور گواہ استغاثہ بیان دیتے ہوئے کہا کہ:

''مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم

یا وجہ یہ فرق نکالنا کہ صاحب شریعت کا منکر کافر ہو سکتا ہے اور غیر صاحب شریعت کا کافر نہیں۔ مجھے اس تفرقہ کی وجہ معلوم نہیں۔ جن دلائل و وجوہ سے ہم لوگ قرآن کریم کو مانتے ہیں انہیں دلائل و وجوہ سے ہمیں مسیح کو ماننا پڑا ہے۔ اگر دلائل کا انکار کریں تو اسلام ہی جاتا ہے۔" (بدر ۱۸ جولائی ۱۹۰۲ء مرتبہ: راولپنڈی ص: ۲۰)

لاہوری جماعت کا عقیدہ و اعلان:

حکیم نور دین صاحب کے زمانے میں لاہوری جماعت کے قائد اول مسٹر محمد علی ایم اے اپنے چند رفقا کے ساتھ قادیان چھوڑ کر لاہور میں فروکش ہو گئے تھے اور یہاں احمدیہ بلڈنگ سے ایک اخبار "پیغام صلح" نکالنا شروع کیا تھا۔ کسی نے ان کی طرف سے یہ غلط فہمی پھیلا دی کہ "پیغام صلح" کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ (جو بعد میں لاہوری جماعت کہلائے) مرزا صاحب کو نبی و رسول نہیں سمجھتے۔ غالباً حکیم صاحب کی طرف سے اس پر باز پرس ہوئی ہوگی، اس لئے اخبار "پیغام صلح" میں متعدد جگہ وضاحتی اعلان جاری کیا گیا:

۴-۳-۱۹۱۳ء: "ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلِ تعالیٰ چھوڑ نہیں سکتے۔"

(اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۴ مارچ ۱۹۱۳ء)

اور اس کے چند دن بعد اعلان کیا گیا کہ:

۳-۳-۱۹۱۳ء: "معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی شخص نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے

> احباب یا ان میں سے کوئی ایک مینہ دار یا حضرت مرزا غلام احمد
> صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو
> اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا
> کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح لاہور کے ساتھ تعلق ہے۔
> خدا تعالیٰ کو جو دلوں کا بھید جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جان کر
> علی الاعلان کہتے ہیں۔ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض
> بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی،
> رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ مسیح موعود نے اپنا بیان
> فرمایا ہے اس کو کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔" (اخبار
> پیغام صلح لاہور ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء بحوالہ اخبار الفضل قادیان ۱۵ دسمبر ۱۹۳۱ء)

اختلاف کے بعد:

اختلاف کے بعد جب جماعت دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی تو جماعت کی اکثریت (جس کی تعداد ۹۹ فیصد تھی۔ النبوۃ فی الاسلام ص:۲۲۸) بدستور مرزا کی نبوت کی قائل رہی اور بے شک قائل ہے اور ایک قلیل گروہ نے (جس کی تعداد ایک فیصد تھی) مرزا قادیانی کی نبوت کا انکار کر دیا اور اس کے نبوت کے دعوؤں میں تاویل کرنے لگی۔ اہل فہم انصاف کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے دعوے کی ٹھیک ترجمانی ان میں سے کون فریق کرتا ہے؟ آیا وہ فریق جس کی تعداد ۹۹ فیصد ہے جس کے بیشتر افراد مرزا کے صحبت یافتہ ہیں اور جن کی قیادت خود مرزا قادیانی کا بیٹا کر رہا ہے یا وہ جماعت جن کی تعداد ایک فیصد ہے، جو اپنے مرکز قادیان کو چھوڑ کر لاہور آ بیٹھے۔ اور جس کے امیر کی حیثیت مرزا قادیانی کے ایک ملازم کی تھی؟ اگر تمام مباحث کو چھوڑ کر بنظر انصاف ان ہی دو نکتوں پر غور کر لیا جائے تو لاہوری جماعت کے دعوے کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

مرزا کے ارتداد کی دوسری وجہ:

حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ:

اسلامی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے صاحب شریعت رسول ہیں لیکن مرزا غلام احمد قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ تین وجہ سے کفر ہے۔ اول یہ کہ اس سے مرزا کا دعویٰ نبوت ثابت ہوتا ہے۔ دوم اس لئے کہ اس سے مرزا کا صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس سے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے اور تینوں باتیں کفر ہیں۔

۱-۹۴: "اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔"

(دافع البلاء ص:۱۳، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۳۳)

۲-۹۵: "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"

(دافع البلاء ص:۱۳، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۳۳)

۳-۹۶: "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے...... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۴۸، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۲)

۴-۹۷: "پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ

سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔"

(حقیقت الوحی ص:۱۵۵، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۹)

۵-۹۸: "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔"

۶-۹۹: "اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔"

(کشتی نوح ص:۵۶، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۶۰)

۷-۱۰۰: "میں عیسیٰ بن مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا، یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا۔ اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں، بلکہ ان سے زیادہ۔ اور یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے۔"

(چشمہ مسیحی ص:۲۳، روحانی خزائن ج:۲۰ ص:۳۵۳)

۸-۱۰۱: "مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا؟ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں کہ یہ کفر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو۔ پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے۔ اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں کہ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت

علیہم تو ایسا کفر مت پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔"

(چشمہ مسیحی ص:۴۳، روحانی خزائن ج:۲۰ ص:۳۵۵)

۹-۱۰۲: "جو کامیابی اور اثر مسیح ابن مریم کا ہوا وہ تو صاف ظاہر ہے اور جس کمزوری اور ناکامی کے ساتھ انہوں نے زندگی بسر کی وہ انجیل کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتی ہے۔ مگر مسیح موعود جیسا اپنے زبردست اور قوت قدسیہ کے کامل اثر والے متبوع کا ہے۔ اسی طرح پر اس کی عظمت اور بزرگی کی شان اس سے بڑھی ہوئی ہے۔ جو کامیابیاں اور نصرتیں اس جگہ خدا نے ظاہر کی ہیں۔ مسیح کی زندگی میں ان کا نشان نہیں۔ نہ معجزات میں، نہ پیش گوئیوں میں، نہ تعلیم میں۔ غرض جیسے آنحضرت اپنے مثیل موسیٰ سے ہر پہلو میں بڑھے ہوئے تھے اور گویا آپ اصل اور موسیٰ آپ کا ظل تھے۔ اسی طرح مسیح موعود مسیح موسوی سے نسبت رکھتا ہے۔"

(ملفوظات ج:۳ ص:۱۳۱ طبع لندن و ربوہ)

۱۰-۱۰۳: "خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیش گوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں۔ اور یہ بھی فرما دیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۸۵، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۱۱۱)

۱۱-۱۰۴: ''اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے، اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی، اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔''

(حقیقۃ الوحی ص:۱۵۰، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۳)

۱۲-۱۰۵: ''ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ ان سے آسمان پھٹ جائیں۔ پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ وغضب ہو اس کو اختیار ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مرجائے مگر خدا نے جو چاہا کیا اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۱۵۰، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۵)

۱۳-۱۰۶: ''اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے ہیں جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا مگر

نکلوایا۔ اور یہ حکومت اسے مل گئی۔ اور آدم کو ذلت و خواری (معوذ باللہ) اس معرکہ میں نصیب ہوئی۔ جنگ ایک ڈول ہے۔ اخیر کا انجام متقی کے پاس ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تا کہ شیطان کو آخری زمانہ میں ہزیمت دی جائے۔"

(ترجمہ حاشیہ خطبہ الہامیہ ص ۳۱۳، روحانی خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۸- ۱۲۴: "خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

۹- ۱۲۵: "پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۶، روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۹۹)

۱۰- ۱۲۶: "پہلے انبیاء کے معجزات تو خاص زمینوں اور خاص شہروں تک محدود ہوتے تھے مگر اب تو خدا تعالیٰ اپنے نشان اس سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے جو دنیا بھر پر اپنا اثر ڈالتے ہیں۔" (ملفوظات ج ۷ ص ۳۳۶)

۱۱- ۱۲۷: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی دو حدیں مقرر کر دی ہیں اور فرما دیا ہے کہ وہ امت ضلالت سے محفوظ ہے جس کے اول میں میرا وجود اور آخر میں مسیح موعود ہے یعنی ایک طرف وجود باجود کی دیوار روشن ہے اور دوسری طرف وجود بابرکت مسیح موعود کی دیوار روئیں کش ہے..... آنحضرت نے اپنے لوگوں کو اپنی امت میں داخل نہیں سمجھا جو مسیح موعود کے زمانہ کے بعد ہوں گے اور مسیح موعود کا زمانہ اس حد تک ہے جس حد تک آپ کے

علوم کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ان سب امور پر جب نگاہ کی جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود ابن مریم سے بڑھ کر ہے۔"

(ملفوظات ج:۳ ص:۱۲۷)

۱۷ - ۳۴۳: "خدا تعالیٰ کا فضل مجھ پر ابن مریم سے بہت زیادہ ہے اور وہ کام جو میرے سپرد کیا گیا ہے ابن مریم کے کام سے بہت ہی بڑھ کر ہے۔۔۔ میں خدا سے کہوں اور سچ مچ ہے۔"

(ملفوظات ج:۳ ص:۳۳۳)

۱۸ - ۳۴۵: "مسیح تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں.... اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے۔"

(ملفوظات ج:۳ ص:۱۹۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر و ارتداد کی چوتھی وجہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

اسلامی اصولوں کے مطابق کسی نبی کے حق میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے، امام قاضی عیاض مالکیؒ "الشفا" میں لکھتے ہیں:

"وكذالك من آمن بالوحدانية وصحة النبوة ونبوة نبينا صلى الله عليه وسلم ولكن جوز على الأنبياء الكذب فيما اتوا به، ادعى في ذالك المصلحة بزعمه اولم يدعها فهو كافر باجماع۔" (الشفا ج:۲ ص:۲۷۰)

ترجمہ: "اسی طرح جو شخص وحدانیت، صحت نبوت اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا قائل ہو، لیکن انبیائے کرام علیہم السلام کے حق میں جھوٹ کو جائز رکھے، خواہ اس میں کسی مصلحت کا دعویٰ کرے یا نہ کرے وہ بالاجماع کافر ہے۔"

کے باوجود مرزا نے حضرت مسیح علیہ السلام پر شراب نوشی کی تہمت لگائی ہے اور انہیں "شرابی کبابی" کا خطاب دیا ہے۔ اور اردو کی لغت میں یہ لفظ "عیاش، بدمعاش" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۵-۱۲۵: "اصل میں ہمارا وجود دو باتوں کے لئے ہے، ایک تو ایک نبی کو مارنے کے لئے دوسرا شیطان کو مارنے کے لئے۔"

(ملفوظات ج:۱۰ ص:۲۰)

۳...فاحشہ عورتوں سے تعلق:

۱-۱۲۶: "لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔"

(دافع البلاء ٹائٹل پیج، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۲۰)

ان تین فقروں میں مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام پر فاحشہ عورتوں سے اختلاط کی تہمت لگائی ہے اور اس کی وجہ بیان کی کہ نعوذ باللہ آپ کی تین دادیاں اور تین نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں اور حضرت مسیح پر لگائے گئے الزام کے ثبوت میں قرآن کا غلط حوالہ دیا ہے۔ نعوذ باللہ!

۲-۱۲۷: "مسیح میں تو یہ بھی نہیں کہ مردی اور رجولیت انسان کے صفات محمودہ میں سے ہیں۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ جیسے

بہرا اور گونگا ہونا کسی خوبی پر دلالت نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔ اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم آزادی سے فائدہ اٹھا کر اعتدال کے دائرہ سے ادھر ادھر نکل گئیں اور آخر ناگفتنی فسق و فجور تک نوبت پہنچی۔"

(نور القرآن، روحانی خزائن ج:۹ ص:۳۹۲)

۴:... مغلظہ گالیاں:

۱-۱۴۸: "ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص:۵ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۸۹)

۲-۱۴۹: "ہاں آپ (یسوع مسیح) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۵ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۸۹)

۳-۱۵۰: "یہ بھی یاد رہے کہ آپ (یسوع مسیح) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۵ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۸۹)

۴-۱۵۱: "نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ (یسوع مسیح) نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۶ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۰)

۵-۱۵۲: "اور آپ (یسوع مسیح) کے ہاتھ میں سوا مکر

۳-۱۵۸: "ممکن ہے کہ آپ (یسوع مسیح) نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۷ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۱)

۵-۱۵۹: "مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم، مفلوج، مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔"

(ازالہ اوہام طبع پنجم ص:۱۳۳ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۶۳)

۶-۱۶۰: "یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ (پرندے بنا کر اڑانے کا) صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا۔"

(ازالہ اوہام ص:۱۵۳ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۶۳)

۲۹... حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط:

۱-۱۶۱: "ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔" (اعجاز احمدی ص:۱۴، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۲۱)

۲-۱۶۲: "یہود تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں۔ بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے۔"

(اعجاز احمدی ص:۱۳، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۲۰)

۳-۱۶۳: "کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا؟ اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ تر ابتر ہے۔ کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے، مری پڑے گی، لڑائیاں ہوں گی، قحط پڑیں گے اور اس سے زیادہ قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نکل نہیں سکیں۔" (ازالہ اوہام طبع ششم ص:۴، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۰۶)

۴-۱۶۴: "اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی... پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص:۵ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۸۸)

۵-۱۶۵: "جو اس یہودی فاضل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر اعتراض کئے ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں بلکہ وہ ایسے سخت ہیں کہ ان کا تو ہمیں بھی جواب نہیں آتا۔"

(اعجاز احمدی ص:۱۵، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۲۱)

۶-۱۶۶: "پس صرف مسیح کا رونا اس قسم کا ہے کہ جس کا دوست بھی جہنم میں اور دشمن بھی جہنم میں۔ اس قسم کا ابتلا کسی

بحث کا دوسرا حصہ:

حضرت مسیحؑ کی پیدائش بن باپ:

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کنواری مریمؑ کے بطن سے بن باپ ہوئی، چنانچہ قرآن کریم میں حضرت مسیحؑ کی پیدائش کا واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے:

قال تعالیٰ: واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت
من اھلھا مکانًا شرقیًا. فاتخذت من دونھم حجابًا
فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرًا سویًا. قالت انی
اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیًا. قال انما انا رسول
ربک لاھب لک غلامًا زکیًا. قالت انی یکون لی
غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیًا. قال کذٰلک
قال ربک ھو علیّ ھیّن ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا
وکان امرًا مقضیًا. فحملتہ فانتبذت بہ مکانًا قصیًا.
فاجاءھا المخاض الٰی جذع النخلۃ قالت یلیتنی متّ
قبل ھٰذا وکنت نسیًا منسیًا. فناداھا من تحتھا الّا تحزنی
قد جعل ربک تحتک سریًا. وھزّی الیک بجذع
النخلۃ تساقط علیک رطبًا جنیًا. فکلی واشربی وقرّی
عینًا فاما ترینّ من البشر احدًا فقولی انی نذرت للرحمٰن
صومًا فلن اکلم الیوم انسیًا. فاتت بہ قومھا تحملہ قالوا
یٰمریم لقد جئت شیئًا فریًا. یٰاخت ھٰرون ما کان
ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیًا. فاشارت الیہ
قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیًا. قال انی

کو (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ، اس سے تم پر تر و تازہ کھجوریں جھڑیں گی۔ پھر (اس پھل کو) کھاؤ اور (وہ پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ پھر اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی (اعتراض کرتے) دیکھو تو کہہ دینا کہ میں نے اللہ کے واسطے روزے کی منت مان رکھی ہے سو آج میں کسی آدمی سے نہیں بولوں گی۔ پھر وہ ان کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں۔ لوگوں نے کہا: اے مریم! تم نے بڑے غضب کا کام کیا، اے ہارون کی بہن! تمہارے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں بدکار تھیں۔ تب مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے۔ وہ بچہ (خود ہی) بول اٹھا میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں۔"

ب: وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ۔ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُوْنَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُوْنَ۔ إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ إِذَا قَضٰٓى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔" (آل عمران: ۴۲ تا ۴۷)

ترجمہ: "اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب

فرشتوں نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا: اے مریم! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم کو منتخب فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے، اور تمام جہان بھر کی بیبیوں کے مقابلے میں منتخب فرمایا ہے۔ اے مریم! اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کرو اور رکوع کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے والے ہیں۔ یہ قصے من جملہ غیب کی خبروں کے ہیں جن کی وحی بھیجتے ہیں ہم آپ کے پاس، اور آپ ان لوگوں کے پاس نہ تو اس وقت موجود تھے جبکہ وہ اپنے اپنے قلموں کو ڈال رہے تھے کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کرے، اور نہ آپ ان کے پاس اس وقت موجود تھے جبکہ وہ لوگ باہم اختلاف کر رہے تھے۔ جس وقت کہ فرشتوں نے (یہ بھی) کہا اے مریم (علیہا السلام)! بے شک اللہ تعالیٰ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا، اس کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا، باآبرو ہوں گے دنیا میں اور آخرت میں اور منجملہ مقربین کے ہوں گے، اور آدمیوں سے کلام کریں گے گہوارہ میں اور بڑی عمر میں اور شائستہ لوگوں میں سے ہوں گے۔ حضرت مریم (علیہا السلام) بولیں: اے میرے پروردگار! کس طرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ویسے ہی (بلا مرد کے) ہوگا۔ (کیونکہ) اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں، جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا، بس وہ چیز ہو جاتی ہے۔"

(ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۳:... إن مثل عيسى عند الله كمثل آدم خلقه
من تراب ثم قال له كن فيكون. الحق من ربك فلا

"فَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔" (آل عمران:۵۹، ۶۰)

ترجمہ: "بے شک عجیب حالت (حضرت) عیسیٰ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ حالت عجیبہ (حضرت) آدم کے ہے کہ ان (کے قالب) کو مٹی سے بنایا پھر ان کو حکم دیا کہ (جاندار) ہو جا، پس وہ جاندار ہو گئے۔ یہ امر واقعی آپ کے پروردگار کی طرف سے (بتلایا گیا) ہے، سو آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوجئے۔"

۸:... "وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ۔" (التحریم:۱۲)

ترجمہ: "(اور نیز مسلمانوں کی تسلی کے لئے) عمران کی بیٹی (حضرت مریم علیہا السلام) کا حال بیان کرتا ہے جنہوں نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا۔ سو ہم نے ان کے چاک گریبان میں اپنی روح پھونک دی اور انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کی (جو ان کو فرشتے کے ذریعہ پہنچے تھے) اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت کرنے والوں میں سے تھیں۔"

ان آیات کریمہ سے حسب ذیل امور بالکل واضح ہیں:

۱:... فرشتوں کا کنواری مریم کے پاس آنا اور بیٹے کی خوشخبری دینا۔

۲:... اس خوشخبری سے کنواری مریم کا تعجب کرنا اور یہ کہنا کہ مجھے نہ شادی کی ہے، نہ میں بدکار ہوں، پھر بیٹا کیسے ہوگا۔

۳:... فرشتے کا جواب دینا کہ اسی حالت میں ہوگا۔

۴:... اس پر فرشتے کا ان کے گریبان میں پھونک مارنا اور ان کا حاملہ ہونا۔

۵:... وضع حمل کے لئے لوگوں سے دور جگہ تنہائی میں جانا اور کھجور کے درخت سے ٹیک لگانا۔

۶:... چونکہ اس بچے کا کوئی باپ نہیں تھا اس لئے کنواری کا یہ اندیشہ کہ لوگ کیا کہیں گے اور اس وقت سے پہلے مرنے کی تمنا کرنا۔

۷:... فرشتے کا اس کے غم میں تسلی دینا اور یہ کہنا کہ جب تم سے کوئی بات کرے تو تم زبان کی طرف اشارہ کرکے بولنے سے معذوری ظاہر کردینا۔

۸:... کنواری مریم کا بچے کو گود میں اٹھاکر قوم کے پاس لانا اور لوگوں کا اس پر چہ میگوئیاں کرنا اور کنواری کو ملامت کرنا۔

۹:... بچے کا تکلم الٰہی بات کرنا اور اپنی ماں کی صفائی پیش کرنا۔

یہ وہ مضامین ہیں جو بغیر کسی تشریح و تفسیر کے قرآن کریم سے مفہوم ہوتے ہیں۔ اور حدیث صحیح میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گہوارے میں بات کرنا، جس سے اپنی والدہ کی پاکدامنی بیان کرنا مقصود تھا، ذکر کیا گیا ہے:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لم یتکلم فی المھد الا ثلثۃ: عیسٰی بن مریم علیہ السلام وصبی کان فی زمان جریج وصبی آخر وذکر الحدیث۔" (مسند احمد ج:۲ ص:۳۰۸)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ (بنو اسرائیل میں) صرف تین بچوں نے ماں کی گود میں باتیں کیں، ایک عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، دوسرے وہ بچہ جو جریج کے زمانے میں تھا اور تیسرے ایک اور بچہ۔"

قرآن کریم اور حدیث نبوی کی ان تصریحات کی روشنی میں مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کنواری مریم کے بطن سے بن باپ تولد ہوئے اور اس حقیقت کا انکار گمراہ لوگوں کے سوا کسی نے نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے بن باپ کے پیدا ہونے کا قائل تھا، ملاحظہ فرمایئے:

۱:... "ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح

علیہ السلام بن باپ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں۔ نیچری
جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا باپ تھا، وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ ایسے
لوگوں کا خدا مردہ خدا ہے۔ اور ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔
جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بے باپ کے پیدا نہیں
کر سکتا۔ ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔''

(ص:۳۰۲، ملفوظات ج:۳ ص:۳۰۲)

۱۷۳-۲: ''ومن عقائدنا ان عیسیٰ و یحییٰ قد ولدا علیٰ طریق خرق العادۃ۔''

(مواہب الرحمٰن ص:۷۰، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۲۸۹)

۱۷۳-۳: ''ویقولون ان عیسیٰ تولد من نطفۃ یوسف ابیہ بالی قولہ، او یقال ونعوذ باللہ منہ انہ من الحرام۔'' (مواہب الرحمٰن ص:۷۷، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۲۹۶)

لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کی لاہوری جماعت مرزا کے ایمان و اعتقاد سے بھی محروم ہے۔ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کنواری ماں کا بن باپ، بیٹا نہیں سمجھتے۔ لاہوری جماعت کے امیر و قائد اول جناب محمد علی صاحب نے ''لم یمسسنی بشر'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اور پھر مرزا قادیانی کی دو رخی دیکھئے کہ ازالہ اوہام ص:۳۰۳، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۵۴ پر لکھا ہے کہ:

۱۷۴-۴: ''حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔''

۱۷۵-۵: ''پس یہ تمام امور اس بات پر دلیل ہیں کہ قرآن کریم حضرت عیسیٰ کی پیدائش بن باپ بیان نہیں کرتا۔ لم یمسسنی بشر آئندہ کی بشر سے مانع نہیں۔''

(بیان القرآن ص:۳۱۵ طبع چہارم محمد علی لاہوری)

۶- ۱۹۰۲ء کی کشتی نوح حاشیہ ص:۱۶، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۸ پر لکھا ہے: "یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔" (کشتی نوح ایضاً، حالت حمل میں مریم کا نکاح، بتول کے عہد کو توڑنا)۔

مسئلۂ جہاد اور مرزا غلام احمد قادیانی:

قرآن کریم میں مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ جہاد کی بہت سی صورتیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ شر و فساد کی قوتوں کو سرنگوں کرنے کے لئے تلوار اٹھائی جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر و ارتداد کی ایک وجہ یہ ہے کہ اسلام میں جس ضرورت کے تحت تلوار کے جہاد کا حکم دیا گیا تھا، مرزا قادیانی نے اسے منسوخ کر دیا اور اسلام کے کسی قطعی حکم کو منسوخ کر دینا کفر ہے۔ اس بحث میں ہم دو نکتے ذکر کریں گے:

اوّل:... خود مرزا قادیانی کے اعتراف کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں "جہاد" کی اجازت ہوئی۔

دوم:۔ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ اس کے زمانے میں جہاد کا حکم منسوخ اور موقوف کر دیا گیا۔

پہلا نکتہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تلوار اٹھانے کی اجازت:

۱- ۲ھ: "مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے بچانے کے لئے حکم ہوا: أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ. اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ۔ (پ:۱۷) کہ جن لوگوں کے ساتھ لڑائیں خواہ مخواہ کی گئیں اور گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اس لئے کہ

جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے سو یہ ضرورت تھی جو تلوار اٹھائی گئی۔" (ملفوظات ج:۱۰ ص:۳۰)

۲-۱۸۹۸ء: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کئے وہ تیرہ برس تک خطرناک دکھ اٹھانے کے بعد کئے اور وہ بھی مدافعت کے طور پر۔ تیرہ برس تک ان کے ہاتھوں سے آپ تکالیف اٹھاتے رہے۔ مسلمان مرد اور عورتیں شہید کی گئیں۔ آخر جب آپ مدینہ شریف لے گئے۔ وہاں بھی ان ظالموں نے پیچھا نہ چھوڑا تو خدا تعالیٰ نے مظلوم قوم کو مقابلہ کا حکم دیا۔"

(ملفوظات ج:۷ ص:۲۸۲)

۳-۱۹۰۷ء: "ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائیوں کے لئے سبقت نہیں کی تھی۔ بلکہ ان لوگوں نے خود سبقت کی تھی۔ خون کئے، ایذائیں دیں، تیرہ برس تک طرح طرح کے دکھ دیئے۔ آخر جب صحابہ کرام سخت مظلوم ہو گئے تب اللہ تعالیٰ نے بدلہ لینے کی اجازت دی۔ جیسے فرمایا: اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا (۲۲/۳۹) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم (۲/۸) اس زمانہ کے لوگ نہایت وحشی اور درندے تھے۔ خون کرتے تھے، جنگ کرتے تھے۔ طرح طرح کے ظلم روا رکھتے تھے۔ ڈاکوؤں اور لٹیروں کی طرح بار بار حملہ کرتے پھرتے تھے اور ناحق کی ایذا دہی اور خون ریزی پر کمر باندھے ہوئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ دیا کہ ایسے ظالموں کو سزا دینے کا اذن دیا جاتا ہے اور یہ ظلم نہیں بلکہ عین حق اور انصاف ہے۔"

(ملفوظات ج:۹ ص:۳۲۲،۳۲۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کے ان اقوال سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے زمانے میں کفار کا جہاد صرف مدافعت کے لئے تھا۔ دوسرے الفاظ میں اسلام صرف دفاعی جنگ کا قائل ہے اور اس دفاع کو "مقدس جہاد" کہا جاتا ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد نے "مسیح موعود" کا دعویٰ کرکے جہاد کے منسوخ ہوجانے کا اعلان کردیا۔ مندرجہ ذیل حوالے ملاحظہ فرمایئے:

مرزا غلام احمد کے آنے پر جہاد کا حکم منسوخ:

۱۷۸۰-۱: "اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ مسیح کے وقت میں جہاد کا حکم منسوخ کردیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں بھی مسیح موعود کی صفات میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح موعود جب آئے گا تو جنگ اور جہاد کو موقوف کردے گا۔"

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص:۸۰، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۳۰۰)

۱۷۸۱-۲: "جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا۔ اور شیرخوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کردیا گیا۔"

(حاشیہ اربعین نمبر:۴ ص:۱۳، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۴۳)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے تین الگ الگ زمانوں میں جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی تین حالتیں لکھی ہیں:

اوّل:... موسیٰ علیہ السلام کا دور، اس میں لڑائی کا حکم بہت سخت تھا۔

دوم:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ، اس میں لڑائی کے حکم میں تخفیف کی گئی۔

سوم:... مرزا غلام احمد قادیانی کا زمانہ آیا تو اس میں جہاد یکسر منسوخ اور بند کر دیا گیا۔

۳- ۱۸۳: ”آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔“

۴- ۱۸۴: ”اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔“

(درخواست مرزا: کتاب البریہ ص:۳۴۷ معہ روحانی خزائن ج:۱۳ ص:۳۴۸، مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۱۹)

”اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد“

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص:۲۶، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۷۷)

۶- ۱۸۵: ”دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص:۱۲، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۱۵)

۷-۱۸۹۶ء: "مسیح موعود کا یہی کام ہے کہ وہ لڑائیوں کو بند کر دے کیونکہ یضع الحرب اس کی شان میں آیا ہے۔"

(ملفوظات احمدیہ ج:۵ ص:۱۰۲)

۸-۱۸۹۷ء: "ہم نے صاف طور پر اعلان کیا ہے کہ اس وقت جہاد حرام ہے کیونکہ جیسے مسیح موعود کا کام ہے یضع الحرب بھی اسی کا کام ہے۔ اس کام کی رعایت سے ہم کو ضروری تھا کہ جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر کریں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اس وقت دین کے نام سے تلوار یا خنجر اٹھانا حرام اور سخت گناہ ہے۔"

(ملفوظات ج:۴ ص:۱۸۰)

۹-۱۸۹۸ء: "یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے۔" (ضمیمہ تریاق القلوب ج د ہ ص۳۸۹، ۳۹۰ روحانی خزائن ج:۱۵ ص:۵۱۷، ۵۱۸)

مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا حوالوں سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے:

۱:...مرزا کے آنے سے اسلام کا حکم جہاد منسوخ ہو گیا ہے (حوالہ نمبر: ۶، ۷، ۸)۔

۲:...اور مرزا نے یہ حکم مسیح کی حیثیت سے منسوخ کیا ہے (حوالہ نمبر: ۱، ۲، ۳)۔

۳:...مرزا کو مسیح ماننا اور جہاد کو منسوخ ماننا لازم و ملزوم ہیں (حوالہ نمبر: ۳)۔

۴:...مرزا کو جہاد کے خاتمہ کا حکم دیا گیا (حوالہ نمبر: ۹)۔

۵:...مرزا کو صرف اس لئے بھیجا گیا کہ وہ جہاد کو بند کر دے (حوالہ نمبر: ۷)۔

۶:...مرزا کے آنے سے جہاد حرام اور قطعی حرام ہو چکا ہے (حوالہ نمبر: ۸)۔

۷:...اور یہ حرمت و منسوخی ہمیشہ کے لئے ہے (حوالہ نمبر: ۹)۔

مجازی نبوت کا تارِ عنکبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی جماعت کا لاہوری فرقہ اس بات سے تو انکار نہیں کرتا (اور نہ کرسکتا ہے) کہ موصوف نے اپنی تصنیفات، اشتہارات اور اخبارات میں سینکڑوں جگہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے، لیکن ان کا کہنا ہے کہ موصوف کا دعویٰ حقیقی نبوت کا نہیں بلکہ مجازی نبوت کا تھا، اور یہ ان کے خیال میں کفر نہیں بلکہ "تجدیدِ اسلام" ہے۔ اس مسئلہ میں پہلے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت اور اس کے لوازم پر غور کرکے یہ دیکھنا ہوگا کہ ان کا دعویٰ کس نوعیت کا ہے؟

نبوت اور اس کے لوازم:

اسلام کا مسلمہ اور قطعی عقیدہ ہے کہ سلسلۂ نبوت سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ ان تمام حضرات انبیاء میں جو چیزیں مشترک نظر آتی ہیں اور جو انہیں دیگر انسانوں سے ممتاز کرتی ہیں، وہ یہ ہیں: بعثت، دعویٰ رسالت و نبوت، وحی نبوت، معجزات، دعوت، اور ان کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے درمیان تفریق۔ یعنی جو شخص یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول اور نبی کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے قطعی وحی نازل ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کو ایمان لانے کی دعوت پر مامور ہے۔ اس کی تائید کے لئے اللہ کی جانب سے معجزات عطا کئے گئے ہیں اور اس پر ایمان لانا مدارِ نجات ہے۔ وہ بلاشک و شبہ نبوت و رسالت کا مدعی کہا جائے گا۔ رہا یہ سوال کہ جو شخص نبوت و رسالت کا

مدعی ہے، وہ کوئی نئی شریعت لے کر آیا ہے یا سابقہ شریعت ہی کا پابند ہے؟ اسے یہ منصب بلاواسطہ حق تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوا ہے یا کسی نبی کی اتباع اور پیروی کے نتیجے میں یہ دولت ملی ہے؟ وہ اپنے آپ کو مستقل قرار دیتا ہے یا کسی گزشتہ نبی کی اُمت میں شمار کرتا ہے؟ یہ چیزیں جو نبوت و رسالت کی ماہیت میں داخل ہیں، نہ اس کے لوازم میں شامل ہیں اور نہ ان تاویلات کے ذریعہ کوئی شخص ادعائے نبوت کے جرم سے بری ہوسکتا ہے۔ اس مختصر تمہید کے بعد اب مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کو خود انہی کے الفاظ میں پڑھئے:

بعثت:... مرزا صاحب کی سینکڑوں نہیں، ہزاروں تحریریں ایسی ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول، مرسل اور نبی کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا ہے۔ چند عبارتیں ملاحظہ ہوں:

۱:... "خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔ خدا کی باتیں پوری ہوکر رہتی ہیں، کوئی ان کو بدل نہیں سکتا۔" ("مرزا صاحب کی وحی" تذکرہ طبع دوم ص:[illegible])

۲:... "اور مجھے انہوں نے مفتری کہہ کر پکارا ہے، وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں کیا یہی ہے جس کو خدا نے مبعوث فرمایا؟"

۳:... "ان کو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں، میری طرف وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔" (ایضاً ص:۸۱)

۴:... "اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔" (ایضاً ص:۸۳)

۵:... "اور کہیں گے کہ یہ خدا کا فرستادہ نہیں، کہہ میری سچائی پر خدا گواہی دے رہا ہے اور وہ لوگ گواہی دے رہے ہیں جو کتاب اللہ کا علم رکھتے ہیں۔" (ایضاً ص:۹۸)

۳:"قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰـهُکُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ" (کہف:۱۱۰)	۳:"قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰهکم الٰه واحد" (حقیقۃ الوحی ص:۸۱،۸۲)
۴:"وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ." (الانبیاء:۱۰۷)	۴:"وما ارسلناک الا رحمة للعالمین." (ص:۸۲)
۵:"وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ." (الرعد:۴۳)	۵:"وقالوا لست مرسلا قل کفی بالله شهیدا بینی وبینکم ومن عنده علم الکتاب" (ص:۱۱)
۶:"اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ" (ص:۷)	۶:"وقالوا ان هذا الا اختلاق" (ص:۹۵)
۷:"اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (البقرہ:۱۰۶)	۷:"الم تعلم ان الله علی کل شیء قدیر" (ص:۱۰۵)
۸:"یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ." (المؤمن:۱۵)	۸:"یلقی الروح علی من یشاء من عباده" (ص:۹۵)
۹:"اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا" (المزمل:۱۵)	۹:"انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا" (ص:۱۰۱)
۱۰:"یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ" (یٰس:۱تا۵)	۱۰:"یٰس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم" (ص:۱۰۷)

ان آیات کا ترجمہ علی الترتیب مرزا صاحب کے قلم سے اوپر نقل کر چکا ہوں۔

سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔'' (ص: ۶۲)

۱۶: '' آہ یہ مشکل کام ہے۔ ہم نے نبی تو بھی دیکھا ہے، جب تک ہم جو قربانی نہ کریں گے مطلب نہیں ہوگا۔ اس کی قربانی کہ جب تک کسی نبی نے ادا نہیں کی، اس کو فتح نہیں ہوئی۔''

(ص: ۳۱)

۱۷: '' غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔'' (ص: ۳۹۱)

۱۸: '' جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت میں رسول آئے ہیں، جیسا کہ زمانہ کے گزشتہ واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے، جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی، خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ اس سے تو صریح تکذیب کلام الٰہی لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول مسیح موعود (مرزا) ہے۔''

(تتمہ ص: ۲۳)

۱۹: '' اور ظاہر ہے کہ یہ امور بھی یورپ میں کمال تک پہنچ گئے ہیں جو باعث عذاب کے مقتضی ہیں اور عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے اور وہی رسول مسیح موعود ہے۔'' (ص: ۱۵)

۲۰:... "اسی طرح قرآن شریف میں یہ بھی پیش گوئی ہے
وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او
معذبوھا عذابا شدیدا یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت
سے پہلے ہلاک نہ کریں گے یا اس پر شدید عذاب نازل نہ کریں
گے۔ یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہوگا۔ اور دوسری
طرف فرمایا وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا پس اس سے
بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی
مسیح موعود ہے۔" (تتمہ ص:۶۵)

۲۱:... "اور میں اسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام
نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔"
(تتمہ ص:۶۸)

یہ چند حوالے مرزا صاحب کی صرف ایک کتاب "حقیقۃ الوحی" سے لئے گئے ہیں۔ مرزا صاحب ان صریح اعلانات اور حلفیہ بیانات میں بحیثیت رسول کے اپنا مبعوث ہونا بیان فرما رہے ہیں۔ اگر ان کی وفادار امت کو آج ان کے حلفی بیان پر بھی اعتماد نہیں تو خیر، تاہم عقلاء ان سے یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ کسی رسول کو اپنی بعثت کا اعلان کرنے کے لئے کیا الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔

دعویٰ نبوت:

رسالت، نبوت اور وحی لازم و ملزوم ہیں۔ جب کوئی رسول دنیا میں مبعوث ہوتا ہے تو اسے حق جل شانہ سے براہ راست ہدایات ملتی ہیں اور وحی الٰہی ہر معاملہ میں اس کی رہنمائی کرتی ہے۔ اس لئے عقلاً و نقلاً یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ اگر کوئی شخص وحی نبوت کا مدعی ہے تو درحقیقت وہ رسالت و نبوت کا دعویٰ رکھتا ہے۔ آیئے دیکھیں کہ مرزا صاحب وحی

جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔) اور اسی نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔“

(ترجمہ عربی الہام، ص:۱۰۳)

۱۷:... ”اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے ان کو کہہ کہ اگر یہ کاروبار بجز خدا کے کسی اور کا ہوتا تو اس میں بہت اختلاف تم دیکھتے۔“ (ترجمہ عربی الہام، ص:۱۰۵)

۱۸:... ”کہہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔“ (ترجمہ عربی الہام، ص:۳)

۱۹:... ”جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں، تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔“ (ص:۳۹۱)

۲۰:... ”اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔“ (ص:۳۹۱)

یہ تمام اقتباسات بھی موصوف کی صرف ایک کتاب ”حقیقۃ الوحی“ سے لئے گئے ہیں۔ ان پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے اندازہ ہوگا کہ مرزا صاحب جس وحی نبوت کے مدعی ہیں، وہ ان کے نزدیک خدا کا کلام ہے۔ ہر شک وشبہ سے پاک ہے۔ اس پر وہ اپنے عقائد کی بنیاد استوار کرتے ہیں، قدیم عقائد کو اس کی وجہ سے تبدیل فرماتے ہیں، اس پر ایمان لاتے ہیں، خود کو اس کی پیروی کرنے والا بتاتے ہیں، اس کی پیروی کو موجب نجات سمجھتے ہیں، امت کے سامنے اس کی تلاوت پر مامور ہیں، اس کی فصاحت وبلاغت کے اعجاز کا اعلان کرتے ہیں، اس کی جانب افترا کی نسبت کا بحکم خداوندی جواب دیتے ہیں اور صاف صاف تصریح کرتے ہیں کہ اگرچہ اسلامی تاریخ کی تیرہ صدیوں میں لاکھوں صاحب اولیاء واقطاب، ابدال، ملہم اور محدث ہو گزرے ہیں مگر وحی نبوت کی یہ نعمت صرف انہی کے

حصہ میں آئی ہے اور یہ کہ قرآن کے تیس جزو ہیں اور ان کی وحی کے کم از کم بیس جزو ہوں گے (اس تحریر کے بعد مرزا صاحب ایک سال اور زندہ رہے اور بقول ان کے بارش کی طرح وحی الٰہی ان پر نازل ہوتی تھی، حق یہ کہتا ہے کہ بقیہ دس جزو کی تکمیل بھی انہوں نے یقیناً کر لی ہوگی)۔

اگر لاہوری فرقہ ان تصریحات کے بعد بھی ایک طرف مرزا صاحب کو "مامور من اللہ" مانتا ہے اور دوسری طرف ان کی "وحی نبوت" پر ایمان لانے سے گریز کرتا ہے تو ہم از کم عقلاء ان سے یہ تو دریافت کریں کہ "وحی نبوت" کے اوصاف و امتیازات کا کیا معیار ان کے ذہن میں ہے؟ جو وحی قطعی و یقینی ہے، ہر شک و شبہ سے پاک ہو، صاحب وحی اس پر ایمان و عقیدہ کی بنیاد استوار کرتا ہو، اس کی پیروی اور تلاوت و دعوت پر مامور ہو، اس کے اعجاز کا چیلنج کرتا ہو، اگر وہ وحی، وحی نبوت نہیں تو وحی نبوت کی دوسری تعریف آخر کیا ہے جو مرزا جی کی "وحی" پر صادق نہیں آتی...؟ لیجئے ہم اس سے بھی مختصر بات اختیار کرتے ہیں اور خود مرزا صاحب ہی سے شہادت دلاتے ہیں کہ ان کی تمام تر بحث "وحی نبوت" ہی سے ہے۔

مرزا صاحب نے قرآن مجید کی آیت: "ولو تقول... الخ" اپنی صداقت میں پیش فرمائی جس کا مطلب بقول ان کے یہ تھا کہ ۲۳ سال مدت صادق و کاذب کے درمیان... حد فاصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ گویا صدق و کذب کا معیار یہ ہے کہ اگر مدعی وحی والہام ۲۳ سال تک زندہ رہتا ہے تو صادق، ورنہ کاذب..... مرزا صاحب کا یہ خود ساختہ معیار عقلاً و نقلاً بالبداہت غلط تھا اور اہل علم کی جانب سے اس معیار پر مختلف اعتراضات کئے جاتے تھے۔ ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے۔ یہ ایک دوسری

حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے۔ بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے اور تئیس برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہئے اور وہ الہام پیش کرنا چاہئے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا۔ یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔ جس کی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کرکے یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے اوپر نازل ہوا ہے۔ غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہئے کہ کون سا کلام الٰہی اس شخص نے پیش کیا ہے۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر بعد اس کے یہ ثبوت دینا چاہئے کہ جو تئیس برس تک کلام الٰہی اس پر نازل ہوتا رہا وہ کیا ہے... جب تک ایسا ثبوت نہ ہو تب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور آیت ولو تقول کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا ان شریر لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں اور صرف زبان سے کلمہ پڑھتے اور باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر:۳، ۴ ص:۱۱، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۳۷۷)

اس اقتباس سے فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کی تمام تر بحث وحی نبوت میں ہے اور انہوں نے اپنے اوپر نازل شدہ وحی کے حوالے سے واقعتاً دعویٰ کیا ہے کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ ان کی اُمت کے لاہوری فرقہ کو یہ عبارت اصل کتاب سے نکال کر بغور دو تین بار پڑھنی چاہئے۔ اس کے بعد بھی اگر مرزا صاحب کے دعویٰ رسالت اور وحی نبوت سے انکار ہو تو انہیں سینے پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کرنا چاہئے کہ مرزا صاحب کا آخری فتویٰ ان پر تو عائد نہیں ہوتا؟

شریعت اور امت:

دعویٰ رسالت اور وحی نبوت کے بعد صرف شریعت کا باقی رہ جاتا ہے۔ عقلاً یہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول یا نبی دنیا میں آئے اور وہ کوئی جدید یا قدیم شریعت لے کر نہ آئے۔ مرزا صاحب بھی اس اصول سے مستثنیٰ نہیں رہ سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایک نئی تعریف کی بحث میں اپنے صاحب شریعت ہونے کا ثبوت دے کر اپنے مخالفین کو ملزم کیا ہے فرماتے ہیں:

"اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری، تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی (بلکہ مطلق دعویٰ وحی نبوت ہی کو ہلاکت کے لئے کافی قرار دیا ہے۔ ناقل) ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ (مجھ پر صاحب الشریعت کی یہ تعریف پوری صادق آتی ہے، چنانچہ) میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم۔ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔

اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ یعنی قرآنی تعلیم

توریت میں بھی موجود ہے۔

> اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں۔"
>
> (اربعین نمبر:۴ ص:۶، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۳۵)

اس طویل اقتباس کا حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک شریعت کی آخری دو تعریفیں غلط ہیں اور پہلی صحیح ہے اور اس صحیح تعریف کے مطابق ان کا دعویٰ ہے کہ وہ صاحب شریعت ہیں اور وہ تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی امت کے لئے ایک قانون شریعت وضع کیا ہے جو سابقہ شریعت سے جداگانہ ہے۔

معجزات:

انبیائے کرام کی تائید کے لئے انہیں خرق عادت معجزات اور نشانات بھی عطا کئے جاتے ہیں، جنہیں دیکھ کر مخلوق کو ان کی صداقت وحقانیت کا یقین ہو جاتا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

> "دنیا میں ہزاروں آدمی ہیں کہ الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کرتے ہیں مگر صرف مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کچھ چیز نہیں ہے جب تک اس قول کے ساتھ جو خدا کا سمجھا گیا ہے، خدا کا فعل بھی شامل نہ ہو۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۵۹)

مرزا صاحب نے بھی اپنے دعوائے نبوت و رسالت کو اعجاز نمائی سے محروم نہیں رکھا۔ ان کی بے شمار عبارتوں میں سے چند جملے یہاں نقل کئے جاتے ہیں، جن سے ان کے معجزات کی شان و شوکت اور ان کی نبوت و رسالت کی عظمت بھی واضح ہوگی:

> ۱:..."ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں

ہیں؟ تو میں صرف یہی جواب دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۳۶)

۳:... "اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں۔ وہ اس خیرہ چشم انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھ کر پھر بھی اس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۳۷)

۴:... "اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔"

(چشمہ معرفت ص:۳۱۷، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۳۳۲)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ جو زلزلے، طاعون اور دیگر آفات ان کے زمانے میں نازل ہوئیں، وہ بھی ان کی رسالت و نبوت کا معجزہ اور نشان ہے۔ اس سلسلے میں بھی ان

کے ایک دو اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

۴:... "خدا تعالیٰ کے تمام نبی اس بات پر متفق ہیں کہ عادت اللہ ہمیشہ سے اسی طرح پر جاری ہے کہ جب دنیا پر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں تب اس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے اور کوئی حصہ دنیا کا اس کی تکذیب کرتا ہے، تب اس کا مبعوث ہونا شریر لوگوں کی سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں، ایک محرک ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنے گزشتہ گناہوں کی سزا پاتا ہے، اس کے لئے اس بات کا علم ضروری نہیں کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول بھی موجود ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۶۰، ۱۶۱)

۵:... "سان فرانسسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں، اگرچہ اصل سبب ان پر عذاب نازل ہونے کا ان کے گزشتہ گناہ تھے مگر یہ زلزلے ان کو ہلاک کرنے والے میری سچائی کا ایک نشان تھے کیونکہ قدیم سنت اللہ کے موافق شریر لوگ کسی رسول کے آنے کے وقت ہلاک کئے جاتے ہیں۔" (ص:۱۶۱)

۶:... "یہ ضرور ہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو، مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں، جن کو اس رسول کی خبر بھی نہیں جیسا کہ نوح کے وقت میں ہوا۔" (ص:۱۶۱)

۷:... "سو یاد رہے کہ جب خدا کے کسی مرسل کی تکذیب کی جاتی ہے خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصہ زمین میں ہو مگر خدا تعالیٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے۔" (ص:۱۶۲)

۸:..." میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا فضل اپنے طور سے میرے شامل حال ہے کہ میری اتمام حجت کے لئے اور اپنے نبی کریم کی اشاعت دین کے لئے خدا تعالیٰ نے وہ سامان مقرر کر رکھے ہیں کہ پہلے اس سے کسی نبی کو میسر نہیں آئے تھے۔" (ص:۱۹۹)

یہاں ہمیں اس امر سے بحث نہیں کہ مرزا صاحب جن امور کو "معجزات" کے نام سے موسوم کرتے ہیں، وہ واقعتاً معجزہ ہیں بھی یا نہیں اور یہ کہ ان سے ان کی رسالت و نبوت ثابت بھی ہوتی ہے یا نہیں؟ یہاں محل غور صرف یہ امر ہے کہ مرزا صاحب کس طرح اصرار و تکرار کے ساتھ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتے ہیں، پھر کس طرح اس کے لئے "وحی الٰہی" کا بارش کی طرح نازل ہونا بیان کرتے ہیں، پھر کس تحدی کے ساتھ اپنی رسالت و نبوت کے ثبوت میں دنیا کے سامنے اپنے معجزات کی طویل فہرست پیش کرتے ہیں اور کس طرح ان معجزات میں تمام انبیائے کرام سے برتری اور فوقیت کا ادعا کرتے ہیں اور کس طرح ان معجزات میں تمام انبیائے کرام کے معجزہ پر بار بار فخر کرتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مرزا صاحب نے سرے سے نبوت و رسالت کا دعویٰ درحقیقت کیا ہی نہیں تو فرمایئے کہ وہ حقائق کی دنیا میں رہتا ہے یا احمقوں کی جنت میں...؟

دعوت:

منصب نبوت و رسالت سے سرفراز ہونے کے بعد انبیائے کرام کا مشن شروع ہوتا ہے۔ وہ مبعوث ہو کر مخلوق کو ایمان باللہ کی دعوت دیتے ہیں اور اسے یہ بتاتے ہیں کہ دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات صرف ان کے قدموں سے وابستہ ہے۔ ان کی پیروی ہی موجب نجات ہے اور ان سے پہلے جتنے نبی گزر چکے ہیں، صرف ان پر ایمان لانا کافی نہیں۔ اب مرزا صاحب کو دیکھئے کہ وہ کس طرح انبیائے کرام کی نقالی کرتے ہوئے تمام انسانیت کو اپنے دعویٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں اور کس طرح تمام انسانیت کی نجات و فلاح کو اپنے قدموں سے وابستہ بتاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی

چنانچہ ان عبارتوں میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱... "چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے، اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم اور اس وحی کو جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے... اب دیکھو کہ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۶ حاشیہ)

۲... "ان کو کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کرو گے یا نہیں پھر ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔"

(ترجمہ عربی از "حقیقۃ الوحی" ص:۷۵)

۳... "اور ایمان والوں کو خوشخبری دے کہ خدا کے حضور میں ان کا قدم صدق پر ہے۔" (ترجمہ عربی عبارت ص:۷۶)

۴... "صدق کے رستے والے اور کہا جاتا ہے کیا ہیں صدق کے رستے والے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے، وہ تجھ پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کرنے والے کی آواز سنی ہے جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے۔" (ترجمہ عربی عبارت ص:۷۵)

۵... "خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلا دے۔" (ایضاً ص:۷۶)

۶... "کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی

کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔" (ایضاً ص:۷۹)

۷:... "اور جب ان کو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ لوگ ایمان لائے، کہتے ہیں کیا ہم بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں، خبردار ہو کہ درحقیقت وہی لوگ بے وقوف ہیں مگر اپنی حماقت پر مطلع نہیں اور جب ان کو کہا جائے کہ زمین پر فساد مت کرو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔" (ایضاً ص:۷۹، ۸۰)

۸:... "کہہ تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے پس اگر مؤمن ہو تو انکار مت کرو۔" (ایضاً ص:۸۰)

۹:... "کیا تو اس لئے اپنے تئیں ہلاک کرے گا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے، اس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔ اور ان لوگوں کے بارہ میں جو ظالم ہیں مجھ سے مخاطبت مت کر کیونکہ وہ سب غرق کئے جائیں گے اور ہماری آنکھوں کے روبرو کشتی تیار کر اور ہمارے اشارے سے۔" (ایضاً ص:۸۰)

۱۰:... "ان کو کہہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو، تا خدا بھی تم سے محبت کرے، خدا نے چاہا ہے تو تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر شرارت کی طرف عود کرو گے تو ہم بھی عذاب دینے کی طرف عود کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے۔" (ایضاً ص:۸۲)

ان تمام الہامات میں جنھیں مرزا صاحب نے اپنی وحی کی حیثیت سے پیش کیا ہے، قابل غور بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات کے ٹکڑے جوڑ جوڑ کر انہیں الہامات کے قالب میں ڈھالا گیا ہے، جس سے یہ متحقق ہے کہ جن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے سابقین اپنے مخاطبوں کو ایمان کی دعوت دیتے تھے، ٹھیک انہی الفاظ میں مرزا صاحب تمام دنیا کو اپنی وحی پر ایمان کی دعوت دے رہے ہیں۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب

آوری کے بعد صرف انبیائے سابقین پر ایمان لانا اور ان کی شریعت پر چلنا نجات کے لئے کافی نہیں تھا، جب تک کہ موسیٰ علیہ السلام کی بعثت، ان کی وحی اور ان کی شریعت پر ایمان نہ لایا جائے، یا جس طرح کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آنے پر نجات صرف ان کی اتباع میں منحصر ہوگئی تھی، یا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف آوری کے بعد نجات صرف آپ کی پیروی میں منحصر ہوگئی ٹھیک اسی طرح مرزا صاحب کی وحی کا اعلان ہے:

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ"

ترجمہ:... "ان کو کہہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۷۹، ۸۲)

ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دین اور اس کے اصول و فروع، مرزا صاحب کی آمد سے پہلے موجود تھے، وہی ان کی آمد کے بعد بھی موجود ہیں۔ قرآن کریم وہی ہے، احادیث کی کتابیں وہی ہیں، فقہی سرمایہ وہی ہے، کلام، عقائد، تصوف، اصول وغیرہ متعلقہ علوم وہی ہیں۔ مگر اب اُمتِ محمدیہ کی نجات صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے وابستہ نہیں بلکہ اب اس کے لئے مرزا صاحب کی نبوت و رسالت، ان کی وحی اور ان کی تعلیم پر ایمان لانا اور عمل کرنا بھی شرط قرار پایا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ اب قرآن کریم کی تفسیر، احادیث نبویہ اور فقہ و کلام اور تصوف و عقائد کے پیمانے بھی بدلنے ہوں گے۔ اُمتِ مسلمہ کی تیرہ صدیوں کے علماء آیت کی ایک تفسیر کریں اور مرزا صاحب اس کی کچھ اور تفسیر کرتے ہیں تو ایمان مرزا صاحب کی تشریح و تفسیر پر ہی لانا پڑے گا۔ ساری اُمت ایک حدیث کو صحیح قرار دے اور مرزا صاحب کی "وحی" سے غیرصحیح بتائے تو فیصلہ مرزا صاحب کا ہی مسلّم ہوگا۔ تمام عقائد کی کتابوں میں ایک عقیدہ لکھا ہو اور مرزا صاحب اس کے خلاف کہیں تو مرزا صاحب کا بنایا ہوا عقیدہ ہی صحیح ٹھہرے گا۔ یہ ہمارا قیاس نہیں بلکہ ان کی نبوت اور اس کے لوازم کا منطقی نتیجہ ہے۔ وہ خود لکھتے ہیں:

"اگر ایمان اور حیا سے کام لیتے تو آپ کا ردائی پر تحریر

کرتے جو مجھ سے مولوی لوگ کرتے ہیں۔ سو مقابلہ کی دعوت میں نے ان کو
اس لئے بلایا تھا کہ میں ان سے ایک منقولی بحث کرکے بیعت
کرلوں؟ جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح
موعود مقرر کرکے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے
اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی
ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے
منقولی بحث کروں؟ جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا
کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع
ہوسکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر
اپنے یقین کو چھوڑ دوں، جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی
اپنی ضد کو نہیں چھوڑ سکتے۔"

(اربعین نمبر:۴ ص:۱۳، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۵۴)

مدعا واضح ہے کہ جو اسلامی عقائد متواتر چلے آتے ہیں وہ تو "ظن" ہے اور مرزا صاحب کی "وحی" جو کچھ بتائے وہ "حق الیقین" ہے، توریت و انجیل اور قرآن کی طرح لائق ایمان ہے۔ حدیث و قرآن کے معنی و مفہوم اور اسلامی ذخیرۂ عقائد و اصول پر حکم اب مرزا صاحب کی ذات ہے۔ وہ جس عقیدہ و حکم کو چاہیں، باقی رکھیں یا موقوف کردیں۔ خلاصہ یہ کہ جب مرزا صاحب کی پیروی میں نجات منحصر ہوگئی تو نجات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا اور آپ کے دین و شریعت پر عمل کرنا کافی نہ رہا بلکہ اب مرزا صاحب کی نبوت جزو ایمان، ان کی دعوت و تعلیم شاہراہِ عمل اور ان کی پیروی تکمیلِ نجات ٹھہری۔

دوسرا فرق:

:انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو خبیث و طیب چھانٹ کر الگ

ہو جاتے ہیں اور ان کی دعوت کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے نتیجہ میں دو فریق وجود میں آتے ہیں۔ ایک فریق ان کی دعوت پر لبیک کہنے والوں کا ہوتا ہے، جنہیں مومن اور مسلم کہا جاتا ہے اور دوسرا فریق ان کی دعوت کو نہ ماننے والے منکروں کا، جنہیں کافر، ظالم، جہنمی اور خارج از اسلام کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء علیہم السلام کی دعوت کے نتیجے میں انسانیت خود بخود سعادت و شقاوت کے دو خانوں میں بٹ جاتی ہے..... مرزا صاحب کے دعویٰ اور دعوت کا فطری اور منطقی نتیجہ بھی یہی ہونا چاہئے تھا اور یہی ہوا بھی کہ ان پر ایمان لانے والے ان کے نزدیک مومن و مسلم کہلائے اور انکار کرنے والے (معاذ اللہ) کافر، مردود اور جہنمی قرار پائے۔ مرزا صاحب یہ اصول تسلیم کرتے ہیں کہ:

۱:... "یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والوں کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں، لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں، گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

(حاشیہ تریاق القلوب ص:۱۳۰، روحانی خزائن ج:۱۵ ص:۴۳۲)

۲:... "ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے (دشمن سے وہ تمام لوگ مراد ہیں جو ایمان نہیں لاتے جیسا کہ اگلے نمبر سے واضح ہے۔ ناقل)۔"

(انجام آتھم ص:۶۲، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۶۲)

۳:... "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی

کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (مرزا صاحب کا الہام مندرجہ "تذکرہ" ص:۳۳۶ طبع دوم، ص:۳۴۳ طبع چہارم)

۴:... "سوال (۶) حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کرکے کافر بن جائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۶۳، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۷)

۵: "الجواب: یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے، کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۶۳، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۷)

۶: "جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔"

(ایضاً ص:۱۶۳)

۷: "ہاں جب وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے تو کافر ہے۔ سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے۔ اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔"

(ایضاً حاشیہ ص:۱۶۳)

۸:... "جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خداتعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا۔ کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں۔"

(ایضاً ص:۱۶۳، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۸)

۹:... "کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص درحقیقت کافر ہے، وہ اس کے کفر کی نفی کرتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے، وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں جنہوں نے مجھ کو کافر ٹھہرایا ہے۔ میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے، ان کو کیوں کر مومن کہہ سکتا ہوں۔"

(ایضاً ص:۱۶۵ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۷۰)

مرزا صاحب کی اس تمام تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے مرزا کو ان کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے خارج از اسلام قرار دیا، وہ تکفیر کی وجہ سے کافر ہو گئے۔ اور جن لوگوں نے مرزا صاحب کو کافر نہیں کہا اور ان پر ایمان نہیں لائے، وہ ان "کافروں" کو کافر نہ کہنے کی وجہ سے کافر ہوئے۔ بس اب اہل قبلہ صرف وہ لوگ ہیں جو مرزا صاحب کی تصدیق کرتے ہیں۔ لطیفہ یہ ہے کہ لاہوری فرقہ جو مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو مسلمان کہتا ہے، وہ بھی مرزا صاحب کے اس فتویٰ کی رو سے "کافروں" کو مسلمان سمجھنے کی بنا پر کافر قرار پاتا ہے۔

۱۰:... "چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں، پس جس شخص پر میرے

اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اس کی نسبت نجات کا حکم دیں۔ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس میں دخل نہیں۔" (ایضا ص:۱۸۰، ایضا ج:۲۲ ص:۱۸۶)

اس تقریر کا حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب کا انکار دنیوی احکام کے لحاظ سے تو بہر حال کفر ہے اور اخروی لحاظ سے بھی وہ اسے کافر کہنے ہی کے پابند ہیں۔ البتہ یہ خدا کو علم ہے کہ اس پر ٹھیک طرح اتمام حجت ہوا یا نہیں؟ اور وہ اس انکار میں معذور تھا یا نہیں؟ معذور تھا تو قابل مواخذہ نہیں ہوگا لیکن یہ بہر حال خدا کے ساتھ معاملہ ہے۔ ہمارا جہاں تک تعلق ہے، ہم ہر ایک نہ ماننے والے کو کافر ہی کہیں اور سمجھیں گے۔ یہ ٹھیک وہی اصول ہے جو انبیاء علیہم السلام کے نہ ماننے والوں پر جاری ہوتا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنے نہ ماننے والوں کو صرف لفظی اور ذہنی طور پر اسلام سے خارج نہیں کیا بلکہ اپنی امت کو یہ حکم بھی فرمایا کہ وہ دیگر مسلمانوں سے کلی طور پر انقطاع اختیار کرلیں۔ دینی اور معاشرتی امور میں ان سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ رکھیں۔ مرزا صاحب کے منکروں کو ایک الہام میں ابولہب اور ہامان قرار دے کر ان کی ہلاکت کی خبر دی گئی تھی: "تَبَّتْ یَدَا أَبِیْ لَہَبٍ وَّتَبَّ" اس الہام کی تشریح کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے (جن میں وہ تمام مسلمان شامل ہیں جو مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے... ناقل) ہلاک شدہ قوم ہے۔ اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی

شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو... تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔... کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔"

[اربعین نمبر:۳ حاشیہ ص:۲۸، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۷۱]

یہ مرزا صاحب کے دعویٔ نبوت و رسالت کا مختصر سا خاکہ ہے جو ان کی تصنیفات اور اشتہارات و اخبارات کے سینکڑوں نہیں ہزاروں صفحات پر منتشر ہے۔ نہایت اختصار کے ساتھ ان کے دعویٰ کی نوعیت، اس کے اثرات اور نتائج و ثمرات کا ایک مرتب نقشہ آپ کے سامنے ہے۔ اس پر ایک نظر ڈال کر انصاف کیجئے کہ امت کے لاہوری فرقے کا یہ دعویٰ کہاں تک صداقت پر مبنی ہے کہ مرزا صاحب "مجدد" تھے۔

اب مرزا صاحب کی نبوت پر ایک اور پہلو سے غور کیجئے۔ اسلام کا ادنیٰ طالب علم بھی اس امر سے واقف ہے کہ ۱- کسی غیر نبی کو نبی پر فضیلت نہیں ہو سکتی۔ ۲- انبیائے کرام علیہم السلام میں پانچ حضرات یعنی حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہیں، اور ۳- حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت رسول تھے۔ یہ اسلام کے وہ مسلمہ عقائد ہیں جن میں کبھی دو رائیں نہیں ہوئیں۔ اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نے بیسیوں جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضلیت کا دعویٰ کیا ہے۔ موصوف نے جب تک حریم نبوت میں قدم نہیں رکھا تھا اس وقت تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی "جزوی فضیلت" کے قائل تھے۔ ملاحظہ ہو:

۱:... "اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی

فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔"

(تریاق القلوب ص:۱۵۷، روحانی خزائن ج:۱۵ ص:۴۸۱)

اور جب مقامِ نبوت تک ترقی کی تو کھل کر اعلان کر دیا:

۲:... "خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی "تمام شان" میں بہت بڑھ کر ہے اور دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۴۸، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۲)

۳:... "مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۴۸، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۲)

مرزا صاحب سے ان کے کسی نیازمند نے سوال کیا کہ تریاق القلوب اور مابعد کی عبارتوں میں تناقض ہے، اس کے جواب میں مرزا صاحب نے اپنی وحی، نبوت اور مسیحیت پر ایک طویل تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

۴:... "اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے، وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے، اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا، مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۴۹، ۱۵۰)

۵:... "مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے، اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے... میں کیا کروں کس طرح خدا

کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اس روشنی سے جو مجھے دی گئی،
تاریکی میں آ سکتا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں،
میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں جب تک مجھے اس
سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں، میں نے کہا اور جب مجھ کو
اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۵۰)

مرزا صاحب کی اس تقریر سے چند چیزیں نکھر کر سامنے آگئیں:

اوّل:... یہ طے شدہ اصول ہے کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت کلی نہیں ہو سکتی۔

دوم:... اوائل میں مرزا صاحب کا عقیدہ یہی تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور وہ خود غیر نبی۔ اس لئے اگر انہیں کسی بات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نظر آتی تو اسے جزئی فضیلت پر محمول کرتے۔

سوم:... بعد میں وحی الٰہی کی جو بارش ان پر نازل ہوئی اس نے ان کے اس عقیدہ میں تبدیلی پیدا کردی اور صریح طور پر انہیں منصب نبوت عطا کردیا۔

چہارم:... اس منصب پر فائز ہونے کے بعد وہ "اپنی تمام شان میں" عیسیٰ علیہ السلام سے افضل قرار دے دیئے گئے۔

پنجم:... اس تبدیلی عقیدہ کی بنیاد صرف ان پر نازل شدہ وحی تھی اور وہ اس وحی کی پیروی کرنے پر مجبور تھے۔

ششم:... ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعینہٖ وہی نسبت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی یعنی جس طرح عیسیٰ علیہ السلام موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ اور تشریعی نبی تھے، ٹھیک یہی منصب محمدی سلسلہ میں جناب مرزا صاحب کا ہے... مزید سنئے:

۶:... "اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی
اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے، اس وجہ سے کہ ہمارا

آتا اور مقدر وہ تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اس عظیم الشان قدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں۔ اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا۔ مگر ضروری نہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے کیونکہ اس وقت ان کی ضرورت نہ تھی۔

اس لئے حضرت عیسیٰ کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔ اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جس کی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کے لئے ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۵۱)

یہاں یہ بحث نہیں کہ مرزا صاحب کی اس تقریر میں کیا سقم ہے اور اس کا کتنا حصہ محض شعری و ذہنی مقدمات پر مبنی ہے، یہاں صرف یہ دکھانا ہے کہ مرزا صاحب کے بقول ان کی سرشت میں وہ تمام قوتیں اور طاقتیں رکھی گئی ہیں جن سے عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) محروم تھے۔ یہ تو فطری قوتوں میں مرزا صاحب کی برتری تھی، اب روحانی طاقتوں میں ان کی بلندی دیکھئے:

۷:... "پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی قدر روحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہود کی اصلاح کے لئے کافی تھیں تو بلاشبہ ان کے کمالات بھی اسی پیمانہ کے لحاظ سے ہوں گے ... اور ہمیں حکم ہے کہ تمام احکام میں اخلاق میں عبادات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔ پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جاتیں

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر سکتیں تو پھر ہمیں ہرگز شبہ نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا۔"

{حقیقت الوحی ص:۱۵۱، ۱۵۲}

گر ایں است مکتب و ملّا

کار طفلاں تمام خواہد شد

۸:... "اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں، کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔" (حقیقت الوحی ص:۱۵۳)

۹:... "اس بات میں بگڑنا اور منہ بنانا اچھا نہیں، کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا، وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا (جل جلالہ)۔"

(حقیقت الوحی ج:۲۲ ص:۱۵۳، ۱۵۴)

۱۰:... "تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے، مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کرکے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی جو اس پر نہیں کی گئی، تا لوگ سمجھیں کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں۔" (حقیقت الوحی ص:۱۵۳)

۱۱:... "پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح

ابن مریم سے بڑھ کر مجھے افضل قرار دیتے ہو۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۵۵)

۱۲:... "جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہئے کہ آنے والا مسیح (مرزا غلام احمد) کچھ چیز ہی نہیں، نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم، جو کچھ ہے پہلا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۵۵)

یہ سب حوالے مرزا صاحب کی صرف ایک کتاب سے لئے گئے ہیں۔ مرزا صاحب کے لئے اپنے رقیب (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے نوک جھونک کا مشغلہ کچھ ایسا مرغوب تھا کہ انہوں نے بلا مبالغہ ہزاروں جگہ اس موضوع پر گل افشانیاں کی ہیں، جنہیں پڑھنے کے لئے بھی پتھر کا دل چاہئے۔ بہرحال اگر عقل و انصاف نام کی کوئی چیز دنیا میں موجود ہے تو مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تصریحات سے معمولی عقل و فہم کا آدمی بھی اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت رسول تھے تو مرزا صاحب کو ان سے بڑھ کر "عظیم ترین صاحب شریعت رسول" ہونے کا دعویٰ ہے۔ اب اسے ظلی مجازی نبی کہو، امتی نبی کا لقب دو یا "آخری نبی" سمجھو، بہرحال اہل عقل و دانش ان کو یہی کہیں گے:

من انداز قدت را مے شناسم
بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش

اور ایک عیسیٰ علیہ السلام ہی کی کیا تخصیص؟ مرزا صاحب کے نزدیک کوئی بھی نبی اور رسول ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچا، وہ کہتے ہیں:

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین احمدیہ پنجم ص:۱۱۳، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۱۴۴)

اور:

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم (درثمین)

اور ان کا یہ فقرہ بھی پہلے نقل کرچکا ہوں:

"سچ تو یہ ہے کہ اس (خدا) نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کردیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۳۶)

یہ ہے مرزا صاحب کی بارانِ وحی کا طوفان اور ان کے دریائے معجزات کی روانی! جس میں ایک دو نہیں بلکہ تمام انبیاء کے انوارِ نبوت ڈوب جاتے ہیں۔ مگر ان کی امت کا ایک گروہ ہنوز اسی شک میں ہے کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟

بہرحال اگر کسی کو حق تعالیٰ نے دیدۂ بصیرت عطا کیا ہے تو اسے یہ سمجھنے میں دقت نہیں ہوگی کہ مرزا صاحب نبوت کی کتنی بلند چوٹی پر بیٹھ کر کس لب و لہجہ میں بات کرنے کے عادی ہیں، دیکھئے:

"اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔"

(چشمۂ معرفت ص:۳۱۷، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۳۳۲)

کس قدر تعجب ہے! ایک طرف مرزا صاحب کی یہ فیاضی کہ وہ اپنے اعجازِ نبوت سے ہزار نبی کی نبوت ثابت کرسکتے ہیں اور دوسری طرف ان کی بے توفیق امت کی یہ حرماں نصیبی کہ وہ خود مرزا صاحب کو کامل اکمل نبی تسلیم کرنے سے شرماتی ہے۔

اب مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو ایک اور زاویے سے دیکھئے۔ مرزا صاحب کی نبوت کا ایک عظیم معجزہ یہ تھا کہ وہ مختلف اوقات میں پیش گوئیاں کیا کرتے تھے، وہ تحریر فرماتے ہیں:

"اور جو معجزات مجھے دیئے گئے بعض ان میں سے وہ

۱۳:..."اور میں باور نہیں کر سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مرسل کو دی ہوں جیسا کہ اس نے مجھے دی ہیں۔" (ایضاً ص:۵)

یہ چند عبارتیں بھی صرف ایک کتاب سے لی گئی ہیں، ورنہ مرزا صاحب کی اس نوعیت کی تصریحات بے شمار ہیں۔ مختصر یہ کہ مرزا صاحب سے جب کبھی لغزش ہوتی اور اس پر انہیں ٹوکا جاتا یا ان کی تحدی آمیز پیش گوئی خود ان کی تشریح و تفسیر کی روشنی میں حرف غلط ثابت ہوتی (اور یہ قصہ ان کی زندگی کا روزمرہ معمول تھا)، تو خفت مٹانے اور اپنے نیازمندوں کا دل بہلانے کے لئے یہ اجمالی تقریر فرماتے کہ دراصل وحی الٰہی کا مطلب سمجھنے میں ہم سے اجتہادی غلطی ہوئی، پیش گوئی کا مطلب یہ تھا اور ہم نے یہ سمجھ لیا، اور سنت اللہ بھی ہے کہ نبیوں سے پیش گوئیاں کرائی جاتی ہیں مگر ان میں استعارے بہت ہوا کرتے ہیں، اس لئے نبی ان کا مطلب نہیں سمجھا کرتے بلکہ بے سمجھے پیش گوئی کر دیا کرتے ہیں، دیکھو یونس نبی نہ سمجھا، موسیٰ نہیں سمجھا، عیسیٰ نہیں سمجھا، ملاکی نبی نہیں سمجھا، بنی اسرائیل کے سارے نبی نہیں سمجھے، اور تو اور خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سمجھے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرزا صاحب کا یہ نظریہ اپنی جگہ کتنا ایمان پرور ہے؟ اس سے قطع نظر جو امر خاص طور پر قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص نبوت و رسالت اور وحی قطعی کا دعویٰ کر کے تمام انبیائے کرام کو اپنی نظیر میں پیش کرے اور تمام دنیا کو اس بات کا چیلنج کرے کہ میری نبوت و رسالت اور وحی پر وہ اعتراض کرو جو کسی نبی پر وارد نہ ہوتا ہو، کیا اس کی اس منطق کا صاف صاف نتیجہ یہ نہیں کہ وہ بھی ٹھیک اسی معنی و مفہوم میں رسالت و نبوت کا مدعی ہے جو مفہوم کہ تمام انبیائے کرام (علیہم السلام) کی نبوت و رسالت کا تھا؟ اور اس کے کسی ہوشیار وکیل کا یہ کہنا کہ اس نے حقیقۃً نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں تھا، کیا یہ واقعی صحیح ترجمانی ہے یا محض سخن سازی کے ذریعہ اس کے مکروہ چہرے پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش...؟

مرزا صاحب بزعم خود "محمد رسول اللہ" کی بلند ترین سطح پر اپنے آپ کو نمایاں کرنا چاہتے ہیں، مگر کوشش کے باوجود وہ دور دور سے ایک عام شریف آدمی کی سطح پر بھی لوگوں کو نظر آسکے...!

پنجم:... وہاں یہ اندیشہ دامن گیر ہے کہ اگر زید نے اس پاک باز خاتون کو طلاق دے دی تو اس کی اشک شوئی کی کیا صورت ہوگی؟ اگر مطلقہ ہونے کے بعد اسے حرم نبوت میں داخل کیا جائے تو منافقین بے پر کی اڑائیں گے، اور اس معمولی بات کو رنگ آمیزی کے ساتھ پیش کرکے مخلوقِ خدا کو گمراہ کریں گے کہ دیکھو محمد... صلی اللہ علیہ وسلم... نے اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ زوجہ سے نکاح کرلیا، بالآخر حق تعالیٰ اس اندیشہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لطف آمیز عتاب فرماتے ہیں کہ آپ اس عاجز مخلوق سے کیوں اندیشہ فرماتے ہیں! اللہ سے ڈرنا چاہئے اور کہا: "وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ"۔

الغرض! وہاں کمالِ شرافت اور حیا کا یہ عالم ہے، اور یہاں نہ خدا سے ڈر، نہ مخلوقِ خدا سے حیا، ایک عورت سے نکاح کی آرزو ہے، مگر اس کے لئے الہامی اشتہارات کا وہ طوفان برپا کیا جاتا ہے کہ فضا مرتعش ہوجاتی ہے۔ "پیش گوئی" کی جاتی ہے، اس کے لئے حتمی تاریخیں دی جاتی ہیں، "انتظار" کی دعوت کے ساتھ لوگوں کو سہانی خوش کلامی سے نوازا جاتا ہے، بار بار تاریخیں تبدیل کی جاتی ہیں، تاویلات کے دریا بہائے جاتے ہیں، مگر نتیجہ زبانی جمع خرچ سے آگے نہیں جاتا۔

ششم:... وہاں "زوجناکھا" کی آیت نازل ہوتی ہے، اور چند لمحوں میں اس کی تعمیل ہوجاتی ہے، اور پھر بھی اس کا ذکر نہیں ہوتا، اور یہاں "زوجناکھا" کا پیغام "حسرتِ روئے" بن کر رہ جاتا ہے۔ مرزا صاحب کی پہلی تصنیف "براہین احمدیہ" سے کہ "قصہ ولقریب" کا آغاز ہوتا ہے، اور آخری عمر کی تصنیف "حقیقۃ الوحی" پر بھی ختم نہیں ہوپاتا، کبھی بیمار پڑتے ہیں تو اسی کا خیال ستاتا ہے:

"اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی، یہاں تک کہ قریب

ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی، فالحمد للہ علیٰ ذالک" (یعنی اللہ کا شکر
ہے کہ خواب میں ہی سہی "جان تمنا" سے معانقہ تو ہوگیا، جناب
مسیحیت مآب کو ایک غیر محرم عورت سے معانقہ کرتے ہوئے کوئی
شرم و حیا مانع نہیں ہوئی اور اپنے بہی خواہوں کے سامنے اسے نقل
کرتے ہوئے "خوش ذوقی" کو ذرا شرم کا احساس نہیں ہوتا ہے، یہ مرزائی امت
کو اس "ذوق مقدس" کے "ذکر خیر" سے شرم آتی ہے؟ کتنی برا خواب
چھپا کر رکھا تھا!)

"میں نے دو تین روز ہوئے خواب میں دیکھا تھا کہ
"روشن بی بی" میرے دالان کے دروازے پر آکھڑی ہوئی ہے، اور
میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں، تب میں نے کہا کہ آ، روشن بی بی
اندر آجا" (تذکرہ ص ۱۵۰ طبع دوم)

اور کبھی خواب و خیال کی دنیا میں اس کی "محمدی بیگم" زیارت "کرتے ہیں، دونوں
ہاتھوں سے اسے پیار کرتے ہیں، اور نکاح قریب کر کے تعبیر کی تکمیل کر دی جاتی ہے، اور آنجناب
فرضی طور پر دولہا میاں بن کر صبر و سکون حاصل کرتے ہیں:

"۲۴ اگست ۱۸۹۲ء مطابق ۳۰ محرم ۱۳۱۰ھ آج
خواب میں، میں نے دیکھا کہ محمدی (بیگم) جس کی نسبت پیشگوئی
ہے، باہر کسی جگہ میں چند عورتوں کے بیٹھی ہوئی ہے، اور سر اس کا شاید
منڈا ہوا ہے اور بدن سے ننگی ہے، اور نہایت مکروہ شکل ہے، میں نے
اس کو تین مرتبہ کہا ہے کہ تیرا سر منڈ جانے کی یہ تعبیر ہے کہ تیرا
خاوند مر جائے گا، اور میں نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر رکھے ہیں
...... اور آج رات بتاریخ مذکور خواب میں دیکھا کہ محمدی (بیگم)
سے میرا نکاح ہو گیا ہے، اور ایک کاغذ میرے ان کے ہاتھ میں ہے جس
پر ہزار روپیہ مہر لکھا ہے اور تعبیر یہی شادی ہے، اور مجھ سے پاس وہ

خواب میں گذری ہے۔" (تذکرہ ص:۹۸، ۹۹ طبع چہارم)

اور جب عمر بھر کی ان تمناؤں اور آرزوؤں کا خون ہوتے دیکھا اور اس شریف زادی کا سایہ دیکھنا بھی کبھی نصیب نہیں ہوتا تو مرزا صاحب آسمان کی بے وفائی سے کبیدہ ہوکر فرماتے ہیں:

"فرمایا: چند روز ہوئے کہ "کشفی نظر" میں ایک عورت مجھے دکھلائی گئی، اور پھر الہام ہوا: ویل لھذہ المرأة وبعلھا۔ (اس عورت اور اس کے خاوند کے لئے ہلاکت ہے)۔"

(تذکرہ ایڈیشن نمبر:۳ ص:۵۴۰)

اس موقع پر مرزا صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا:

ہاں ہاں نہیں وفا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی!
جس کو ہو جان و دل عزیز، اس کی گلی میں جائے کیوں؟

ششم: وہاں صداقت تھی اس لئے ادھر آیت نازل ہوئی اور ادھر حضرت زینبؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی زوجیت کا شرف حاصل ہوا: "وھی زوجتہ فی الجنة" (طبقات ابن سعد ج:۸ ص:۱۰۸) جس سے انہیں اس بات کی قطعی ضمانت مل گئی کہ یہ نکاح منسوخ ہوگا، نہ طلاق ہوگی، اور یہاں محض نقالی تھی، اس لئے جس منہ سے "زوّجنٰکھا" کا بڑے زور و شور سے اعلان ہوا تھا اور اشتہارات کی بھرمار کی گئی تھی آخر عمر میں اسی منہ سے یہ کہنا پڑا:

"یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ درست ہے، مگر جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لئے، جو آسمان پر پڑھا گیا تھا، خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کردی گئی تھی اور وہ یہ کہ: ایتھا المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبک۔ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کردیا تو نکاح فسخ

ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۳۲، ۱۳۳)

بالآخر بائیس برس تک "زوجنٰکہا" کے خوابوں کی دنیا میں جھولنے کے بعد "فسخِ نکاح" کا اعلان ہوا، اور وہ بھی "یا تاخیر میں پڑ گیا" کے لاحقے کے ساتھ، یعنی امیدِ وصل منقطع ہے مگر شجرِ تمنا ابھی تک ہرا بھرا ہے، گویا:

"گو ہاتھ میں جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے!"

الغرض! کہاں الہامات کی وہ شور اشوری اور کہاں "فسخ ہو گیا" کی یہ بے نمکی؟ گویا خود ہی نکاح پڑھ لیتے ہیں اور تھک ہار کر خود ہی "خلع" کر لیا جاتا ہے۔

رہا مرزا صاحب کا یہ ارشاد کہ "زوجنٰکہا" کے ساتھ ایک شرط تھی، اس کا اصل قصہ یہ ہے کہ بائیس برس کا بندھا ہوا "آسمانی نکاح" فسخ کرنا ہے، اب اگر وہ "راستی" سے کام لے کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ نکاح بندھا ہی نہیں تھا، یوں ہی ہم نے اڑا دیا تھا، تو یہ راستی فتنہ انگیز ثابت ہوتی، مرید برگشتہ ہو جائیں گے، ساری عمر کی کمائی برباد ہو جائے گی اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا، دانش مندی کا تقاضا یہی تھا کہ "دروغِ مصلحت آمیز" سے کام لیا جائے اور کہہ دیا جائے کہ "زوجنٰکہا" کے ساتھ ایک شرط بھی تھی، وہ شرط پوری ہو گئی تو نکاح خود بخود فسخ ہو گیا، اللہ میاں کو بھی "فسخ" کی ڈگری دینی پڑ گئی۔ مرزا صاحب کے اس "دروغِ مصلحت آمیز" پر تفصیلی گفتگو کا موقع نہیں، مختصراً اتنا جان لینا کافی ہے کہ ان کے "زوجنٰکہا" کے الہام کی پوری عبارت ہم اوپر نقل کر چکے ہیں، اسے پڑھ کر فیصلہ کیجئے کہ مرزا صاحب کی یہ شرط "راستیٔ فتنہ انگیز" ہے یا "دروغِ مصلحت آمیز"؟ اگر آنکھیں بند نہ ہوں تو ہر شخص کو نظر آئے گا کہ "زوجنٰکہا" کے الہام میں کوئی شرط نہیں، یہ محض بعد کی سخن سازی ہے۔

ہمیں یہاں اس سے بحث نہیں کہ مرزا صاحب کے کس جرم کی پاداش میں خدا تعالیٰ نے ان کا نکاحِ آسمانی "فسخ" کر دیا، اور اس سے بھی تعرض نہیں کہ ان سے وہ کون سا قصور سرزد ہوا تھا جس کی نحوست کی وجہ سے ان کی "آسمانی منکوحہ" اللہ تعالیٰ نے سلطان کو دے

حوالے کردی؟ ہمیں تو یہاں صادق و کاذب کا باہمی فرق واضح کرنا ہے کہ ایک جگہ بھی لفظ "زوجناکہا" نازل ہوتا ہے، اور دونوں جگہ زوجیت کا پیغام لاتا ہے، اور دوسری جگہ بھی لفظ چسپاں کیا جاتا ہے مگر نتیجہ دائمی فراق نکلتا ہے، دونوں پر غور کرنے کے بعد ایک معمولی عقل کا آدمی بھی فیصلہ کرسکتا کہ پہلا سچا تھا اور دوسرا جھوٹا۔

لگے ہاتھوں یہ بھی سن لیجئے کہ اگر کوئی شخص اسلام سے پھر کر مرتد ہوجائے تو اس کا نکاح "فسخ" ہوجاتا ہے، اس کے علاوہ اسلامی شریعت میں کوئی ایسی صورت نہیں جس سے خود بخود نکاح "فسخ" ہوجائے۔ مرزا صاحب کا نکاح جو بقول ان کے خود اللہ میاں نے باندھا تھا، مگر بعد میں خود بخود "فسخ" ہوگیا، اس کی وجہ مرزا صاحب کے ارتداد کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے؟ قادیانی امت کو اس پر خوب غور کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو یہی "فسخ ہوگیا" کا نکتہ ان کی ہدایت کے لئے کافی ہے، توفیق ہی نہ ہو تو دفتر بھی بے سود ہے۔

قادیانی کلمہ:

قادیانی امت کے راستے میں سب سے بھاری پتھر امت مسلمہ کا یہ عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" قیامت تک کے لئے ہے، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو لامحالہ کلمہ بھی بدلتا۔ اب اگر مرزا صاحب بقول ان کے نبی ہیں... اور نبی بھی کچھ معمولی درجے کے نہیں بلکہ تمام انبیاء سے بڑھ کر... تو سوال یہ ہے کہ ان کا "کلمہ شریف" کون سا ہے، جو قادیانی امت پڑھا کرے؟ ایسا عظیم الشان نبی، جس کے سامنے موسیٰ و عیسیٰ... علیٰ نبینا وعلیہما السلام... بھی... معاذ اللہ... ہیچ ہوں، وہ دنیا میں آئے، اور اس کے نام کا کلمہ تک جاری نہ ہو، یہ بات عقل و نقل کے خلاف ہے، سوال بڑا وزنی اور متین تھا، مگر قادیانی امت بھی ماشاء اللہ قادیانی نبوت کے نور سے تن تن منور ہوئی تھی... برعکس نام نہند زنگی را کافور... اس کے لئے ایسے مشکل سوالات کا چٹکیوں میں حل کردینا کیا مشکل تھا؟ چنانچہ ارشاد ہوا کہ:

"اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیونکہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں، جیسا کہ وہ (مرزا صاحب) خود فرماتا ہے: "صار وجودی وجوده" نیز: "من فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی وما رأی" اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا، جیسا کہ آیت: "وآخرین منهم" سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد) خود "محمد رسول اللہ" ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں، ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان نمبر:۳ جلد:۱۴ ص:۱۵۸)

مطلب یہ کہ کلمے کے الفاظ اگرچہ نہیں بدلے مگر تعبیر بدل گئی، مرزا صاحب کی تشریف آوری سے پہلے "محمد رسول اللہ" سے مراد پہلی بعثت کے "محمد" ... صلی اللہ علیہ وسلم ... تھے، اور مرزا صاحب کے ادعائے نبوت کے بعد دوسری بعثت کے "محمد" یعنی مرزا غلام احمد مراد ہیں، اور چونکہ مرزا صاحب کا وجود بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے، اور مرزا صاحب کی شکل میں دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بعثت ہوئی ہے، اور اب مرزا صاحب ہی "محمد رسول اللہ" ہیں، اس لئے کلمے کے الفاظ بدلنے کی ضرورت نہیں، صرف تعبیر اور مفہوم بدلنے کی ضرورت ہے۔ جب کلمہ شریف میں "محمد رسول اللہ" کا لفظ پڑھا جائے تو اس سے مرزا صاحب مراد لئے جائیں گے۔

بات صاف ہوگئی کہ قادیانی اُمت بھی "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتی ہے، مگر

مسلمانوں کے کلمے میں "محمد رسول اللہ" سے حضرت محمد بن عبداللہ النبی الامی المکی المدنی... صلی اللہ علیہ وسلم... مراد ہوتے ہیں، اور قادیانی کلمے میں "محمد رسول اللہ" سے مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ قادیانی مراد ہے، جو بقول ان کے محمد رسول اللہ کا بروز اور اوتار ہے، اسی بنا پر میاں محمود احمد صاحب اپنے والد محترم مرزا غلام احمد کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

> "حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور، اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔"
>
> ("الفضل" ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء)

اور یہ کہ:

> "آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے) فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے (یعنی مسلمانوں سے) ہمیں اختلاف ہے۔"
>
> ("الفضل" ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

اور یہ "ایک ایک چیز میں اختلاف ہے" بھی ایک فطری چیز ہے، کیونکہ پورے دین کی بنیاد تو کلمہ طیبہ پر ہے، جب اسی میں اختلاف ہو کہ مسلمانوں کے نزدیک "محمد رسول اللہ" سے مراد "رسول مدنی" ہوں... صلی اللہ علیہ وسلم... اور قادیانی امت کے نزدیک "رسول قادیانی" ، تو ظاہر ہے کہ دونوں کلموں سے دین کے دو الگ الگ درخت وجود میں آئیں گے، دونوں کے برگ و بار الگ ہوں گے، اور یوں قادیانی دین کی ایک ایک بات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی ایک ایک بات سے مختلف ہوگی۔ اندریں صورت خدا کی اور کلمے سے لے کر دین کے تمام اصول و فروع میں قادیانی امت کو مسلمانوں سے اختلاف ہونا ہی چاہئے۔

الگ کلمہ، الگ دین اور الگ اُمت:

اور جب خود ان کے بیانات سے واضح ہے کہ وہ مرزا صاحب کو ”بروزِ محمد“ یا ”محمد است و عینِ محمد است“ سمجھ کر ان کا کلمہ پڑھتے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ قادیانی اُمت، مسلمانوں سے ایک الگ اُمت ہے، ان کا دین الگ ہے، ان کا کلمہ الگ ہے، یہ بحث چونکہ ہمارے موضوع سے خارج ہے اس لئے صرف دو حوالے مرزا صاحب کی کتابوں سے پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں:

”انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں، اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں اور بعض احکام منسوخ اور بعض نئے احکام لادیں۔“

(مکتوبات احمدیہ ج:۵ ص:۳)

”جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعوے میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے، اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے، اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنادے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے، اور ایک اُمت بنادے جو اس کو نبی سمجھتی، اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے۔“ (آئینہ کمالات ص:۳۴۴، روحانی خزائن ج:۵ ص:۳۴۴)

مرزا صاحب کے ان دونوں ارشادات سے ثابت ہوا کہ نبی کی آمد سے دین بدل جاتا ہے، اور آنے والے نبی کی اُمت ایک نئے دین میں داخل ہوجاتی ہے، اب اگر قادیانی صاحبان اُمت مسلمہ اور مسلمانوں کے دین کے اندر ہی رہنا چاہتے ہیں تو... بصد معذرت... مرزا صاحب کی نبوت پر لعنت بھیجیں، ان کے دعوئے نبوت کی تکذیب کریں اور انہیں مسیح موعود کے بجائے ”مسیح کذاب“ کا خطاب دیں، ورنہ قادیانی اُمت کا یہ دعویٰ کہ ہم بھی ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھتے ہیں، کلمہ گو ہیں، قبلہ کی طرف منہ کرکے نمازیں

پڑھتے ہیں، حج کرتے ہیں، وغیرہ وغیرہ، محض ایک فریب ہے، قرآن کی اصطلاح میں اسے نفاق کہتے ہیں، کہ جب مسلمانوں کا سامنا ہو تو "امنّا" کہو، اور جب اپنے خلوت خانوں میں راز کے پاس پہنچو تو کہو کہ ہم تو محض ان کو... مسلمانوں کو... اُلّو بناتے ہیں۔" یا "مسلمان اللہ اللہ، بابرہمن رام رام"۔

بہرحال جب خود انہی کے اقرار سے ثابت ہے کہ وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں، بلکہ بزعم خود "محمد ہندی"... مرزا غلام احمد... کا کلمہ پڑھتے ہیں، اور یہ کہ ان کا دین، ان کا قبلہ اور ان کی اُمت مسلمانوں سے الگ ہے، تو وہ کب تک مسلمانوں کو فریب دیتے رہیں گے؟ یہاں یہ بحث محض ضمنی طور پر آگئی ہے، ہمیں تو ان کی تحریفات کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ بتانا ہے کہ انہوں نے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی کا سرقہ کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق آیات کو مرزا صاحب پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ شریف میں بھی... جو دینِ اسلام کا مرکزی نقطہ ہے... انہوں نے تحریف کا ارتکاب کرکے اس سے مرزا غلام احمد مراد لیا ہے۔

رسولِ قدنی:

اوپر ہم نے مسلمانوں کے "رسولِ مدنی" کے مقابلے میں قادیانی اُمت کے "رسولِ قدنی" کا، اور مسلمانوں کے "محمد عربی" صلی اللہ علیہ وسلم... کے مقابلے میں قادیانی اُمت کے "احمد ہندی" کا ذکر کیا ہے۔ یہ "قدنی" اور "ہندی" ہماری ذہنی اختراع نہیں، بلکہ یہ قادیانی اُمت کی "مقدس اصطلاح" ہے، چنانچہ ۱۶/اکتوبر ۱۹۲۲ء کے "الفضل" میں "رسولِ قدنی" کے زیرِ عنوان مرزا صاحب کی شان میں جو قصیدہ رقم کیا گیا ہے، وہ ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے، پڑھئے اور قادیانی اُمت کی "ذہنی سلامتی" کی داد دیجئے...!

اے میرے پیارے مری جان رسولِ قدنی
تیرے صدقے تیرے قربان رسولِ قدنی

انت منی وانا منک خدا فرمائے
میں بتاؤں تری کیا شان رسول قدنی
عرش اعظم پہ تری حمد خدا کرتا ہے
ہم تو ناچیز سے انسان رسول قدنی
وہ خدا قادر مطلق تری صلوں پہ کرے
اللہ اللہ رے تیری شان رسول قدنی
آسمان اور زمیں تو نے بنائے ہیں نئے
تیرے لفظوں پہ ہے ایمان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی
سرمۂ چشم تری خاک قدم ہو جائے
غوث اعظم شہ جیلان رسول قدنی
اپنے اکمل کو بچالیجئے کہ ہے زوروں پہ
اس کے عصیان کا طغیان رسول قدنی
(قادیانی مذہب نمبر ۵۵ ص:۳۲۱ طبع نہم ختم نبوت)

احمد ہندی:

اور ۱۳/جولائی ۱۹۳۵ء کے "الفضل" میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا کلام شائع ہوا ہے۔ اس میں فرماتے ہیں:

یا صدق "محمد عربی" ہے یا "احمد ہندی" کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصے ہیں، زندہ ہیں یہی افسانے دو

الشیء بالشیء یذکر، بات سے بات نکل آتی ہے۔ رسول مدنی کے مقابلے میں "رسول قدنی" "قدنی" کا لفظ غالباً "قادیانی" کا مخفف ہے، یا قادیان کی طرف

نسبت کیوں قیاس کے طور پر بتایا گیا ہے۔ تاہم "قدرتی" کا لفظ اختراع کرنے والوں نے مدنی اور قدرتی کے تقابل کو بطور تعریض کے پیش کیا ہے۔ یہ شکل تیز لفظ و ذوقِ سلیم اور وجدانِ صحیح پر گراں گزرتا ہے۔ چنانچہ "رسولِ قدرتی" کی تک بندی کی بے معنی نہیں۔ بلکہ قادیانی امت کی اس ذہنیت کی مظہر ہے کہ ہر بات میں مرزا غلام احمد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کھڑا کیا جائے۔ اس کے چند نظائر تو اسی زیرِ نظر مضمون میں ناظرین کے مطالعے سے گزریں گے، جبکہ ان کا احاطہ ایک مستقل مقالے کا موضوع ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس اور گنبدِ خضراء سے مسلمانوں کو جو والہانہ تعلق ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مگر قادیانی امت نے مذکورہ بالا ذہنیت کی تسکین کے لئے مدینہ منورہ کے قبرستان "جنت البقیع" کے مقابلہ میں قادیان کے قبرستان کو "بہشتی مقبرہ" کا نام دیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر اور "گنبدِ خضراء" کے مقابلے میں مرزا صاحب کے مدفن کو "گنبدِ بیضاء" سے تعبیر کیا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ کس طرح آنکھ سے مرزا صاحب کے "گنبدِ بیضاء" کی زیارت پر "حجِ اکبر" کی نوید سنائی جاتی ہے، اور اسے ...مائز بیان... خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن باور کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ "الفضل" لکھتا ہے:

> "ایامِ جلسہ میں یا اس کے بعد وطن جانے سے پیشتر کچھ نہ کچھ وقت "مقبرہ بہشتی" میں حضرت مسیح موعود کے "مزارِ مبارک" پر حاضر ہونے کا ضرور نکالنا چاہئے...... پھر یاد رکھو! اس شخص کا جو قادیان "دارالامان" میں آئے اور دو قدم چل کر "بہشتی مقبرہ" میں حاضر نہ ہو..... اس میں وہ "روضۂ اطہر" ہے جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مدفون ہے جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا! یدفن معی فی قبری (وہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا) اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبدِ خضراء کے انوار کا پورا پورا پرتو گنبدِ بیضاء پر پڑ رہا ہے، اور

آپ کو ان برکات سے حصہ مل رہا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں۔ کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے ''حج اکبر'' سے محروم رہے۔''

(''الفضل'' ۱۸/دسمبر ۱۹۳۳ء)

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقابل کی نعوذ باللہ... ایک ادنیٰ جھلک ہے، اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو تفصیل کسی دوسرے موقع پر کی جائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان ناشائستہ حملات کے باوصف قادیانی امت کو یہ خوش فہمی ہے کہ مسلمانوں کو اس سے کوئی اذیت نہیں ہوتی، نہ خدا و رسول کا غضب ان پر نازل ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ!

خصائص نبوی میں تحریف:

قادیانی امت نے مرزا صاحب کو ''محمد''، ''احمد'' اور ''آخری نبی'' قرار دے کر ان کے نام کا کلمہ جاری کردیا تو اس کے بعد ضرورت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیازی اوصاف و کمالات مرزا صاحب کی طرف کھینچے جائیں، مگر قادیانی تحریف پسندوں کے لئے یہ کیا مشکل تھا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مقدسہ ''محمد، احمد'' ان سے چھین لئے جاسکتے ہیں، جب ''مدارج'' کے تحریفی رندے سے تراش خراش کرکے ''خاتم النبیین'' کی تختی ''مرزا قادیانی'' پر آویزاں کی جاسکتی ہے، اور جب ''بعثت ثانی'' کے مسئلے سے ''محمد رسول اللہ'' کا کلمہ شریف، قادیان کے ''مسیح موعود'' کی جانب منتقل کیا جاسکتا ہے تو دیگر اوصاف نبویہ میں تحریف و تبدیل کیوں نہیں ہوسکتی؟ چنانچہ قادیان کے کارخانۂ تحریف میں ''مسیح موعود'' کی انبیائی مشین نصب کردی گئی، اور اس میں بلند بانگ دعاوی کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام سے متعلق آیات و احادیث، جناب مرزا غلام احمد صاحب کے قالب میں ڈھلنے لگیں۔ بطور نمونہ چند آیات پر مشقِ تحریف کا نظارہ، ''چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد'' کا تماشا ملاحظہ کیجئے۔

قادیانی قرآن:

پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسولِ قدنی

(روزنامہ "الفضل" قادیان ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت کا عظیم ترین معجزہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ نبوت کا سب سے بڑا نشان وہ مقدس کتاب ہے جو قرآن کریم کی شکل میں تابندہ وپائندہ ہے، اور جسے قرآن کریم میں متعدد جگہ "الکتاب المبین" کے نام سے یاد کیا گیا ہے، قادیانی امت بے تاب تھی کہ کسی طرح نئے "محمد رسول اللہ" کی نئی "الکتاب المبین" بھی وجود میں آئے، جو اپنی قطعیت وعصمت میں قرآن کریم کے ہم سنگ ہو، یہ عظیم منصوبہ انہیں متعدد مراحل میں پایۂ تکمیل تک پہنچانا پڑا، پہلے مرحلے میں کوشش کی گئی کہ قرآن کو قادیان کے قریب بلکہ خود قادیان ہی میں اتار دیا جائے، ملاحظہ ہو:

"اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ انا انزلناہ قریباً من القادیان، وبالحق انزلناہ وبالحق نزل، وکان وعد اللہ مفعولاً ...... اس جگہ مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے، ہوا تھا، اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں، اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے..... تب میں نے ان سے کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے، اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے، مکہ اور مدینہ اور قادیان، یہ کشف تھا جو کئی سال

ترجمہ از ناقل:...... جو کچھ میں خدا کی وحی سے سنتا ہوں، بخدا اسے قرآن کی طرح خطا سے پاک اور منزہ سمجھتا ہوں، بخدا یہ وحی "کلام مجید" ہے جو خدائے پاک و یکتا کے منہ سے نکلتا ہے، جو یقین عیسیٰ کو ان پر نازل شدہ کلام پر تھا، جو یقین کلیم کو تورات پر تھا، اور جو یقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پر تھا، میں یقین میں ان سب سے کم نہیں ہوں، جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔

تیسرے مرحلے میں اس "ہمچو قرآن" وحی پر پہلی کتابوں کی طرح ایمان لانا فرض قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

الف:...... "اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں، ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی ہے...... اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے، وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔"

(اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" ص:۲، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۰)

ب:...... "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں، جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۲۱۱، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۲۲۰)

ج:...... "میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ تورات اور انجیل اور

> موعود کے الہاموں کے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے اور کسی کتاب کو پڑھنے سے نہیں ہو سکتی۔ جو ان الہاموں کو پڑھے گا وہ کبھی بزدلی اور ناامیدی میں نہ گرے گا مگر جو پڑھتا نہیں یا پڑھ کر بھول جاتا ہے، خطرہ ہے کہ اس کا یقین اور امید جاتی رہے اور وہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے گھبرا جائے گا کیونکہ وہ سرچشمۂ امید سے دور ہو گیا، اگر وہ خدا کا کلام پڑھتا رہتا اور دیکھتا کہ خدا تعالیٰ نے کیا کیا وعدے دیئے ہیں، اور پھر ان پر دل سے یقین رکھتا تو ایسا مضبوط ہو جاتا کہ کوئی مصیبت اسے ڈرا نہ سکتی، وہی حقیقی عہد سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات پڑھے۔" (خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ "الفضل" ۱۲ اپریل ۱۹۲۸ء، قادیانی مذہب فصل چوتھی نمبر ۳۰۳ ص:۲۷۵)

میاں صاحب نے نہ صرف اس "الکتاب المبین" کی تلاوت بلکہ اس کے حفظ کی بھی ترغیب دلائی ہے اور غفلت و نسیان پر سنگین خطرات کا اظہار فرمایا ہے۔ اب میاں صاحب کے کمالات پر مرزا صاحب کے ایک حواری نے جو بلیغ تبصرہ فرمایا ہے، وہ بھی سن لیجئے:

> "جناب میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) اور ان کے حاشیہ نشین (اور ان سے پہلے خود مرزا صاحب... ناقل) جب نبوت کی چوری کر چکے تو آپ کو کتاب کی فکر ہوئی، کیونکہ نبی اور کتاب لازم و ملزوم چیزیں ہیں، گو عارضی طور پر طوطے کی طرح سے یہ رٹوا بھی دیا گیا تھا کہ حضرت ہارون کو کتاب نہیں دی گئی، اور فلاں نبی کو کتاب نہیں دی گئی، لیکن اندر سے دل نہیں مانتا تھا کہ آخر وہ نبی ہی کیا جو کتاب نہیں لایا، بلکہ میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) نے تو صاف طور پر فرما بھی دیا کہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ

رہے، اور مرید اب تک بھٹکتے پھرتے تھے۔ موعودہ جو آنے کی تھی، اپنی
جماعت کو "کتاب" بنا دیتے تو کیسی خوبی ہوتی، اور یہی البشریٰ کو
...... اس لئے اب کے سالانہ جلسے پر جناب میاں محمود احمد صاحب
خلیفہ قادیان نے کتاب کی اہمیت کو جتاتے ہوئے خود قادیان میں
حضرت مسیح موعود کے "الہامات" کو جمع کرنے کا حکم دیا، اور ساتھ ہی
مریدوں کو اس کی تلاوت کرتے رہنے کا بھی ارشاد فرمایا تاکہ ان کے
قلوب طمانیت اور سکینت حاصل کریں۔

اگر حضرت مسیح موعود "عین محمد" ہیں اور آپ کی بعثت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی "بعثت ثانی" ہے تو حضرت مسیح
موعود کی وحی بھی "عین قرآن" ہونی چاہئے، اور جو وحی بھی آپ پر
نازل ہوئی وہ "قرآن مجید" ہے۔ اور قرآن کو جو خاتم الکتب کہا گیا تھا
تو اس کا مطلب فقط اس قدر مانا جائے گا کہ اس کتاب کی مہر سے
آئندہ خدا کی کتابیں یا دوسرے لفظوں میں قرآن کے مزید حصے
نازل ہوا کریں گے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ جو محمود میاں صاحب،
حضرت مسیح موعود کے الہامات کا اب شائع کرائیں گے اس کا نام
بجائے البشریٰ کے "قرآن مجید" نہ رکھا جائے یا "القرآن" ہی رکھ
دیا جائے، کیونکہ یہی قرآن ہے جو پیرایۂ جدید میں جلوہ گر ہوا ہے
اس لئے جناب میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ اب کوئی قرآن نہیں
سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا، اور یہ بالکل درست
معلوم ہوتا ہے، اس لحاظ سے کہ مسیح موعود کی وحی جب عین قرآن
ہے، جس کا کوئی محمودی (بلکہ کوئی مرزائی بھی) انکار نہیں کرسکتا تو پھر
اب جو قرآن محمودی (بلکہ کوئی مرزائی بھی) حضرات پیش کریں گے
ضرور ہے کہ وہ پہلے قرآن کا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

نازل ہوا، اور نئے قرآن کا، جو مسیح موعود پر یا دوسرے لفظوں میں محمد
رسول اللہ صلعم کی بعثتِ ثانی میں نازل ہوا، دونوں کا مجموعہ ہونا
چاہئے، گویا عیسائیوں کی طرح ”عہد نامہ قدیم“ کے ساتھ
”عہد نامہ جدید“ بھی شامل ہوگا، جب یہ قدیم و جدید قرآن مل کر وہ
قرآن بنے گا جس کے متعلق میاں صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ایسا ہی
مکمل شدہ قرآن ہوگا۔“ (اجرائے نبوت کا فلسفہ، از: مرزا بشارت
احمد صاحب قادیانی مندرجہ اخبار ”پیغامِ صلح“ لاہور ۱۱/ جون ۱۹۳۳ء)

یہ ”قادیانی قرآن“ جسے قادیانی حضرات ”الکتاب المبین“، ”کتاب المبشرات والمنذرات“، ”وحی مقدس“، ”قرآنِ جدید“، ”ظلّی قرآن“، ”نیا قرآن“، ”عہد نامہ جدید“ وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں، ”تذکرہ“ کے نام سے اس کا جدید ایڈیشن چند سال پہلے بڑی آب و تاب اور تحقیق و تشریح کے ساتھ ”ربوہ“ سے شائع ہوا، راقم بھی اس کے مطالعے سے لطف اندوز ہوا ہے، کبھی موقع ہوا تو ان شاء اللہ اس کا تفصیلی تعارف بھی پیش کردیا جائے گا، سردست قادیانی امت سے یہ گزارش ہے کہ ابھی تک ان کی ”وحی مقدس“ کا ساتواں مرحلہ باقی ہے، جو پوری قادیانی امت پر قرضِ کفایہ ہے، وہ یہ کہ اس نئے قرآن کو ترتیبِ نزولی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے، اور اسے مختلف اجزا اور سورتوں میں ابھی تک تقسیم نہیں کیا گیا۔ دوسری بہت بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں ”کلام الٰہی“ کو انسانی کلام سے خلط ملط کردیا گیا ہے، یہ مذہبی طور پر بڑی سنگین غلطی ہے، اس سے عیسائیوں کے ”عہد نامہ جدید“ کی طرح تحریف کا دروازہ کھل جائے گا، انسانی کلام... خواہ وہ مرزا صاحب ہی کا کلام ہو... بطور تشریح یا شانِ نزول بالکل الگ ہونا چاہئے۔ الغرض ”تذکرہ“ کو ”قادیانی قرآن“ کی تفسیر کہا جاسکتا ہے مگر جو ”الکتاب المبین“ مرزا صاحب پر نازل ہوئی، ایک تو اسے بالکل معریٰ چھپنا چاہئے تاکہ میاں محمود احمد صاحب کی وصیت کے مطابق پڑھنے والے اس سے فرحت و سرور حاصل کریں۔ پھر اسے اجزا و سور پر مرتب ہونا چاہئے تاکہ مرزائی مسیح کی مرزائی امت کو اسے حفظ کرنے میں سہولت ہو۔ توقع کی جاتی

"یُخبِرُ تعالٰی اَنَّ اللّٰہَ جَعَلَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ، اَیْ اَرْسَلَہٗ رَحْمَۃً لَّھُمْ کُلِّھِمْ۔"

ترجمہ:... "اللہ تعالیٰ خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنایا، یعنی آپ کو سب کے لئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

حفیظ جالندھری نے خوب کہا ہے:

محمدؐ جس کو دُنیا صادق الوعد و امیں کہہ دے
وہ بندہ جس کو رحمٰن رحمۃ للعالمیں کہہ دے

مرزا غلام احمد، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خصائص و کمالات اور مناقب و مفاخر کو قادیان منتقل کرنے کے درپے تھے، اس لئے بزعم خود رحمۃ للعالمین بننے کے لئے موصوف نے اس آیت میں تحریف کی اور اسے اپنی ذات پر چسپاں کرلیا، حقیقۃ الوحی ص:۸۲ پر لکھتے ہیں:

"وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔ ہم نے تجھے دُنیا پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔"

مرزا صاحب نے اس تحریف سے ایک تو یہ ثابت کیا کہ رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب خاص نہیں... نعوذ باللہ... بلکہ یہ لقب تو خود مرزا کا بنتا ہے۔ دوسرے یہ کہ سورۂ انبیاء کی مندرجہ بالا آیت کا مصداق... معاذ اللہ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ مرزا جی بالقابہ ہیں۔ اسے کہتے ہیں "ایک کرشمہ دو کار" دُنیا کی قسمت کو مرزا جی کی شکل میں ایک نیا رحمۃ للعالمین دستیاب ہوا تو چودہ طبق روشن ہوگئے اور پوری اُمت مسلمہ کو "محمدی" سے بغاوت کا اعلان ہوا!

"اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دُنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو (اپنی طرف بلانا تو مرزا نے قادیان کا مشغلہ ہے یا ان کی ذریت کا وظیفہ، یہ نبی کو

جاتا ہے جو مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ بلکہ ساری دنیا
کو... جیسے قادیانی امت نے... حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف بلاتے ہیں کہ آپ ہی آخری نبی ہیں صلی اللہ علیہ
وسلم... (قادیانی) تو پہلے خود سمجھے ساری دنیا کی طرف آج وہ جو مسیح موعود
(مرزا صاحب) میں ہو کر رہتا ہے، انہی کے طفیل آج دنیا وقتوں کی
ماننے لگی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان قرب و نجات کی منزل
مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ وہی فخر الاولین و الآخرین ہے جو آج سے تیرہ
سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا، اب اپنی تکمیل تبلیغ کے
ذریعے ثابت کرنے آیا کہ واقعی آپ کی دعوت تمام ممالک و ملل عالم
کے لئے تھی صلی اللہ علیہ وسلم۔" ("الفضل" قادیان ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

دیکھا قادیانی دعوت کا ترو؟ اور قادیانی رحمۃ للعالمین کی برکات کا ظہور؟
"الفضل" کی عبارت ایک بار پھر پڑھئے اور خط کشیدہ الفاظ کے مضمرات پر غور فرمائیے۔

الف:۔ "الفضل" کا انکشاف ہے کہ مرزا جی کے آتے ہی مسلمان، مسلمان نہیں رہے، بلکہ صرف "مسلمان کہلانے والے" بن گئے، مرزا جی کا آنا تھا کہ دنیا بھر کے اولیاء و اقطاب، علماء و صلحاء اور عام مسلمانان یک جنبش قلم "کافر" اور "دائرہ اسلام سے خارج" قرار پائے، دیکھئے:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا،
یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں
مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص:۱۱۰، از مرزا بشیر احمد قمر الانبیاء قادیانی)

نوٹ: "موسیٰ، عیسیٰ اور محمد" کے الفاظ جس عدم تعظیم سے ذکر کئے گئے ہیں اس پر بھی نظر رکھئے، اور ان اولوالعزم رسولوں کے ساتھ مرزا صاحب کا بے جوڑ جوڑ لگانا بھی مد نظر رکھئے۔ قادیانی منطق یہ ہے کہ جس طرح نبی عربی علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد

صاحب زمان رسول و نبی تھے، اس وقت صرف موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا اور ان کی پیروی کرنا موجب نجات نہیں تھا، اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد وہی صاحب زمان تھے، اور موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر ایمان لانا اور ان کی شریعت پر عمل کرنا کفیل نجات نہیں تھا، ٹھیک اسی طرح مرزاجی کے دعویٰ نبوت کاذبہ کے بعد اب انہی کا زمانہ ہے اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی واطاعت کرنا موجب نجات نہیں، دوسرے الفاظ میں اب صاحب زماں رسول، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ مرزا صاحب ہیں، لہٰذا جو ان کو نہیں مانتا وہ پکا کافر ہے۔

ب:... "الفضل" کا دوسرا انکشاف یہ ہے کہ اب مرزا صاحب کا خود اختراعی دین ہی "سچا اسلام" ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین، جس کو مسلمان ہمیشہ سے مانتے چلے آئے ہیں اور اس پر عمل کرتے چلے آئے ہیں، وہ سچا اسلام نہیں۔ گویا مرزا جی کا مشن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اسلام کی تصدیق نہیں، بلکہ تکذیب و تنسیخ تھا، وہ دنیا کو یہ بتانے کے لئے نہیں آئے تھے کہ مسلمانوں کا مذہب سچا ہے، بلکہ یہ دکھانے کے لئے آئے کہ تیرہ صدیوں سے مسلمان جس دین پر عمل پیرا ہیں، وہ... معاذ اللہ... جھوٹ ہے، مثلاً عقیدۂ ختم نبوت جھوٹ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہ ملنے کا عقیدہ جھوٹ، عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا عقیدہ جھوٹ، نزولِ ملائکہ کا عقیدہ جھوٹ، وغیرہ وغیرہ۔ الغرض! مرزا صاحب کے نزدیک اسلام میں جھوٹ ہی جھوٹ ہے، جو کچھ خود انہوں نے کہہ دیا وہ سچ، باقی سب جھوٹ، اسلام کی جو بات ان کی خواہش کے خلاف ہو وہ غلط۔

ج:... "الفضل" کا تیسرا انکشاف یہ ہے کہ آج قادیانی رحمۃ للعالمین ہی کے طفیل برکتوں کی راہیں کھلتی ہیں...... اور اسی کی پیروی فلاح و نجات کی کفیل ہے۔ گویا مرزا صاحب نے آتے ہی نجات محمدیہ کی بساط لپیٹ کر رکھ دی، اب برکتوں کی راہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نہیں بلکہ مرزا صاحب کے ذریعے کھلے گی، اب مدارِ نجات حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں بلکہ مرزا صاحب کی پیروی ہے، جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے موسیٰ و عیسیٰ... علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام... کا دور ختم

ہوا اسی طرح مرزا جی کی آمد سے دور محمدی ختم ہوا۔ اب یہ مرزا جی کے رحم و کرم پر ہے کہ شریعت محمدیہ کے کسی حکم کو باقی رکھیں یا منسوخ کریں، اور قرآن کا مفہوم جو چاہیں بیان کریں۔ قادیانی امت کے لئے اس سے بڑھ کر رحمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسے تیرہ سو سال پرانے رحمۃ للعالمین کی جگہ نیا تازہ رحمۃ للعالمین، نیا تازہ قرآن اور نیا تازہ دین مل جائے...؟

۵:... "الفضل" کا چوتھا انکشاف یہ ہے کہ وہ... مرزا صاحب... وہی فخر الاولین والآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔ ہمارے ناظرین کو اس فلک پیما ترقی پر تعجب نہیں ہونا چاہئے، قادیانی امت القاب کے عطیوں میں بڑی فیاض ہے، مرزا صاحب تو خیر پھر مرزا صاحب تھے، ان کے گھر کوئی "مولود مسعود" پیدا ہوتا تو وہ بھی فخر رسل، قمر الانبیاء، مظہر الحق والعلاء، اور گویا خدا آسمان سے اتر آیا، کے عظیم القاب پر فائز ہوتا تھا۔

لطیفہ:... ۱۸۸۶ء میں مرزا جی جب پہلے پہل الہامی اکھاڑے میں اتر کر مبارزت طلب ہوئے تو ایک اشتہار شائع کیا، جس میں دیگر الف لیلوی پیش گوئیوں کے علاوہ اپنے یہاں ایک "مولود مسعود" "عمانوئیل عرف چراغ دین" کی پیدائش کی خوشخبری سنائی، ...مرزا صاحب کی اہلیہ ان دنوں امید سے تھیں... اور بیسیوں صفحے اس کے القاب و مناقب میں سیاہ کیا۔ مرزا صاحب ساری عمر اس "رحمۃ اللہ" کے لئے چشم براہ رہے مگر آخری لمحہ حیات تک ان سے یہ طے نہ ہو سکا کہ وہ دین کا چراغ کب روشن ہوا اور کب گل ہوا، تماشائے قدرت یہ کہ مرزا صاحب اپنے جس لڑکے پر اس خوشخبری کو فٹ کرتے، اس کی زندگی کا چراغ کچھ دن بعد گل ہو جاتا۔ بالآخر ۱۹۰۸ء میں خود مرزا جی کا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا، مگر "عمانوئیل" کو نہ آنا تھا نہ آیا، وقد خاب من افتریٰ۔ اندریں صورت اگر قادیانی امت اپنے مراقی مسیح کو رحمۃ للعالمین، فخر الاولین والآخرین، باعث تخلیق کائنات ایسے القاب سے نوازے تو کیوں تعجب کیجئے؟ البتہ اہل عقل و فہم کو قادیانی امت سے یہ سوال کرنے کا حق ہے کہ حکیم غلام مرتضیٰ کے گھر محترمہ چراغ بی بی مرحومہ کے بطن سے پیدا ہونے والا غلام احمد نامی بچہ تیرہ سو برس پہلے آنے والا "رحمۃ للعالمین" کس منطق سے بن گیا؟ کیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے تیرہ سو برس بعد پیدا ہوئے؟ یا یہ عجیب و غریب بچہ اپنی پیدائش سے تیرہ سو برس پہلے پیدا ہوچکا تھا؟ جب دو شخصوں کے سن ولادت کے درمیان تیرہ سو برس کا فاصلہ ہے، ایک تیرہ سو برس پہلے اور دوسرا تیرہ سو برس بعد آتا ہے تو آخر ”وہ وہی“ کیسے ہوگیا؟ مرزا صاحب تو خیر اعصابی و دماغی مریض تھے، مراقی دورے میں اگر ان کے قلم و دہن سے ایسی ”معرفت کی باتیں“ نکلیں تو اہل عقل کو چنداں تعجب نہیں ہوگا، بلکہ انہیں ”مرفوع القلم“ سمجھ کر درگزر کیا جاسکتا ہے، مگر سوال یہ ہے کہ پوری کی پوری قادیانی امت بقائمی ہوش و حواس، آواگون کے عارضے میں کیوں مبتلا ہے...؟

لطیفہ:... مرزا صاحب نے آخری عمر میں قادیانی امت کے لئے بہشتی مقبرے کا محکمہ قادیان میں کھولا تھا... تقسیم کے بعد وہ ربوہ میں منتقل ہوگیا... جو قادیانی صاحبان اس بہشتی مقبرے میں جگہ خریدنا چاہیں، قادیانی شریعت میں اس کی قیمت کل آمدنی کا ۱/۱۰ ادا کرنا پڑتی ہے، خریدار کی طرف سے جو وصیت نامہ اس کے لئے لکھا جاتا ہے، اس میں خصوصیت کے ساتھ یہ الفاظ درج کئے جاتے ہیں: ”میں مسمّی .... بقائمی ہوش وحواس...... وصیت کرتا ہوں...... الخ۔“ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان بھولے بھالے جنت کے خریداروں کی ”قائمی ہوش وحواس“ مرزا صاحب کے الٹے تلٹے دعووں کو پڑھتے وقت کدھر چلی جاتی ہے؟ خود اسی بہشتی مقبرے کو لیجئے! ان بے چاروں نے بھی ”بقائمی ہوش وحواس“ اس پر بھی غور کیا کہ کیا قبر فروشی کی یہ اسکیم پہلے بھی کسی نبی نے جاری کی تھی؟ اور یہ کہ بہشتی مقبرے کا انکشاف تو مرزا صاحب کو قادیان میں اپنے باغ کے ایک حصے میں ہوا تھا، اب وہ قطعۂ زمین قادیان سے ربوہ میں کیسے منتقل ہوگیا...؟

کیا مرزا صاحب کی رحمۃ للعالمینی کا کرشمہ یہ بھی ہے کہ جو شخص ان کے دامانِ رحمت سے وابستہ ہوجائے وہ دین و دیانت کے ساتھ عقل و فہم اور دانش و خرد سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے؟!

مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں بڑے طمطراق سے کہا ہے کہ آج فلسفہ و عقل کی ترقی کا دور ہے، اس میں فلاں اسلامی عقیدہ قبول نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ان

میں عکرمہ، ضحاک، حسن، سفیان بن عیینہ وغیرہ سے اس کے معنی "یا انسان!" کے مروی ہیں۔ زید بن اسلم کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اور ابوبکر وراق کہتے ہیں کہ "یا" حرف ندا ہے، اور "س" "سید البشر" کا مخفف ہے، اس سے یٰسٓ کے معنی ہوئے: "اے سردار اولاد آدم" مرزا صاحب نے بھی غالباً یہی معنی لے کر یٰسٓ کا ترجمہ "اے سردار!" کیا ہے، گویا سید البشر اور سید اولاد آدم اب مرزا صاحب ہوئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے یہ خطاب بھی مرزا سے قادیان کو منتقل ہوگیا، نعوذ باللہ...!

سوم:... قرآن مجید میں یٰسٓ کے بعد "وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ" ہے، جس میں قرآن حکیم کی قسم کھائی گئی ہے، اور اگلی آیت: "اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ" اس قسم کا جواب ہے، مگر مرزا صاحب نے تحریف لفظی کرکے "وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ" کی آیت حذف کردیا، اور جواب قسم بغیر قسم کے ذکر کردیا۔

چہارم:... قرآن کریم میں: "تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ" کی آیت قرآن حکیم سے متعلق ہے، اور مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن عزیز و رحیم خدا کی جانب سے نازل شدہ ہے، مگر مرزا صاحب خود اپنے آپ کو نازل شدہ سمجھ بیٹھے، اور اس آیت کو بھی اپنی صفت قرار دے کر یہ ترجمہ کیا: "اس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔"

پنجم:... نبوت و مسیحیت اور وحی و الہامات کے پردے میں قرآن کریم پر یہ تحریفی مشق ستم تو مرزائے قادیان کے مراق کا "جو غالباً مالیخولیا کی حد تک پہنچا تھا۔" ادنیٰ کرشمہ ہے، اس پر کس سے فریاد کی جائے؟ بلکہ مناسب ہوگا اگر یہاں قادیانی مرزا جی (متنبی) کے مراق کی وجہ اُن کے نیازمندوں نے کمال عقیدت سے مرتب کیا ہے، ایک جھلک دیکھ لی جائے۔

قادیانی اُمت کے "قمر الانبیاء" جناب مرزا بشیر احمد صاحب "سیرۃ المہدی" حصہ دوم صفحہ نمبر: ۵۵ پر رقم طراز ہیں:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) اپنی جسمانی عادات
میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی
کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی
طرف ہو جاتی۔ اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا
تھا۔ (اور اگر حسن اتفاق سے اس قسم کے کئی لطیفے بیک وقت جمع
ہو جائیں تو پورا کارٹون تیار ہو جاتا ہوگا... ناقل) اور بعض اوقات کوئی
دوست حضور کے لئے گرگابی (انگریزی جوتا) ہدیۃً لاتا تو آپ
بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے، اور بایاں دائیں
میں، چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتا پہنتے تھے (اور اس
کی ایڑی فوراً بٹھا دیتے تھے... ناقل) اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال
تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتا لگتا ہے کہ کیا
کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے
نیچے آ جاتا ہے۔ (مقام شکر ہے کہ کھانے اور کنکر کے درمیان تمیز
کرنے کی حس تو باقی تھی، ورنہ خدانخواستہ آپ کا مرتبہ عالی الوہیت
و نبوت سے بھی آگے نکل گیا ہوتا... ناقل)۔"

ایک دوسرے نیازمند لکھتے ہیں:

"آپ کو (یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو) شیرینی
سے بہت پیار ہے، اور مرض بول بھی آپ کو عرصے سے لگی ہوئی ہے،
اسی زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے
تھے، اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے (ماشاء اللہ!
پھر قران السعدین کے کیا کہنے؟ اول تو مٹی کے ڈھیلوں اور گڑ
کے ڈلیوں کا جیب میں... اور وہ بھی مسیح موعود کی جیب میں... عجب سا
ہی خوش ذوقی کی اچھی علامت ہے، اور جب دونوں کو ایک ہی جیب

مجھے جو بات کہنی ہے وہ یہ ہے کہ مرزائے قادیان سورۂ یٰسین کی زیر بحث آیتوں کو تحریفی سانچے میں ڈھال کر اپنی ذات پر چسپاں کرتے ہیں، ایک لمحے کے لئے فرض کر لیجئے کہ ان آیات کا مصداق مرزا جی کی ذات گرامی ہے، اور ان کو واقعی ان کے حامی خدا نے "اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ" کا بلند پایہ خطاب دیا ہے، اس فرض محال کے بعد دیکھئے کہ اس سے مرزا صاحب کے دعویٔ نبوت کی تصدیق ہوتی ہے یا تکذیب نکلتی ہے؟ اس پر غور کرنے کے لئے صرف دو نکتے ذہن میں رکھئے:

اوّل:... یہ کہ قادیانی اُمت کی محمودی قادیانی شاخ ربوی جماعت کے نزدیک مرزا صاحب غیر مستقل اور غیر تشریعی نبی تھے۔

دوم:... یہ کہ مرزائی اُمت کو مسلّم ہے کہ یہ آیات قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی "اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ" کے اوّلین مخاطب ہیں، اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظلی بروزی اور غیر تشریعی نبی نہیں بلکہ حقیقی، مستقل اور ناسخ شریعت سابقہ رسول تھے۔

اب اگر "اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ" کی آیت مرزا جی پر بھی اسی طرح صادق آتی ہے جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر، تو قادیانی اُمت کو دو باتوں میں سے ایک تسلیم کرنا ہوگی، یا یہ کہ مرزا صاحب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مستقل اور ناسخ شریعت رسول تھے، یا اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مرزا جی کی طرح غیر تشریعی اور غیر مستقل رسول تھے۔ قادیانی اُمت کا یہ دوغلاپن کیسا عجیب ہے کہ ایک طرف تو ان تمام آیات کو، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں، مرزا صاحب پر چسپاں کیا جائے اور دوسری طرف مرزا کے صاحب شریعت رسول ہونے کا انکار کیا جائے۔ آپ نے قرآن کا اعجاز دیکھا؟ مرزائی آیات قرآن کو تراش خراش کر اپنے اوپر منطبق کرنا چاہتے ہیں، مگر آیت رسالت کا جامہ ان کے "بونے قد" پر کسی طرح درست نہیں آتا۔ ساڑھے چھ فٹ کے جوان کا کرتا کسی ننھے بچے کو پہنا دیا جائے تو ایک تماشا ضرور بن جائے گا، مگر اس سے وہ ننھا سا بچہ کا جوان نہیں بن سکتا ہے؟ اب قادیانی اُمت "اِنَّکَ لَمِنَ

المحمود المنون“ کے جامے کو جو چودہ سال کی ریاضت و محنت کے لئے تیار کیا گیا ہے، تاویل کی قینچی سے کاٹ کر اپنے ”بروزی نبی“ کے ساتھ پورا اتارنے کی کوشش کرنے کی بجائے عقلاء دیکھ کر یہی کہیں گے کہ:

من انداز قدت را می شناسم
بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

قادیانی مقام محمود:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات وخصائص میں سے ”مقام محمود“ ایک عظیم الشان عطیۂ ربانی ہے، جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ذیل کی آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے:

”وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔“ (بنی اسرائیل:۷۹)

ترجمہ: ”اور تھوڑی سی رات کو تہجد پڑھا کر ساتھ قرآن کے، یہ حکم (اضافہ) ہے واسطے تیرے، شتاب ہے کہ بھیجے تجھ کو پروردگار تیرا مقام محمود میں۔“ (ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحبؒ)

شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ ”موضح القرآن“ میں فرماتے ہیں: ”یعنی نیند سے جاگ کر (تہجد میں) قرآن پڑھا کر، یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھ کو مرتبہ (سب سے) بڑا دینا ہے۔“ مقام محمود کی تفسیر متواتر احادیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ اس سے مراد شفاعت کبریٰ کا وہ مقام ہے جو قیامت کے دن تمام انبیائے کرام علیہم السلام میں سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگا، اور اس میں رونق افروز ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امتوں کی شفاعت فرمائیں گے، یہ مرتبہ تمام اولین وآخرین کے لئے باعث صد رشک ہوگا، سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وستائش میں رطب اللسان ہوں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محمدیت ومحمودیت علی رؤس الاشہاد عالم آشکارا ہوجائے گی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر منصب و مقام اور ہر خصوصیت و کمال پر ہاتھ صاف کرنے کا شوق تھا، اس لئے موصوف نے آیت بالا میں لفظی و معنوی تحریف کرکے بذریعہ الہام اسے بھی اپنی ذات پر چسپاں کرلیا۔ "حقیقۃ الوحی" کے صفحہ:۱۰۲ پر لکھتے ہیں: "اراد اللّٰہ ان یبعثک مقاما محمودا" (خدا نے ارادہ کیا ہے جو تجھے وہ مقام بخشے جس میں تو تعریف کیا جائے)۔

مرزا صاحب کی الہامی تحریف کا کرشمہ دیکھئے کہ قرآن کریم اور احادیث متواترہ میں یہ مقام اولین و آخرین میں سے صرف حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص کیا گیا تھا، مگر ـــــ مرزا صاحب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف ہٹا کر خود اس پر زبردستی قابض ہوگئے۔ لطف یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ فرمایا گیا تھا کہ تہجد کی پابندی کیجئے، اس کے انعام میں آپ کو یہ منصب عطا ہوگا، مگر مرزا جی پر خدا کی ایسی مہربانی ہوئی کہ ان کو بلا کسی شرط اور پابندی کے یہ "مقام محمود" مفت میں ہبہ کردیا گیا۔ فرمائیے! کس کا مرتبہ اونچا رہا؟... نعوذ باللہ... اس پر طرہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ اللہ کی وعدہ لفظ "عسیٰ" کے ساتھ کیا گیا، جو "توقع" کے لئے آتا ہے... اور شاہی محاورات میں پختہ وعدہ کا مفہوم دیتا ہے... مگر مرزا صاحب صرف "عسیٰ" اور "لعل" پر قانع نہیں رہے، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر صاف صاف "اراد اللّٰہ"... خدا نے ارادہ کیا ہے... کی سند لے آئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو اس مقام کا حصول متوقع ہے، مگر مرزا جی کے لئے صرف توقع نہیں بلکہ کھلے لفظوں میں ارادۂ خداوندی کا دوٹوک فیصلہ سنایا جاچکا ہے، ان دونوں مرتبوں میں جو واضح فرق ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں، قادیانی دین میں چونکہ مرزا صاحب کا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فائق ہے اس لئے مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی خصوصیت کو اپنی جانب منسوب کرتے ہیں تو اس میں کچھ اضافے بھی فرمالیتے ہیں تاکہ ان کی بلندی و برتری نمایاں ہوسکے... استغفر اللہ...

رہا یہ سوال کہ مرزا صاحب نے "مقام محمود" سے کیا مراد لیا؟ سو اس کی تفصیل بڑی دلچسپ اور عبرت آموز ہے۔ مختصر یہ کہ مرزا صاحب کے قریبی اعزہ میں ایک صاحب

مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری تھے۔ ان کی بڑی صاحبزادی محمدی بیگم سے مرزا صاحب کو تعلق خاطر تو نہ جانے کب سے پیدا ہوا، تاہم ان کی تحریروں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ابھی وہ آٹھ نو برس کی معصوم بچی تھی کہ مرزا صاحب کی نظر عنایت اس کی جانب مبذول ہو چکی تھی، اور انہوں نے بذریعہ الہامات اس مقصد کے لئے شادی کے تقاضے شروع کر دیئے تھے، لکھتے ہیں:

> "کئی سال ہوئے ہم نے اس کے متعلق مجملاً ایک پیش گوئی کی تھی ..... وہ پیش گوئی اس پیش گوئی کا ایک شعبہ تھی یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال تھی ... پہلی پیش گوئی اس زمانے کی ہے جبکہ وہ لڑکی ہنوز نابالغ تھی ... یعنی اس زمانے میں جبکہ اس کی لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی۔"
>
> (تبلیغ رسالت ج:۱ ص:۱۱۹)

مگر ان الہامات میں اصل مدعا محذوف ہوتا تھا اور مرزا صاحب کے مافی الضمیر کی خبر ان کے سوا کسی کو نہیں تھی، گویا "معنی شعر در بطن شاعر" کا مضمون تھا، مرزا صاحب دل کا مدعا زبان پر لانا چاہتے تھے مگر اس کے لئے کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھے، حسن اتفاق سے لڑکی کے والد مرزا احمد بیگ صاحب کو ایک ہبہ نامے پر دستخط کرانے کے لئے مرزا صاحب سے غرض ہو پڑی، مرزا صاحب کے لئے اس سے بہتر اور موزوں موقع اور کیا ہو سکتا تھا کہ شاہین ان کے پنجرے میں آچکا تھا، اور مقصود خود چل کر ان کے دروازے پر آگیا تھا، ظاہر تھا، مرزا صاحب نے غالباً محسوس کیا کہ ذرا "پھونک پھونک کر قدم رکھو" کی ضرورت ہے، بات کی بڑی خفیا قسم کی وقاحت ہے، اس کا خطرہ پڑے گا، اس لئے اس نازک موقع پر صاف صاف اظہار مدعا کی تو ابھی جرأت نہ ہوسکی، مگر وقت اتنی غنیمت سمجھا کہ ان سے احسانات و مدارات بدلی جائے، چنانچہ ان کو بھی جواب دیا گیا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت جناب الٰہی میں استخارہ کر لینے کی ہے، اس معاملے میں بھی ہم جناب الٰہی سے استخارہ اور مشورہ طلب کریں گے، اور ان شاء اللہ استخارے کے بعد ہم ضرور دستخط کر دیں گے، بہرحال ہماری جانب سے آپ کی مدد میں کسی طرح کی کوتاہی کب

ہوئی، اور آپ کے اخلاقِ کریمانہ سے اُمید ہے کہ اگر بااشارۂ الٰہی کبھی آپ کی نصرت کی ضرورت پیش آئے تو آپ بھی دریغ نہیں کریں گے۔ مرزا احمد بیگ، مرزا صاحب کے وعدوں کی حقیقت سے آشنا تھے، انہیں یقین نہ آیا اور انہوں نے کہا کہ: میری طرف سے وعدہ خلافی نہ ہوگی، آپ بھی وعدے کا خلاف نہ کریں۔ یہ باہمی معاہدہ مرزا صاحب نے "آئینہ کمالاتِ اسلام" صفحہ:۲۸۶ میں خط کشیدہ الفاظ میں درج کیا ہے، اس کی تشریح ہم نے "اجتہاد" سے کی ہے۔ تاہم اس معاہدے کی تشریح اگر کوئی اُمتی اس سے بہتر کردے تو ہم مرزا صاحب کی طرح اپنے "غلط اجتہاد" پر بے جا اصرار نہیں کریں گے، بلکہ غلطی معلوم ہونے پر فوراً رجوع کرلیں گے۔ اس اجمالی وعدہ معاہدہ کے بعد مرزا احمد بیگ خالی ہاتھ اپنے گھر لوٹے تو مرزا صاحب نے بلاتوقف ان کے پیچھے ایک خط بھیج دیا۔ (یہاں مرزا صاحب کے بیانات میں کچھ جھول ہے، ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں لکھا ہے کہ: "مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا" (تبلیغ رسالت ج:۱ ص:۱۱۶) اور "آئینہ کمالات" میں لکھا ہے کہ: "وہ چلا گیا اور میں نے اپنے حجرے کا قصد کیا...... خدا کی قسم مجھے اس سے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا جتنا جوتے کے تسمے باندھنے یا پالان کے کسنے میں صرف ہوتا ہے کہ خدا نے مجھ پر وحی فرمائی۔۔۔الخ")۔ کہ استخارے میں الہامِ ربانی یوں ہوا کہ ہبہ نامے پر ضرور دستخط کئے جائیں مگر شرط یہ ہے کہ آپ اپنی دخترِ کلاں محمدی بیگم کا رشتہ مجھے دیں، اور پھر خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے کرشمے دیکھو۔ مزید برآں بہت سے وعدے وعید اور بھی فرمائے۔ خط کا متن حسبِ ذیل تھا:

مکرمی مخدومی اخویم احمد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ابھی ابھی مراقبے سے فارغ ہی ہوا تھا کہ یکایک غنودگی سی ہوئی، اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمد بیگ کو مطلع کردے کہ وہ بڑی لڑکی کا رشتہ منظور کرے، یہ اس کے حق میں ہماری جانب سے خیر و برکت ہوگا، اور ہمارے انعام و اکرام بارش کی طرح اس پر

نازل ہوں گے اور تنگی اور سختی اس سے دور کر دی جائے گی، اور اگر
انحراف کیا تو سوء عذاب ہوگا، اور ادبار و فقر سے بچ نہ سکے گا۔

اور میں نے اس کا حکم پہنچا دیا تا کہ اس کے رحم و کرم سے
حصہ پاؤ اور اس کی بے بہا نعمتوں کے خزانے تم پر کھولے جائیں، اور
میں اپنی طرف سے تو صرف یہی عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کا ہمیشہ
ادب و لحاظ ہی ملحوظ رکھتا ہوں اور آپ کو ایک دین دار اور ایمان دار
بزرگ تصور کرتا ہوں، اور آپ کے حکم کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں، اور
بیع نامے پر جب لکھو حاضر ہو کر دستخط کر جاؤں اور اس کے علاوہ
میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے، عزیز محمد بیگ کے لئے پولیس
میں بھرتی کرنے اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش و سفارش کر لی ہے،
تا کہ وہ کام پر لگ جاوے، اور اس کا رشتہ میں نے ایک بہت امیر
آدمی (کے یہاں) جو میرے عقیدت مندوں میں ہے تقریباً کر دیا
ہے، اور اللہ کا فضل آپ کے شامل حال ہو، فقط

خاکسار غلام احمد عفی عنہ لدھیانہ اقبال گنج

مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء"

(قادیانی مذہب فصل ۸، نمبر ۲۸، ص ۴۷۳ تا ۴۷۶ بحوالہ
نوشتہ غیب مؤلفہ ایم ایس خالد صاحب وزیر آبادی)

مرزا صاحب کا یہ خط اخبار "نور افشاں" ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء میں چھپا تھا اور مرزا
صاحب نے اسے تسلیم کرتے ہوئے اعتراف کیا ہے کہ یہ خط محض ربانی اشارے سے لکھا
گیا تھا۔ (تبلیغ رسالت ج ۱، ص ۱۱۵)

کسی شخص سے اس کی لڑکی کے رشتے کی درخواست کوئی انہونی بات نہیں جس کا
تماشا بنایا جائے۔ مگر مرزا صاحب اوّل تو مجمع الامراض تھے، سن مبارک بھی پچاس سے متجاوز
تھا، اس پر طرہ یہ کہ وہ الہام، وحی، مسیحیت اور نبوت کے دعووں میں مسیلمہ کذاب سے بھی

"الہام" کی شکل میں ظاہر ہوتے تھے اور مرزا صاحب اپنی خوش فہمی سے انہیں "خدائی وحی" سمجھ لیتے تھے، یوں بھی شیطان اور انسانوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے، ورنہ خدا نے کبھی اتنے نکمے نہیں ہوتے کہ خدا کے قطعی حکم کے بعد بھی انہیں "بار بار توجہ" کی ضرورت پیش آئے اور اس کے بعد بھی معاملہ ہاتھ نہ آئے۔ ناقل) تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی، ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔ اور بے دینوں کو مسلمان بنا دے گا، اور گمراہوں میں ہدایت پھیلا دے گا، چنانچہ عربی الہام اس بارہ میں یہ ہے: "کذبوا بآیاتنا وکانوا بھا یستھزؤن، فسیکفیکھم اللہ ویردھا الیک، لا تبدیل لکلمات اللہ، ان ربک فعال لما یرید، انت معی وانا معک، عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔" یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے، سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں، تمہارا مددگار ہوگا، اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا، کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے، تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے، تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں، اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔ یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ (آگے چل کر واضح ہوگا کہ مراد ان سے مرزا کی امت ہے۔ ناقل) بدباطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں، لیکن آخر خدا تعالیٰ کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے، اور سچائی کے

کھانے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔"

(تبلیغ رسالت ج:۱۰ ص:۱۳۶)

ان مختصر اقتباسات سے واضح ہوا کہ مرزا صاحب کا "مقام محمود" محترمہ محمدی بیگم سے عقد ہوتا تھا، اور "مقام محمود" کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے ہر جتن کئے، ترغیب و ترہیب کے سارے حربے استعمال کئے، سفارشیں کرائیں، منتیں اور خوشامدیں کیں، دعائیں اور الہام کا کام بھی دیا، نوکری دلانے کے وعدے کئے، قسمیں کھائیں، ہاتھ جوڑے، ناک رگڑی، اپنی جگ ہنسائی کرائی، اپنا گھر اجاڑا، بیوی کو طلاق دی، بیٹوں کو عاق کیا، بہو کو طلاق دلوائی، الغرض! جو کچھ کیا اس کی تفصیل کے لئے ایک دفتر بھی ناکافی ہے، کہ:

حسن ایں قصۂ عشق ست در دفتر نے گنجد

یا للعجب! مرزا صاحب نے اس کے لئے وہ طوفان برپا کیا کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتے، مگر افسوس کہ ان کو یہ "مقام محمود" مرتے دم تک نصیب نہ ہوا، ان کی چیخ و پکار، نالہ و فریاد، جوڑ توڑ، وعدے وعید، شیخی، تعلّی، تحدّی آمیز دعوے اور پے در پے الہامات سب ہبا ہوا ثابت ہوئے، بالآخر اس رشتے کی حسرت وصل ان کے ساتھ قبر میں دفن ہوئی، اور یہ "ہما" ان کے دام عقد میں تو کیا آتی، کبھی ان کے منارۂ مسیح پر بھی سایہ فگن نہ ہوئی، آہ!

ھنیئاً لارباب النعیم نعیمھم

وللعاشق المحروم ما یتجرع

یعنی ارباب نعمت کو نعمت مبارک ہو، بدنصیب عاشق کی قسمت میں غم و غصے کے سوا کچھ نہیں... شعر میں "مسکین" کے لفظ کو "محروم" سے بدلنے پر معذرت خواہ ہوں، کہ مقتضائے حال یہی تھا.....

علماء نے لکھا ہے کہ خرق عادت کی کئی قسمیں ہیں، اگر ایک چیز خرق عادت کے طور پر کسی سچے نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو "معجزہ" ہے، کسی متبع سنت ولی اللہ کے ہاتھ سے ظاہر ہو تو "کرامت" ہے، کسی عام مؤمن کے لئے ظاہر ہو تو "معونت" ہے، کسی فاسق یا کافر کے ہاتھ سے اس کی غرض کے موافق ظاہر ہو تو "استدراج" ہے، فاسق یا کافر کے

لئے جس کی غرض سے خلاف ظاہر ہو تو "اہانت" ہے، اور کسی شعبدہ باز کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو "سحر اور شعبدہ" ہے، ذہن اس طرح متعلقہ بحث کرامت کے، جبکہ بعض حضرات سحر کو خرقِ عادت میں شمار نہیں کرتے۔

مرزا صاحب کے پیشرو مسیلمہ کذاب سے بھی اہانت کے طور پر کئی خرقِ عادت واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ ایک عورت نے اس سے درخواست کی کہ محمد... صلی اللہ علیہ وسلم... کی دعا سے پانی کنوؤں میں جوش مارتا ہے، آپ بھی ہمارے نخلستان وغیرہ کے لئے دعا کیجئے۔ پوچھا: وہ کیا کرتے ہیں؟ کہا: ڈول میں کلی کرکے پانی کنوئیں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس نے بھی یہی کیا تو اس کا اثر یہ ہوا کہ جس قدر پانی کنوئیں میں پہلے سے موجود تھا، وہ بھی سوکھ گیا۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نقالی کرتے ہوئے کسی آشوب زدہ کی آنکھ میں تھوک لگایا تو وہ اندھا ہو گیا۔ ایک بار بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا کہ دودھ زیادہ ہو جائے مگر دودھ بالکل ہی خشک ہو گیا۔

ایک عورت نے شکایت کی کہ میرے بہت سے لڑکے مر چکے ہیں، اب صرف دو ہی باقی رہ گئے ہیں، ان کی درازیٔ عمر کی دعا کیجئے۔ اس نے چھوٹے لڑکے کے لئے چالیس برس عمر کی پیش گوئی کی، عورت گھر آئی تو بڑا لڑکا کنوئیں میں گر کر مر چکا تھا، اور چھوٹا لڑکا جس کی چالیس برس عمر بتائی تھی نزع کی حالت میں تھا۔ ([illegible] ج:۱ ص:۱۹۴)

ایک بار کسی یک چشم نے درخواست کی کہ آپ اللہ کے نبی ہیں، دعا کیجئے میری آنکھ ٹھیک ہو جائے، اس نے ہاتھ پھیرا تو دوسری آنکھ کی بصارت بھی جاتی رہی۔ (ایضاً)

اللہ تعالیٰ کی جانب سے جھوٹے مدعیانِ نبوت کی اہانت و تکذیب کے واقعات جمع کئے جائیں تو ایک مستقل مقالے کا موضوع ہے، یہاں تو ہمیں مرزا صاحب کے "مقام محمود" سے غرض ہے۔ ذرا غور فرمایئے کہ ایک ایسا شخص جو بزعم خود خاندانی رئیس ہے، اپنے قریبی اعزہ میں ایک معمولی رشتہ طلب کرتا ہے، اپنی ہزاروں لاکھوں کی جائیداد اس کی بیاہتا دلہن کے نام منتقل کر دینے کا وعدہ کرتا ہے، اسے بڑی آسائش و راحت دلانے کی تسلی دلاتا ہے، کبھی لڑکی کے والدین کو دھمکیاں دیتا ہے، اور کبھی لڑکی کے سسرال کو کہ اگر یہ رشتہ کیا تو

مرجاؤ گے، لٹ جاؤ گے، تمہارا گھر اجڑ جائے گا، تم پر مصائب ٹوٹ پڑیں گے، تمہیں ایسی ذلت وخواری نصیب ہوگی کہ دنیا اس سے عبرت پکڑے گی۔ اس کے لئے حکم خداوندی کے حوالے بڑے اصرار و تکرار کے ساتھ دیتا ہے، اس پر بار بار مؤکد بحلف قسمیں کھاتا ہے، اسے "مقام محمود" قرار دیتا ہے، صرف اسی ایک واقعے کو اپنے صدق وکذب کی کسوٹی بناکر تمام دنیا کو چیلنج کرتا ہے۔ الغرض! اس رشتے کے لئے اپنے تمام مادی وروحانی وسائل جھونک دیتا ہے، پس مدۃ العمر نہ وہ رشتہ میسر آتا ہے، نہ اس کی کشت تمنا بار آور ہوتی ہے، بلکہ بھری دنیا اس کے بصد حسرت ویاس دنیا سے رخصت ہونے کا تماشا دیکھتی ہے، یقیناً یہ انسانی تاریخ کا ایک منفرد اور خرق عادت حادثہ ہے، جو ایک بر خود غلط مدعی نبوت کی اہانت وتذلیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔

میر صاحب کا لطیفہ سنا ہوگا، انہوں نے کبھی جمعہ کے وعظ میں مولوی صاحب سے سن لیا تھا کہ تہجد کی نماز سے چہرے پر نور آتا ہے۔ میر صاحب نے اس نسخے کی آزمائش کا فوراً عزم کرلیا، موسم سرد تھا، رات میں وضو کرنا مشکل نظر آیا تو رخصت تیمم پر عمل کیا، اور سیدھے توے پر دو ہاتھ مار کر مشغول تہجد ہوگئے۔ صبح ہوتے ہی بیگم صاحبہ سے فرماتے ہیں کہ: رات ہم نے تہجد پڑھی تھی، ذرا دیکھو! آج ہمارے چہرے پر کتنا نور ہے؟ نور اور نورانی چہرے کا تجربہ بیگم صاحبہ کے لئے بالکل نیا تھا، وہ اس کے رنگ وروپ کی تشخیص سے قاصر تھیں، اس لئے جواب دیا کہ اگر نور کالے رنگ کا ہوتا ہے تو پھر ماشاء اللہ نور گھٹائیں باندھے آرہا ہے...!

اگر قادیانی اصطلاح میں "مقام محمود" بھی اسی "کالے رنگ" کا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب خدا کے الہام سے پیش گوئی فرمایا کریں، اور خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے پیش گوئی پوری ہونے کا راستہ بطور خرق عادت بند کردیا کریں، تو قادیانی امت کو مبارک ہو کہ ان کے نبی کی اہانت کے لئے اسی قسم کی خرق عادت کا تماشا اللہ تعالیٰ نے بار بار دنیا کو دکھایا، مثلاً:

الف:... ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پہلی پیش گوئی میں مرزا صاحب نے بڑے

طمطراق سے تحدی آمیز دعویٰ کیا تھا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ایک "مصلح موعود" لڑکے کی بشارت دی ہے، اور اس کی الہامی صفات بھی ذکر فرمادی ہیں (دیکھئے "مجموعہ اشتہارات" ج:۱ ص:۱۰۰، "تبلیغ رسالت" ج:۱ ص:۵۹، ۶۰)۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماشا بھی دیکھئے کہ مرزا صاحب نے اسے اپنے جس لڑکے پر چسپاں کیا، وہ چل بسا، پہلے بشیر اول پر لگایا تو وہ رخصت ہوا، پھر تیرہ سال بعد مبارک احمد پر لگایا تو اس نے زندگی سے ہاتھ دھو لئے، بالآخر مرزا صاحب اس ذوق و شوق اور تمنا کی راہ تکتے تکتے دنیا سے رخصت ہوگئے، اور "مصلح موعود" سے متعلق لاف و گزاف ان کی کذب بیانی کا ابدی ذخیرہ بن کر رہ گیا۔

جب مرزا صاحب، عبداللہ آتھم عیسائی سے پندرہ دن تک مناظرہ کرتے رہے، اور جب دیکھا کہ اس شاطر پادری سے مقابلے کی طاقت بالکل نہیں تو وہی "الہامی پیش گوئی" کا حربہ آزمایا اور اعلان کردیا:

> "آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جبکہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر... تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے...... اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے، وہ انہی دنوں مباحثے کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ (دوزخ) میں گرایا جائے گا، اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی، بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے، اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی، اور اس وقت جب یہ پیش گوئی ظہور میں آوے گی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے، اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے، اور بعض بہرے سننے لگیں گے... میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے

آپ نے ان کے مرض کو "کاربنکل" "گلے کے پیچھے پھنسی" اور "ذات الجنب" کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: "قادیانی مذہب" طبع پندرھویں نمبر:۲۲۔

۵:... آخری عمر میں مرزا صاحب نے اپنی خوشخبری دی تھی کہ انہیں ایک پاک لڑکا دیا جائے گا جس کا نام "یحییٰ" ہوگا، اور وہ ظل مطیع ہوگا، احمد کی شبیہ کا ہوگا (البشریٰ ج:۲ ص:۱۳۶)۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی اہانت کے لئے انہیں بے مراد دنیا سے رخصت کیا۔

۶:... مرزا صاحب نے اپنے مرید میاں منظور محمد کی اہلیہ کے بطن سے بشیر الدولہ، عالم کباب نامی لڑکے کی ولادت کی خوشخبری دی (البشریٰ ج:۲ ص:۱۰۰)۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی اہانت کے لئے اس خاتون ہی کو دنیا سے اٹھالیا کہ نہ وہ خاتون رہی، نہ عالم کباب آئے۔

۷:... مرزا صاحب نے اپنے برگشتہ مرید ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی کے مقابلے میں اسے فرشتوں کی تلواریں دکھائیں اور خود اس کے مرنے کی پیش گوئی کی، مگر اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی اہانت کے لئے ڈاکٹر صاحب کو زندہ رکھا اور مرزا صاحب کو دارالجزاء میں طلب کرلیا۔

۸:... مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ مرحوم کے مقابلے میں دعا فرمائی کہ جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں طاعون اور ہیضے وغیرہ امراض مہلکہ سے مرے، اور لکھا کہ:

"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک! بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے، جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے، اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے، اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں، اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے (اس میں شک ہی کیا ہے، اور پھر خدا کے علیم وخبیر اور بصیر وقدیر کو؟... ناقل) تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش

کردے۔ آمین (خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کی یہ دعا بہت قریب سے سنی فالحمد للہ! ... ناقل) مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے (جی نہیں! بلکہ آپ کا یہ فقرہ خود مولانا ثناء اللہ صاحب (احسن اللہ ثراہ) پر غلط اتہام ہے، مولانا مرحوم نے ایک بات بھی آپ کی جانب ایسی منسوب نہیں کی جو خود آپ کے قلم سے نہ نکلی ہو، مخلوق کے سامنے تو خیر سچ جھوٹ سب کچھ چل جاتا ہے، مگر خدا کے سامنے تو غلط بیانی کرنے سے احتراز کیا ہوتا؟ یا خدا تو دیرِ حلیم کے روبرو بھی درست ہے؟ ... ناقل) حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے، بلکہ طاعون، ہیضہ وغیرہ امراضِ مہلکہ سے..... اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر، آمین ثم آمین، ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین۔" (اشتہار ۱۵ اپریل، مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۷۸، ۵۷۹)

یہ مرزا صاحب کے الہامی ترکش کا آخری تیر تھا، جو ٹھیک نشانے پر بیٹھا، اور جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی اہانت کا آخری فیصلہ کردیا۔ مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض وبائی ہیضہ انتقال کرگئے، اور مولانا ثناء اللہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ایسی "سخت آفت سے جو موت کے برابر ہو" محفوظ رکھا، بلکہ ان کی زندگی میں ایسی برکت فرمائی کہ مرزا صاحب کے قریباً چالیس سال بعد تک بقیدِ حیات رہ کر اپنی حسنات میں اضافہ کرتے رہے، اور قیامِ پاکستان کے عرصے بعد واصل بحق ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ

نے خود مرزا صاحب کی موت سے ان کے سچ جھوٹ کا آخری فیصلہ کردیا، اور فیصلہ بھی ایسا صاف اور قطعی کہ کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

الغرض! اگر قادیانی اصطلاح میں "مقامِ محمود" اسی رُسوائی کا نام ہے کہ مرزا صاحب جو بددعا کریں وہ ان ہی پر پڑے، جو تحدی آمیز پیش گوئی کریں وہ ہمیشہ جھوٹی نکلے، عیسائیوں کے مقابلے میں شرط باندھیں تو اللہ تعالیٰ ان کے مقابلے میں مرزا صاحب کو ذلیل کرکے ان کی تکذیب کردے، کسی کی حیات کی خبر دیں تو مرجائے، کسی کی صحت کا الہام فرمائیں تو جاں بحق ہو، کسی کی ولادت کی خبر اُڑائیں تو والدہ ہی رخصت ہوجائے، کسی بات کو معیار قرار دے کر اپنے صدق و کذب کا چیلنج کریں تو اس کا انجام مرزا صاحب کا کذب ہی نکلے۔ اگر "مقامِ محمود" اسی رنگ کا ہوتا ہے تو مبارک ہو کہ خدا کے فضل سے یہ مرزا صاحب کی پوری الہامی و مسیحی زندگی کا کارنامہ ہے۔ اور اگر عقلاء کی اصطلاح کے مطابق "مقامِ محمود" اس ذلت و رُسوائی اور ناکامی و رُوسیاہی کا نام نہیں، جو نصیبِ دُشمنان مرزا صاحب سے مدة العمر چمٹی رہی، بلکہ عزت و مرتبت کا وہ عالی مقام ہے جو تمام بنی نوعِ انسان میں سے صرف ایک فردِ یگانہ کے لئے مخصوص ہے، جس کی ذاتِ عالی سراپا حمد ہے، جن کا نامِ نامی... غلام نہیں بلکہ... محمد اور احمد ہے، جس کی اُمت... احمدی نہیں بلکہ... محمدیوں کے بلند پایہ لقب سے سرفراز ہے، جس کے لئے لواء الحمد... لدھیانہ اقبال گنج میں نہیں بلکہ... روزِ محشر میں بلند کیا جائے گا، جس کا بیت الحمد... قادیان کی تاریک کوٹھری نہیں بلکہ... جنت الفردوس میں بیت الحمد کہلائے گا۔ جس کی مدح و ستائش اور حمد کے ترانوں سے... چند مرزائیوں کی ٹولی نہیں... بلکہ اوّل سے آخر تک کی تمام انسانیت رطب اللسان ہوگی۔ اور جس کو "مقامِ محمود" پر سجدہ ریز ہونے کی حالت میں حق تعالیٰ شانہٗ کی حمد و تعریف کے لئے وہ الفاظ دیئے جائیں گے، جن سے تمام انسانوں کے لغت ناآشنا ہیں۔ بہرحال اگر "مقامِ محمود" ان خوش قسمتیوں، خوش نصیبیوں اور خوش بختیوں کا نام نہیں، جن میں مرزا صاحب ساری عمر مبتلا رہے، بلکہ وہ بلند و بالا مرتبہ ہے جس کا کوئی عام انسان تو کیا؟ انبیاء علیہم السلام بھی تصور نہیں کرسکتے، تو قادیانی اُمت کو کان کھول کر سن لینا چاہئے کہ یہ مقام

قادیان کے غلام کے لئے نہیں بلکہ کونین کے آقا کے واسطے مخصوص ہے۔ یہ منصب مسیح کذاب اور مسیلمہ پنجاب کے لئے نہیں بلکہ سید المرسلین وخاتم النبیین کے لئے نامزد ہے ...صلی اللہ علیہ وسلم، فداہ ابی وامی وروحی وجسدی... مرزا صاحب نے اپنے لئے "مقام محمود" کا دعویٰ کرکے "بازی بازی، باریش بابا ہم بازی" کا جو بھونڈا مظاہرہ کیا، اس پر قادیانی امت جس قدر تعزیت بھیجے کم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی سے مرزا صاحب کی اس بیہودہ جسارت کا کرشمہ تھا کہ خدا کی غیرت جوش میں آئی اور مرزا صاحب کا مفروضہ "مقام محمود"... محمدی بیگم سے عقد... اللہ تعالیٰ نے ایک فوجی بہادر سلطان محمد کو بخش دیا اور تکوینی طور پر فرمایا کہ اس مقام پر فائز رہے تا آنکہ یہ مفتری ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے، وقد خاب من افتریٰ

قادیانی احمد:

سورۂ صف کی آیت ۶: "وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ" (اور خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہے)۔

اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس عظیم الشان رسول کی اپنے بعد تشریف آوری کی خوشخبری دی اور جس کا نام نامی "احمد" بتایا، اس کا مصداق سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے... جبکہ یہ آیت نازل ہوئی... آج تک چودہ صدیوں میں مسلمانوں کے ایک شخص کو بھی اس سے اختلاف نہیں، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں۔ (مشکوٰۃ ص:۵۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے اسمائے گرامی: محمد اور احمد ذکر فرمائے (مشکوٰۃ ص:۵۱۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اسی بشارت کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے دنیا وآخرت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرب وتعلق سب لوگوں سے زیادہ حاصل ہے، اور یہ کہ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں:

"انا اولی الناس بعیسی ابن مریم فی الاولی والآخرة (قال القاری فی المرقاة: ای اقربهم الیه، لانه بشر بانه یأتی من بعدی) ..... ولیس بیننا نبی۔ متفق علیه۔" (مشکوٰۃ ص:۵۰۹)

اسی آیت کی بنا پر اسلام کا عیسائیت کے مقابلے میں چودہ صدیوں سے یہ موقف قائم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے جس نبی کی آمد کی بشارت دی اور جس کا ذکر، تحریف کے باوجود... انجیل سے حذف نہیں کیا جاسکا ہے، اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان مختصر اشارات کے بعد اب قادیانی تحریف ملاحظہ فرمایئے:

"مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد۔ آیت مرقومہ الصدر کے الفاظ میں مسیح نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پیش گوئی کی ہے کہ ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا آنا میرے بعد ہوگا، اس کا نام احمد ہے۔ پیش گوئی میں آنے والے رسول کا اسم احمد بتایا گیا ہے، جس کے مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے نہیں ہوسکتے کہ قرآنی وحی میں کسی مقام سے آپ کا نام نامی احمد ثابت نہیں ہوتا، ہاں محمد آپ کا اسم قرآنی ضرور ہے جیسا کہ آپ قبل از دعوائے نبوت محمد کے نام سے مشہور تھے، ویسا ہی قرآنی وحی میں بھی بار بار آپ کا نام محمد ہی بتایا گیا ہے۔"

("الفضل" ۱۹؍اگست ۱۹۱۶ء)

"اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام "احمد" ہے؟ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کردیا، بلکہ مسیح موعود علیہ السلام (جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے، اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نورالدین

صاحب) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں۔ چنانچہ ان
کے درسوں کے نوٹوں میں یہی چھپا ہوا ہے اور میرا ایمان ہے کہ اس
آیت کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد
صاحب قادیانی) ہی ہیں۔"

(انوار خلافت ص:۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

ایک جانب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پوری امت ہے، اور دوسری جانب قادیانی امت کے "مسیح موعود" خلیفہ نورالدین اور میاں محمود احمد ہیں۔ یہ فیصلہ تو دنیا کے اہل عقل و فہم پر چھوڑتا ہوں کہ ان دونوں فریقوں میں سے کون سچا ہے؟ البتہ قادیانی حضرات سے یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ مرزا صاحب کی "مراقی مسیحیت" کے لئے قرآن کی تحریف کرنا اگر ضروری ہی تھا تو تحریف کرتے وقت ذہن و فکر کو تحریک کرکے ذرا یہ تو سوچا ہوتا کہ:

الف:... اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیت کا مصداق بننے کی محض اس لئے صلاحیت نہیں رکھتے... نقل کفر کفر نباشد... کہ آپ کا اسم گرامی "احمد" قرآن کی کسی آیت میں مذکور نہیں، تو مرزا صاحب کا نام کس قرآن میں لکھا ہے، جس کی تلاوت فرماکر آپ نے یہ منصب بشارت انہیں عطا فرمادیا...؟

ب:... اور یہ کہ مرزا صاحب، جن کا نام والدین نے "غلام احمد" رکھا تھا، اور بچپن سے "سندھی" کے نام سے معروف تھے، انہوں نے اپنے آقا (احمد) کی غلامی سے نجات حاصل کرکے بذات خود "اسمہ احمد" کا منصب کس منطق سے حاصل کرلیا؟ قادیانی امت کی عقل و دانش کی داد دیجئے کہ "احمد"... صلی اللہ علیہ وسلم... پر "اسمہ احمد" صادق نہیں آتا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "تختی" غلام ہونے کے مدعی، مرزا "غلام احمد قادیانی" پر یہ نام صادق آتا ہے؟ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

ج:... اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو بشارت میں: "یاتی من بعدی" فرمایا تھا، یعنی جس کی آمد میرے بعد ہوگی، جس سے بعد بلا فصل مراد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہوئی۔ اب اگر بقول قادیانی امت

کے اس کا مصداق مرزا غلام احمد صاحب ہیں تو وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کیسے ہوئے؟
قادیانی اُمت مرزا صاحب کو نبی بنانے کے شوق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
بشارت: ''اسمہ احمد'' سے معزول کرچکی ہے، اب مرزا صاحب کی احمدیت کو ثابت کرنے
کے لئے اگلا قدم یہ ہوگا کہ... معاذ اللہ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منصبِ نبوت سے
ہٹا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے... مرزا صاحب... کو اس پر فائز کیا جائے گا۔

الغرض ''اسمہ احمد'' کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے ''غلام احمد''
کو قرار دینا ایسی کھلی تحریف ہے جس سے یہود اور باطنیہ بھی شرمندہ ہیں، اور جسے صاحب
روح المعانی کے الفاظ میں: ''ضرب من الهذیان'' کہا جاسکتا ہے۔ موصوف آیت زیر
بحث کے ذیل میں فرماتے ہیں:

> ''وبشارته علیه السلام بنبینا صلی الله علیه
> وسلم مما نطق به القرآن المعجز فانکار النصاریٰ
> ذلک ضرب من الهذیان۔'' (روح المعانی ج:۲۸ ص:۸۶)
>
> ترجمہ:... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمارے نبی صلی اللہ
> علیہ وسلم کی بشارت دینا ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ قرآن معجز
> ناطق ہے، لہٰذا نصاریٰ کی جانب سے اس کا انکار کیا جانا ایک قسم کا
> ہذیان ہے (مراقی ہذیان سمجھئے:... ناقل)۔''

تاہم قادیانی اُمت کو مایوس نہیں ہونا چاہئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان
کے ''مسیح موعود'' کو بھی ''بشارت'' سے محروم نہیں رکھا، حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ عظیم الشان
بشارت، جو مرزا صاحب سے متعلق ہے ''الفرقان'' ربوہ بابت فروری ۱۹۷۴ء صفحہ نمبر:۱۲
سے پیشِ خدمت ہے:

اپنی آمد ثانی کے ذکر میں فرمایا:

> ''جب اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں
> ہے (مثلاً: قادیان میں) تو نہ ماننا، کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی

برپا ہوں گے (اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں) (بین القوسین کی عبارت "الفرقان" میں نہیں، ہم نے انجیل سے اضافہ کی ہے: متی ۲۴: ۲۳، ۲۵ ملخص) جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں (مثلاً: بڑی معصومیت سے دعویٰ کرتے ہیں کہ میں مسیح ناصری کا مثیل بن کر آیا ہوں) مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں، تم انہیں پھلوں سے پہچان لو گے (مثلاً: تعلّی آمیز دعوے، مغلظات کا استعمال، چندے کے اشتہارات، بہشتی مقبرے کی فروخت، مرنے کے بعد "مثیل مسیح" کی تکفیر، تمام انبیاء علیہم السلام کی تنقیص، صحابہ کرام کی تحقیر، علمائے امت کی تجہیل، امتِ اسلامیہ کی تکفیر، اعدائے اسلام کے لئے جاسوسی وغیرہ) اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے: اے خداوند! اے خداوند! کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی؟ (کہ آپ کی آمد ثانی کا انکار کر کے خود "مسیح موعود" بنا بیٹھے) .....تب میں ان سے صاف کہوں گا کہ میری تم سے کبھی واقفیت نہ تھی (تم یونہی جھوٹے دعوے ہانکتے رہے کہ ہماری روح کشفی حالت میں مسیح علیہ السلام سے ملی ہے، ہم نے ایک دوسرے کی مزاج پرسی کی ہے۔ مرزا صاحب نے اس نوعیت کے دعوے کئے ہیں جو ان کے مجموعہ الہامات و مکاشفات میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں): اے بدکارو! میرے سامنے سے چلے جاؤ۔" (متی ۷: ۱۵-۲۳)

(یہ حوالہ "الفرقان" ربوہ نے کسی مصلحت خاص کی بنا پر ذکر نہیں کیا، اس کا اضافہ ہماری طرف سے قبول فرمایئے) "اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے الگ اس

کے پاس آکر کہا کہ ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی؟ اور تیرے
آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟ یسوع نے جواب میں
ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کردے۔ کیونکہ بہتیرے
میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے
لوگوں کو گمراہ کریں گے (یہ پیش گوئی مرزا کی شکل میں پوری ہوئی، جنہوں
کذب سے مسیح کا لبادہ پہن کر آنے اور خلق خدا کو گمراہ کرکے چلے
گئے)۔" (متی ۲۴: ۳-۵)

الغرض! جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس بشارت کا تعلق ہے کہ میرے بعد ایک ہی اور صرف ایک ہی رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا تو یہ ہمارے آقا سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پوری ہو چکی ہے، اس کے بعد کسی "احمد" کی گنجائش ہے نہ "غلام احمد" کی۔ قادیانی امت اگر اس دور نے بشارت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھین کر کسی "غلام" کے حوالے کرے گی تو تحریف قرآن اور سرقہ بشارت کے ذریعہ اپنی عاقبت و آخرت پر جگ ہنسائی کا موقع فراہم کرے گی۔ البتہ اگر مرزا صاحب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی "بشارت" چسپاں کرنے کا بہت ہی شوق ہے تو "فرقان" دعوت کے لئے ان سے ایک بشارت بھی پیش خدمت ہے کہ "بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں "مسیح" ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔" یہ بشارت مرزا صاحب پر بغیر کسی تاویل کے حرف بحرف صادق آتی ہے۔ قادیانی امت چاہے تو ان کے مسیح موعود کو ان دعاوی مسیحیت میں سرفہرست جگہ دی جا سکتی ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ قادیانی امت کو "حق" کے مقابلہ میں اپنے ارباب کا تعصب چھوڑ کر غور و تدبر سے کام کرنا چاہئے، واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ارشاد فرمودہ اس "بشارت" کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح مسلم کی روایت ان الفاظ سے موجود ہے:

"یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون

يأتونكم من الأحاديث ما لم تسمعوا أنتم ولا آباؤكم، فإياكم وإياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم. رواه مسلم۔"

(مشکوٰۃ ص:۲۸)

ترجمہ: "آخری زمانے میں بہت سے دجال، کذاب، مکار، جھوٹے... ہوں گے، جن کی علامت یہ ہے کہ... وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے، جو نہ تم نے کبھی سنی ہوں گی، نہ تمہارے باپ دادا نے، خبردار! ان سے بچتے رہنا! کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں اور اپنے فتنے کے جال میں نہ پھانس لیں۔"

صاحب مرقات لکھتے ہیں: "یعنی وہ جھوٹی حدیثیں پیش کریں گے، باطل احکام گھڑیں گے، اور اعتقادات باطلہ کو مکر و فریب سے رائج کریں گے۔" اللہ تعالیٰ نے موقع دیا تو اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے ہم بتائیں گے کہ کس طرح یہ حدیث حضرت مرزا صاحب اور ان کی اُمت پر حرف بحرف صادق آتی ہے۔ تاہم زیرِ نظر تحریف ہی سے قادیانیت کے عقائد باطلہ کا کسی قدر اندازہ ہوجاتا ہے، والعاقل تکفیہ الاشارۃ!

قادیانی "محمد رسول اللہ" اور "رسولہٗ":

سورۃ الفتح کی آخری آیت: "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" ... محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت اور آپس میں مہربان ہیں... اور سورۃ الصف کی آیت نمبر۹: "هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ" ... وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت (قرآن) اور دین حق (اسلام) دے کر بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کردے، گو مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ ان دونوں آیتوں کے بارے میں مرزا صاحب کا "الہامی انکشاف" یہ ہے کہ پہلی آیت میں "محمد رسول اللہ" سے اور دوسری آیت

میں "رسول" سے مراد ان کی ذات ہے... نعوذ باللہ۔ چنانچہ اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں لکھتے ہیں:

"حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے لفظ رسول، اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ..... چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہوچکے ہیں، ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے: "هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله" دیکھو صفحہ:۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کرکے پکارا گیا ہے.....پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے: "محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم" اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۲،۳، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۶، ۲۰۷)

قادیانی "خاتم النبیین":

قادیانی تحریف کی "فنی مہارت" کا کمال دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی کے سرقے کے بعد "بروز" کی نقب سے ختم نبوت کا مہر بند قفل توڑ کر قصر نبوت میں داخل ہوتا ہے، اور حضرت محمد کی آب صلی اللہ علیہ وسلم کا جامہ زیب تن کرنے کے بعد باہر آتا ہے، مگر بقول اس کے خاتم النبیین کی مہر جوں کی توں رہتی ہے، مرزا صاحب آیت ختم نبوت کی تحریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد .... نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی "فنافی الرسول" کی (یعنی

جھوٹ سراپا کذب اور قرآن پر خالص افترا۔ ناقل) پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدیہ کی چادر ہے..... اس کے معنی یہ ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی، گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔ یہی معنی ہیں اس آیت کے کہ: "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" اس کے معنی یہ ہیں کہ "لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن ھو اب لرجال الآخرة لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ" غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے، نہ میرے نفس کی رو سے، اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا، لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔"

(ایضاً ص: ۲۰۸،۲۰۷)

"اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں "میری نبوت" سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا (جی ہاں! قادیان کے "مراقی آئینہ" میں ظل اور اصل کا حکم ایک ہی ہونا چاہئے، کیسے ٹھکانے کی بات ہے.. ناقل)، اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں، پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی (یعنی ٹوٹی تو نہیں مگر قادیان میں محمدیت کا کیا ہے؟ مکان کا قفل سربمہر بھی رہے، اور اس کے اندر کا سارا اثاثہ بھی صاف ہو جائے۔ ناقل)۔" (ایضاً ص: ۲۰۸)

"غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت

> صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے (گویا بروزی تعبیر ہے، خاتم النبیین سے قصر نبوت سربمہر ہوا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر... معاذ اللہ... مہر لگ گئی ہے؟... ناقل) اب ممکن نہیں کہ کبھی مہر ٹوٹ جائے، ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔"
>
> (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص:۱۱،۱۰ روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۴، ۲۱۵)

مرزا صاحب کا یہ "عقیدۂ بروز" اگر ایک طرف ہندوؤں کے عقیدۂ تناسخ کا چربہ ہے تو دوسری طرف عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث "ایک تین اور تین ایک" کی طرح گورکھ دھندا بھی ہے۔ اس کی تشریح کے لئے کوئی دوسری جگہ مناسب ہوگی، یہاں تو ہمیں مرزا صاحب کی تحریفی چابک دستیوں سے غرض ہے، وہ اپنی نبوت کاذبہ پر تحریف کا مکروہ پردہ ڈالنے کے لئے مندرجہ ذیل اصول وضع کرتے ہیں:

الف:... آیت خاتم النبیین کی رو سے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند ہیں، مگر فنافی الرسول کی کھڑکی کھلی ہے۔ جیسا کہ ہم بین القوسین اشارہ کرچکے ہیں، یہ قرآن کریم پر خالص افترا اور دروغ بے فروغ ہے۔ زیر بحث آیت قصر نبوت کے نہ صرف ایک ایک سوراخ کو بند کردیتی ہے بلکہ اسے سربمہر کردینے کا اعلان کرتی ہے۔ مگر اس کے علی الرغم مرزا صاحب "فنافی الرسول" اور "سیرت صدیقی" کی کھڑکی کھلی رہنے کا اعلان کرتے ہیں۔ دنیا میں یہ تماشا کس نے دیکھا ہوگا کہ حکومت کسی مکان کو اپنی تحویل میں لے کر سربمہر کردیتی ہے، مگر مرزا صاحب اپنے ذہین لوگوں کے لئے ایک کھڑکی کھلی رہنے دیتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر کسی مکان کا چوردروازہ چوپٹ کھلا ہے تو اسے سربمہر کرنے کے تکلف کی کیا حاجت ہے...؟

ب:... مرزا صاحب کے خیال میں عکس اور اصل میں کوئی فرق نہیں، کوئی غیریت نہیں، کوئی دوئی نہیں، اس لئے قصر نبوت کا دروازہ کھولنے کے بعد وہ اطمینان سے اندر

داخل ہوتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جامۂ نبوت اُٹھا کر خود پہن لیتے ہیں، اور جب "چودہ چودہ" کا شعر سنتے ہیں تو بڑے اطمینان سے لوگوں کو یقین دلاتے ہیں کہ چونکہ خاکسار "فنا فی الرسول" ہے، ظلِ محمد ہے، بروزِ احمد ہے، اس لئے محمد کی چیز محمد ہی کے پاس ہے۔ اگر معجزات مسخرہ پن کا نام نہیں تو ہمیں بتایا جائے کہ یہ بات دُنیا کے کس عاقل نے کہی ہے کہ ظل اور اصل کے درمیان کوئی غیریت نہیں؟ اس سے بڑھ کر یہ کہ تمام وہی احکام ہیں جو اصل کے ہیں، ظل کا بھی وہی منصب ہے جو اصل کا ہے، ظل کے بھی وہی حقوق ہیں جو اصل کے ہیں، اور ظل بھی اسی سلوک کا مستحق ہے جس کا استحقاق اصل کو حاصل ہے۔

کیا قادیان کا یہ تحریفی فلسفہ، جس پر قادیانیت کی ساری عمارت کھڑی ہے، اپنی بوالعجبی میں عیسائیوں کے فلسفۂ تثلیث سے کچھ کم ہے؟ دُنیا کا کون عاقل ہے جو ظل کو عین اصل سمجھتا ہو؟ اور "فنا فی الرسول" کو رسول کی گدی پر بٹھانے کے لئے آمادہ ہو، مگر قادیانی اُمت کی ذہنی سطح وہی ہے جس کا نقشہ ان کے "مسیح موعود" نے ان الفاظ میں کھینچا ہے:

"یہ تو ان کی عملی حالت ہے جس سے ان کی معمولی سمجھ اور سطحی خیالات اور مبلغ علم کا اندازہ ہو سکتا ہے مگر فراست صحیحہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غفلت اور حبِ دُنیا کا کیڑا ان کی ایمانی فراست کو بالکل کھا گیا ہے، ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جیسے مجذوم کا جذام انتہا کے درجے تک پہنچ کر سقوطِ اعضاء تک نوبت پہنچاتا ہے اور ہاتھوں اور پیروں کا گلنا سڑنا شروع ہو جاتا ہے، ایسا ہی ان کے روحانی اعضاء جو روحانی قوتوں سے مراد ہیں، بباعث غلبۂ دُنیا کے گلنے سڑنے شروع ہوگئے ہیں..... روحانی معارف اور حقائق پر غور کرنے سے بکلی آزاد ہے، بلکہ یہ لوگ حقیقت اور معرفت سے کچھ سروکار نہیں رکھتے، اور کبھی آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتے کہ ہم دُنیا میں کیوں آئے اور ہمارا اصلی کمال کیا ہے، بلکہ جیسے دُنیا میں دن رات غرق ہو رہے ہیں، ان میں یہ حس ہی باقی نہیں رہی کہ اپنی حالت کو

نہیں کہ وہ کیسی سچائی کے طریق سے گری ہوئی ہے، اور بڑی بدقسمتی ان کی یہ ہے کہ یہ لوگ بھی اس "نہایت خطرناک" بیماری کو پوری پوری صحت خیال کرتے ہیں۔" (اشتہار "حقانی تقریر بروفات بشیر" مشمولہ سبز اشتہار ص:۱۸، ۱۹، روحانی خزائن ج:۲ ص:۴۶۴، ۴۶۵)

یہاں قادیانی امت کی اس "خطرناک بیماری" کے چند مناظر کا ملاحظہ بھی مناسب ہوگا:

۱:... "محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں
خدا نے لیا عہد سب انبیاء سے
کہ جب تم کو دوں کتاب اور حکمت
پھر آئے تمہارا مصدق پیغمبر
تم ایمان لاؤ کرو اس کی نصرت
یہ تھا جو میثاق سب انبیاء سے
وہ عہد حق نے لیا مصطفیٰ سے
وہ نوح و خلیل و کلیم و مسیحا
سبھی سے یہ پیمان محکم لیا تھا
مبارک! وہ امت کا موعود آیا
وہ میثاق ملت کا مقصود آیا"

(اخبار "الفضل" ۲۸ فروری ۱۹۲۴ء)

۲:... "اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں، کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ

کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں، جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔" (کلمۃ الفصل، از مرزا بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز نمبر ۳ ج:۱۴ ص:۱۴۷)

۳:… "حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا…… اس زمانے میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے، اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے۔" (مضمون ڈاکٹر شاہنواز خان صاحب، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت مئی ۱۹۲۹ء)

۴:… "مسیح موعود محمد است وعین محمد است۔"

(عنوان مندرجہ اخبار "الفضل" ۱۷؍اگست ۱۹۱۵ء)

۵:… "صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پر وہ بدرالدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازیٔ اُمت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثِ ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفی میرزا بن کے آیا"

(اخبار "الفضل" قادیان ۲۸؍مئی ۱۹۲۸ء)

دیکھا آپ نے…! کس طرح مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم… معاذ اللہ… میرزا بن گئے اور مرزا عین محمد بن گئے؟ ان کا ذہنی ارتقاء… نعوذ باللہ… نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ گیا، تمام نبیوں سے مرزا جی کے واسطے خدا نے عہد بھی لے لیا اور ان کی نبوت کا انکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے بڑھ کر کفر قرار پایا، مگر بقول ان کے ختمِ نبوت کی مہر نہیں ٹوٹی، اگرچہ عقل و خرد کے سارے بند ٹوٹ گئے۔

ج:… مرزا صاحب نے اعلانِ عام کیا ہے کہ: "ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ایک بار نہیں بلکہ ہزار بار بروزی رنگ میں آکر ظہورِ نبوّت کریں۔" مگر کیا پوری اُمت کے نزدیک واقعی کوئی ایسی بات ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا صاحب پہلے اور آخری شخص ہیں جو اس منصب پر فائز ہوئے، نہ مرزا صاحب سے پہلے کوئی آیا، نہ آئندہ آئے گا۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ یہ بروزی فلسفہ، محض مرزا صاحب کو منصبِ نبوّت پر فائز کرنے کی سازش ہے، ورنہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان بس اتنا ہی تھا کہ پوری اُمت میں صرف ایک شخص "نبی اللہ" کہلانے کا مستحق ٹھہرا؟ اور کیا یہی "فنا فی الرسول" کی معراج ہے کہ قصرِ نبوّت میں داخل ہوسکتا؟ علامہ اقبال نے صحیح کہا ہے:

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو، جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے… بانیٔ احمدیت کا استدلال یہ ہے کہ اگر کوئی دُوسرا نبی پیدا نہ ہوسکے تو پیغمبرِ اسلام کی رُوحانیت نامکمل رہ جائے گی، وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں کہ پیغمبرِ اسلام کی رُوحانیت میں پیغمبر خیز قوت تھی، خود اپنی نبوّت کو پیش کرتا ہے، لیکن آپ اس سے پھر دریافت کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانیت ایک سے زیادہ نبی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے؟ تو اس کا جواب نفی میں ہے۔ یہ خیال اس بات کے برابر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں، میں آخری نبی ہوں… جب میں بانیٔ احمدیت کی تعلیمات کا مطالعہ ان کے دعوے کی روشنی میں کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ نبوّت میں پیغمبرِ اسلام کی تخلیقی قوت صرف ایک نبی یعنی تحریکِ احمدیت کے بانی کی پیدائش تک محدود کرکے پیغمبرِ اسلام کے آخری نبی ہونے سے انکار کردیتا ہے، اور اس طرح یہ نیا پیغمبر چپکے سے اپنے رُوحانی مورث کی ختمِ نبوّت پر

مستغرق ہو جاتا ہے۔" (حرف اقبال ص:۲۷، ۱۲۸)

وغیرہ... اور یہ "فنا فی الرسول" کی "بروزی تعبیر" جس سے گزر کر مرزا صاحب نے "ابنِ محمد" کا نعرۂ مستانہ بلند کیا، جب ہم اس کی گہرائی میں اتر کر غور کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ مرزا صاحب جس طرح منصبِ رسالت سے ناآشنا ہیں، اسی طرح "فنا فی الرسول" اور "سیرتِ صدیقی" کے مفہوم سے بھی کورے ہیں۔ "مقامِ صدیقیت" صوفیا کی اصطلاح میں "فنا فی الرسول" کا آخری مقام تسلیم کیا جاتا ہے، اس کے معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ابھرنے کے نہیں، بلکہ مٹنے کے ہیں، "فنا فی الرسول" کا اولیٰ مرتبہ یہ ہے کہ اعتقادی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی کے سامنے امتی کو اپنا وجود اس قدر کوتاہ قامت اور ہیچ نظر آئے کہ اسے وجود کہنا بھی اس کے لئے ننگ و عار کا موجب ہو، پہاڑ کے سامنے ذرّے کی اور بحرِ محیط کے سامنے قطرے کی کوئی حیثیت ہو سکتی ہے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صرف ایک امتی تو کیا؟ پوری امت کے مجموعی کمالات کی کوئی حیثیت نہیں، اسی بنا پر عارفین نے تصریح کی ہے کہ اگر بالفرض ساری دنیا صدیقوں سے بھر جائے تو ان سب کے کمالات کا مجموعہ بھی کسی ادنیٰ نبی... ولیس فیہم دنی... کے ادنیٰ کمال کی گرد کو بھی نہیں پا سکتا، مرزا صاحب نے بیسیوں نہیں، سیکڑوں جگہ "ظل و بروز" اور "فنا فی الرسول" کی اصطلاحات کو پامال کیا ہے، مگر جب آدمی ان کے تعلی آمیز دعوؤں کی میزان نکالنے بیٹھتا ہے تو ان کی ساری "فنائیت" کا نتیجہ صفر نکلتا ہے۔

مرزا صاحب "فنا فی الرسول" کے معنی... اپنی روایتی خوش فہمی کی بنا پر... یہ سمجھتے ہیں کہ ایک امتی اتباعِ رسول میں یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ بالآخر رسول کا صرف مثیل نہیں بلکہ خود رسول بن جاتا ہے، اور اسی کو وہ "ظل و بروز" اور "عین محمد" سے تعبیر کرتے ہیں، اور اپنے بارے میں وہ اسی درجہ پر فائز ہیں کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کاملہ ہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، کام اور مقام تک حاصل ہو گیا ہے۔ مگر خود ان کا بھی اقرار ان کے صحیح مقام کو متعین کر دیتا ہے کہ وہ "اتباعِ رسول" کے دروازے پر پہنچ کر الٹے پاؤں واپس لوٹ آئے ہیں، اور اتباعِ رسول کی جنتِ ارم میں چلنا تو کیا؟ انہوں نے

اندر جھانک کر بھی اسے نہیں دیکھا، اگر انہیں "فنائیت" کا واقعۃً کوئی مقام حاصل ہوتا، اگر انہیں منصبِ رسالت کی کچھ بھی معرفت ہوتی اور ایک اُمتی کا جو صحیح مقام ہے، اس کی انہیں ذرا بھی خبر ہوجاتی تو وہ اپنے آپ کو ان تعلّی آمیز دعووں کی بلند چوٹی پر کبھی نہ پاتے۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ ان کے بلند بانگ دعاوی کے ڈھول میں ہوا کے سوا کچھ نہیں۔

۸:... ثانی الرسول کی اس "بروزی کھڑکی" سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک دیگر مناصب کی طرح نبوت بھی ایک اکتسابی چیز ہے، جسے آدمی محنت مجاہدہ اور اتباعِ رسول کے ذریعے سے حاصل کرسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب نے محدثیت سے لے کر مسیحیت تک کے مدارج طے کرنے کے بعد بالآخر خود نبوت کی بامِ بلند پر قدم رکھا ہے، اور اسلامی عقائد میں اس کی تصریح کردی گئی ہے کہ ایسا نظریہ صریح کفر اور زندقہ ہے، وللتفصیل محلٌّ آخر!

تحریف قرآن اور قادیانی "عذر لنگ"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

گزشتہ سال آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کر کے عالمی توجہ کو ایک بار پھر "قادیانی مسئلہ" کی جانب مبذول کرادیا۔ قادیانیت ابھی اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی کہ چند ماہ قبل ایک مضمون مختلف رسائل میں شائع ہوا، جس میں مرزا غلام احمد صاحب کی کتابوں میں درج شدہ چند آیات شریفہ کی تحریف کا نوٹس لیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قرآن کریم کی تحریف ظلم عظیم ہے، اس لئے ان کی کتابوں کی اشاعت پر پابندی عائد ہونی چاہئے۔ اس مطالبے سے "ربوہ" کے قصر خلافت میں زلزلہ آگیا کہ کہیں پنجاب میں بھی آزاد کشمیر جیسی صورت حال پیدا نہ ہو جائے۔ اس کے تدارک کے لئے مرزائی آرگن روزنامہ "الفضل" ربوہ نے "تحریف قرآن کا الزام اور اس کی نامعقولیت" کے زیر عنوان "قادیانی علم الکلام" کا ایک نیا باب رقم فرمایا ہے۔ یعنی بقول ان کے "۲۵ ہزار کے قریب صفحات پر مشتمل" کے مضامین، تقاریر اور کتب میں درج شدہ ۸۲ آیات میں ۳۴ معمولی سی غلطیوں کی نشاندہی کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

"کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس میں درج شدہ آیات قرآنی میں کاتب صاحبان اور پروف ریڈر صاحبان کی "مہربانی" سے (اور یہ "مہربانی" بجائے خود بشری تقاضے کی مرہون منت ہے) ناقص ہمارے سے کوئی غلطی نہ ہو۔"

اور یہ کہ:

"کتابت کی چند ایک غلطیوں کو تحریف قرآن قرار دینا سراسر غیر معقول ہے، اور اس کا مقصد فتنہ انگیزی کے سوا اور کچھ نہیں....."

"الفضل" کی اس ساری منطق کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح اور کتابوں میں کتابت کی غلطیاں رہ جاتی ہیں، جن کا ذمہ دار مصنف نہیں ہوتا بلکہ کاتب اور پروف ریڈر صاحبان کے بشری تقاضے کی "مہربانی" ہوتی ہے، اسی طرح مرزا صاحب نے قرآن کی تحریف نہیں فرمائی، جو محرف شدہ آیات ان کی کتابوں میں موجود ہیں، وہ سب قادیانیت پر کاتب صاحبان کا "احسان" ہے۔

"الفضل" کے قارئین کو یہ جواب، جو "عذرِ گناہ بدتر از گناہ" کا ایک نیا ریکارڈ ہے، پڑھ کر مرزائی اُمت کے دین و دیانت پر ضرور رحم آئے گا، مگر انہیں اس پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ دجل و تلبیس مرزائیت کے خمیر میں شامل ہے۔ اور یہ ان کے "مسیح موعود" کی مخصوص تکنیک ہے۔ البتہ ہمیں "الفضل" کے مدیر شہیر سے یہ شکایت ضرور رہے گی کہ انہوں نے "کرے داڑھی والا اور پکڑا جائے مونچھوں والا" کے بمصداق تحریف قرآن کا سارا بار کاتبوں کے کندھے پر ڈال کر حق و انصاف کا خون کیا ہے۔ اگر وہ یہ تاویل کرتے تو بجا تھا کہ کاتب صاحبان تو خیر غلطیاں کیا ہی کرتے ہیں، مگر کبھی کبھی خود ہمارے حضرت صاحب بھی "سہوِ کتابت" کے عارضے میں مبتلا ہو جاتے تھے، کیونکہ وہ دورانِ سر، مراق، ضعفِ دماغ اور کثرتِ بول کے دائمی مریض تھے، اور یہ تحفہ انہیں دعویٰ مسیحیت کے "انعام" میں بطور نشان عطا ہوا تھا، خود مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"یاد رہے کہ دو مرض میرے "لاحقِ حال" ہیں، ایک بدن کے اُوپر کے حصے میں، اور دُوسری بدن کے نیچے کے حصے میں، اُوپر کے حصے میں دورانِ سر ہے، اور نیچے کے حصے میں کثرتِ پیشاب ہے، اور دونوں مرضیں اسی زمانے سے ہیں جس زمانے سے میں نے اپنا

دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے، میں نے ان کے لئے
دعائیں بھی کیں مگر شخ میں جواب پایا اور میرے دل میں القا کیا گیا
کہ بتلا دے "مسیح موعود" کے لئے یہ "نشان" مقرر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۳۰۷، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۳۲۰)

بالکل صحیح فرمایا! جھوٹے مسیح کا نشان، خارقِ عادت مراق اور سلسل البول کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ یہی اس کے "لائقِ حال" ہے۔ ایک دُوسری جگہ فرماتے ہیں:

"دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی، آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا (کیا فرماتے ہیں علمائے مرزائیت اس مسئلے میں کہ کیا واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کے "آسمان سے اُترنے" کی پیش گوئی فرمائی ہے؟ جیسا کہ مرزا صاحب نے تحریر فرمایا ہے؟ یا یہ کہ "آسمان سے اُترنے" کا لفظ مرزا صاحب نے محض مراقی ترنگ میں لکھ دیا؟ بینوا توجروا!... ناقل) تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی، تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اُوپر کے دھڑ کی، اور ایک نیچے کے دھڑ کی، یعنی مراق اور کثرتِ بول۔ (دو زرد چادروں کا ترجمہ مراق اور کثرتِ بول! سبحان اللہ! کتنا خوبصورت اور خوشبودار ترجمہ ہے، یا للعجب!... ناقل)۔" (ملفوظات ج:۸ ص:۴۴۵)

مراق، ضعفِ دماغ، ضعفِ اعصاب، دورانِ سر اور دن میں سو سو بار پیشاب کرنا تو خیر بدذوق مرزا صاحب کا "مسیحی معجزہ" ہوا، مزید برآں یہ کہ مرزا صاحب قرآن کے حافظ نہیں تھے، اور آیات نقل کرتے وقت شاید ان کو قرآنِ کریم کی مراجعت کی فرصت بھی کم ہوتی ہوگی، اس لئے مرزا صاحب کی کتابوں میں درج شدہ آیاتِ قرآن میں جو غلطیاں ملتی ہیں وہ دراصل مرزا صاحب کے "مسیحی معارف" کی مرہون ہیں، مدیر "الفضل" کو چاہئے

تھا کہ بجائے "مسیح موعود" کی سنت کے مطابق انہیں "نشانِ مسیحیت" قرار دے کر ان پر فخر کرتے مگر صد حیف کہ وہ "مسیح موعود کے اس عظیم نشان" کو مرزا صاحب سے چھین کر کاتبوں اور پروف ریڈر صاحبان کے سر منڈھنا چاہتے ہیں۔

اگر انہیں یہ تاویل پسند نہیں تھی، تب بھی کاتبوں کے ذمہ سارا بار ڈالنے کا کوئی جواز نہیں تھا، بلکہ انہیں جرأتِ رندانہ سے کام لے کر صاف لکھ دینا چاہئے تھا کہ قرآن کی صحیح عبارت وہی ہے جو مرزا صاحب نے لکھی، کیونکہ قرآن تو آج مرزا صاحب کی بدولت ہی موجود ہے ورنہ وہ تو کبھی کا اٹھ چکا تھا۔ مرزا صاحب "ازالہ اوہام" کے حاشیہ میں صفحہ: ۷۲۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن زمین سے اٹھ گیا تھا، وہ قرآن کو آسمان پر سے لائے ہیں۔ (روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۹۳)

ظاہر ہے کہ قرآن کو لانے والا ہی اس کی تصحیح بھی کر سکتا ہے، اور یہ بھی پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں جو قرآن ہے اس میں فلاں فلاں جگہ غلطی ہے... معاذ اللہ! نقل کفر، کفر نباشد۔ ناقل... چنانچہ مرزا صاحب نے یہ منصب بھی اپنے ہاتھ میں رکھا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ وہ قرآن کی غلطیاں نکالنے کے لئے آئے ہیں جو تفسیروں کی وجہ سے واقع ہوگئی تھیں۔ (ازالہ اوہام ص:۷۲۸-۷۲۹، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۹۲)

یہی وجہ ہے کہ کشف کی حالت میں مرزا صاحب کو "انا انزلناہ قریباً من القادیان" بھی قرآن مجید میں لکھا ہوا نظر آیا۔ (ازالہ اوہام ص:۷۶-۷۷، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۴۰ حاشیہ)۔ چونکہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا صاحب کے کشف کو وحی کا درجہ حاصل ہے، اس لئے ہمیں یقین ہے کہ "الفضل برادری" اس فقرے کو قرآن کی آیت سمجھتی ہوگی، اور اسی بنا پر ان کے نزدیک مکہ اور مدینہ کے ساتھ "قادیان" بھی مقدس شہر ہے، کیونکہ اسی کشف میں مرزا صاحب نے یہ بھی دیکھا تھا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے: "مکہ، مدینہ اور قادیان"۔

الغرض "الفضل" کو دعویٰ کرنا چاہئے تھا کہ جس طرح زمانہ کی کوئی تفسیر مرزا صاحب کی تصدیق کے بغیر معتبر نہیں، اسی طرح قرآن کا کوئی نسخہ صحیح نہیں جب تک کہ مرزا

صاحب اس کے صحیح ہونے کی تصدیق فرمادیں۔ ایک طرف قرآن کو آسمان سے زمین پر لانے اور قرآن کی غلطیاں نکالنے کے بلند بانگ دعوے کرنا اور دوسری طرف ترمیم شدہ آیات کو غریب کاتبوں کے سر دے مارنا، کیا اسی کا نام "حقانیت" ہے؟

اور اگر "الفضل" کے مدیر محترم، مرزا صاحب کو اس منصب سے بھی معزول کرنا چاہتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ کسی ایرے غیرے کے کلام میں نہیں بلکہ مرزا جیوں کے "مسیح موعود" کے کلام میں اتنی فحش غلطیاں کیوں در آئیں؟ جبکہ ان کا دعویٰ ہے کہ:

"میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا۔"

(بشریٰ ج:۲ ص:۱۱۹، تذکرہ ص:۶۷۴)

"اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلافصل ملہم (یعنی مرزا صاحب) کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔"

(حاشیہ آئینہ کمالات ص:۹۳، روحانی خزائن ج:۵ ص:۹۳)

کیسی شرم کی بات ہے کہ ایک طرف "قرآن ہی کی طرح ہوں" کہہ کر تقدس کے دعوے کئے جائیں، "روح القدس کی ہر لحظہ معیت" کا ادعا کیا جائے اور دوسری طرف قرآن کی آیتیں مسخ کرکے پیش کی جائیں، اور پوچھنے پر "کاتب کی غلطی" کا عذر لنگ پیش کردیا جائے۔

قرآن کریم، جس کا ایک ایک حرف متواتر ہے، جس کے مطبوعہ نسخے گھر گھر موجود ہیں اور جس کے سیکڑوں حافظ ہر خطے میں مل سکتے ہیں، جب تمام مرزائی ذریت مل کر بھی اپنی کتابوں میں قرآن کریم کی آیات کا صحیح اندراج کرنے پر پون صدی تک قادر نہ ہوسکی تو ان کے "ٹیچی ٹیچی" کی وحی کب قابلِ اعتبار ہوسکتی ہے؟ اور مرزائی امت دنیا کو مرزا صاحب کی "وحی" پر ایمان لانے کی دعوت کس منہ سے دیتی ہے؟ مدیر "الفضل" کی خوش فہمی کی داد دیجئے، سوال کیا جاتا ہے کہ آپ کے نام نہاد "مسیح موعود" قرآن کی "آیات" کو ازل

بدل کر کیوں تحریر فرماتے ہیں؟ جواب ملتا ہے کہ: ”اس لئے کہ دُوسرے لوگوں کی کتابوں میں بھی ایسی غلطیاں سہوِ کتابت کی بنا پر پائی جاتی ہیں۔“ مدیر ”الفضل“ صاحب! پہلے مرزا صاحب کو مسیحیت کی بلند و بالا مسند سے نیچے کھینچ کر عام لوگوں کی صف میں کھڑا کیجئے اور پھر سہوِ کتابت کی نظیریں پیش کیجئے۔

اس سے بھی قطع نظر اہم سوال یہ ہے کہ اگر بقول ”الفضل“ یہ غلطیاں کاتبوں کی بشریت کے تقاضے کی مرہونِ منت ہیں تو قادیان سے ربوہ تک اور مسیحِ موعود سے مصلحِ موعود کے دور تک پوری صدی کے تمام ایڈیشنوں میں کیوں یہ غلطیاں جوں کی توں محفوظ رکھی گئی ہیں؟ کیا مرزائی اُمت کو اس طویل مدت میں ایک بھی بالغ نظر پروف ریڈر نہیں ملا جو ان غلطیوں کی اصلاح کر دیتا؟ چلئے آپ کے پروف ریڈر صاحبان کی نظر کمزور تھی، مگر اس کا کیا علاج ہے کہ علمائے اُمت نے پہلے ایڈیشن ہی سے ان غلطیوں کی نشاندہی کر دی تھی، مگر کیا اس کے باوجود مرزائی اُمت کو اصلاحِ اغلاط کی توفیق ہوئی؟ یا کوئی غلط نامہ شائع کیا گیا؟ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرزائی اُمت ان محرّف آیات پر بھی اسی طرح ایمان رکھتی ہے، جس طرح کہ مرزا صاحب کی خود تراشیدہ ”وحی“ پر؟ اور غریب کاتبوں پر الزام محض دفع الوقتی اور سخن سازی ہے؟ سخن سازی اور سخن پروری کی بھی کوئی حد ہوتی ہے، مگر مرزائی اُمت کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے، بقول مرزا صاحب:

”جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے کہے، کون اس کو روک سکتا ہے؟“ (اعجازِ احمدی ص:۳۰، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۴۰)

ان معروضات سے واضح ہوگیا ہوگا کہ قادیانیت پر تحریف کا الزام محض الزام نہیں، بلکہ ایک کھلی حقیقت ہے، اور ”الفضل“ کی منطق محض ایک فریب ہے۔ اس کی مزید توضیح کے لئے علمائے اُمت نے مرزا صاحب کی نقل کردہ قرآنی آیات میں جن غلطیوں کی نشاندہی کی ہے، ہم ان کی ایک مختصر فہرست پیش کرتے ہیں، اسے سامنے رکھ کر قارئین کو خود فیصلہ کرنا چاہئے کہ طویل مدت سے آیاتِ قرآن پر مسخ و تحریف کی جو مشق ستم جاری ہے، یہ قادیانیت کی سوچی سمجھی تحریفی سازش ہے یا اس کا وبال صرف غریب کاتبوں کے سر پر ہے؟

اور یہ کہ جن کتابوں میں قرآن کریم کی کھلی تحریف کو روا رکھا گیا ہو کیا کوئی اسلامی حکومت ان کی اشاعت کی اجازت دے سکتی ہے؟ اور کیا پاکستان کے لئے قرآن کی یہ کھلی توہین قابل برداشت ہے...؟

قرآن:

۱... "وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا ..." (البقرہ: ۲۳، ۲۴)

مرزا صاحب:

"وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا" (سرمہ چشم آریہ حاشیہ ص:۱۰، براہین احمدیہ ص:۲۴۵، ۲۴۹، ۵۳۶، نور الحق ج:۱ ص:۳۰، حقیقۃ الوحی ص:۲۲۸)

مرزا صاحب نے قرآن کے خط کشیدہ الفاظ حذف کر دئے اور "ولن" کا اضافہ اپنی طرف سے کر دیا، اور پھر ایک آدھ جگہ نہیں، بلکہ چار کتابوں میں کئی جگہ آیت کو بگاڑ کر لکھا گیا، متعدد کتب میں چھپ کر بھی صرف کاتبوں کا تصرف ہے...؟

قرآن:

۲... "قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا ..." (بنی اسرائیل: ۸۸)

مرزا صاحب:

"قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا" (سرمہ چشم آریہ ص:۱۰)

قرآن:

۳... "اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ

قرآن:

۶...''یوم تبدل الارض غیر الارض''

(ابراہیم:۴۸)

مرزا صاحب:

''بدلت الارض غیر الارض''

(تحفہ گولڑویہ ص۱۸۵)

''یوم تبدل'' کو ''بدلت'' سے بدل کر آیت کا مفہوم ہی بدل ڈالا۔

قرآن:

۷...''لخلق السموت والارض اکبر من خلق الناس''

(المؤمن:۵۷)

مرزا صاحب:

''ان خلق السموات والارض اکبر من خلق الناس''

(ایام الصلح اردو ص۹۶)

لام حذف اور ''ان'' کا اضافہ اس قسم کی اصلاح مرزا صاحب کی سبحانی کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

قرآن:

۸...''وجعل منهم القردة والخنازیر''

(المائدہ:۶۰)

مرزا صاحب:

''وجعلنا منهم القردة والخنازیر''

(انجام آتھم ص۲۶۷)

''جعل'' کی جگہ ''جعلنا'' لکھ کر قرآن کی غلطی نکالی گئی... معاذ اللہ...

قرآنی لفظ "من قبلک" مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کے منافی تھا، اس لئے اسے حذف کر کے بقول ان کے "قرآن کی غلطی" نکال ڈالی، مگر یہ اصلاح تو اس وقت کی جبکہ موصوف بزعم خود "مسیح موعود" اور "نبی الزمان" کے منصب پر فائز ہو چکے تھے، اور "براہین احمدیہ" کی تالیف کے وقت چونکہ حضور کو ابھی "نبوت" کا ہیضہ نہیں ہوا تھا، بلکہ اس وقت "محدث" کے منصب پر براجمان تھے، اس لئے براہین احمدیہ صفحہ:۲۳۸ میں آپ نے "ولا محدث" کے الفاظ بڑھا کر آیت یوں تحریر فرمائی: "وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث" اور قرآنی آیت کے ساتھ یہ گھناؤنا کھیل مدیر "الفضل" کے نزدیک تحریف نہیں، بلکہ "کتابت کی غلطی" ہے۔ [illegible]!

قرآن:

۱۲... "ولقد اٰتینٰک سبعا من المثانی والقرآن العظیم" (الحجر:۸۷)

مرزا صاحب:

"انا اٰتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم" (براہین احمدیہ ص:۳۰۹)

"ولقد" کی جگہ "انا" رکھ کر قرآن کی اصلاح فرمائی گئی۔

قرآن:

۱۳... "کل من علیہا فان" (الرحمن:۲۶)

مرزا صاحب:

"کل شیٔ فان" (ازالہ اوہام ص:۱۳۰)

"من علیہا" کا لفظ شاید مرزا صاحب کے نزدیک نامناسب تھا، اسے "شیٔ" سے بدل دیا۔

قرآن:

۱۴... "یٰایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل

لکم فرقانا ویکفر عنکم سیاٰتکم ویغفر لکم واللّٰہ ذو الفضل العظیم" (الانفال:۲۹)

مرزا صاحب:

"یا ایہا الذین آمنوا ان تتقوا اللّٰہ یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیاٰتکم ویجعل لکم نورا تمشون بہ"

(آئینہ کمالات اسلام ص۱۵۵)

قرآن کریم کے خط کشیدہ الفاظ "ویغفر لکم واللّٰہ ذو الفضل العظیم" کی جگہ کسی دوسری آیت کا ٹکڑا: "ویجعل لکم نورا تمشون بہ" یہاں ٹانک دیا اور "آئینہ کمالات اسلام" کے بجائے اپنے "کمالات مسیحیت" کا آئینہ مرزائی قوم کے سامنے کردیا۔

قرآن:

۱۵:... "ومن کان فی ھذہ اعمی"

(بنی اسرائیل:۷۲)

مرزا صاحب:

"من کان فی ھذہ اعمی" (حقیقۃ الوحی ص:۱۳۷)

آیت کے شروع میں واؤ کا لفظ زائد پاکر اسے حذف کردیا۔

مندرجہ بالا تفصیل سے موٹی سے موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ مثال نمبر ۲ میں ترتیب الٹنے پر، مثال نمبر ۳ میں واؤ کے اضافے پر، اور مثال نمبر ۱۵ میں واؤ کے حذف پر "سہو کتابت" کا عذر لنگ پیش کیا جاسکتا ہے، جبکہ یہ احتمال بھی قوی ہے کہ یہ مرزا صاحب کا "سہو مسیحیت" ہو، اور غریب کاتب پر ناحق کا "احسان" دھرا گیا ہو، ان تین آیات کے علاوہ بقیہ آیات میں جو تحریفات کی گئی ہیں دنیا کی کوئی عدالت ان کی ذمہ داری کا بار کاتب کے سر نہیں ڈال سکتی، بلکہ یہ مرزا صاحب کی "مسیحائی" کا کرشمہ ہے، اور مرزائی اُمت نے اپنے نبی کی مسیحانہ تحریف کو بطور تبرک محفوظ رکھا ہے۔

اور یہ مرزا صاحب کی تحریف قرآن کا صرف ایک پہلو ہے، اس کا دوسرا پہلو یہ

اس سے بھی گھناؤنا یہ ہے کہ موصوف کو داسپور کے خالص پنجابی ہونے کے باوصف عربی، فارسی، اردو، انگریزی اور ہندی میں الہام سازی کا شغل بھی فرمایا کرتے تھے، اور کیونکہ حضور کی عربی تعلیم پھڈیوں ہی کی تھی، اس لئے عربی الہامات بنانے کے لئے قرآن کریم کی مقدس آیات پر مشق ستم فرمانے کے عادی تھے، قرآن کریم کی آیت کے چند الفاظ میں حذف و ترمیم کر کے اصلاح فرمائی اور اس سے "الہام" کشید کرلیا، اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس کے ساتھ کسی دوسری زبان کے مہمل فقرے بھی بڑی بے تکلفی سے ٹانک لئے جاتے۔

قرآنی آیات، اصلاح و ترمیم کے بعد مرزا صاحب کی ٹکسال میں ڈھل کر کس طرح "الہام" کی شکل اختیار کرلیتی ہیں؟ اگر یہ ایمان سوز منظر دیکھنا ہو تو مرزا صاحب کی کتاب "حقیقۃ الوحی" صفحہ:۷۰ سے صفحہ:۱۰۸ (روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۷۳ سے ص:۱۱۱) تک ملاحظہ فرمائیں، آپ کو معلوم ہوگا کہ ایسی ناپاک تحریف گزشتہ دور کے کسی دجال کو بھی نہیں سوجھی ہوگی، اس کا ایک نمونہ یہاں درج کیا جاتا ہے، پڑھئے اور مرزا صاحب کے تلاعب بالقرآن پر ایمانی غیرت کو ٹٹولئے، اور کسی حافظ سے دریافت فرمایئے کہ اصل آیات کیا تھیں جن کی قطع و برید کر کے مرزا صاحب نے الہام سازی فرمائی ہے:

"واذ یمکر بک الذی کفر (الذین کفروا سے "الذی کفر" بنالیا۔ ناقل)، اوقد لی یا ھامان (چند الفاظ حذف کرلئے... ناقل)، لعلی اطلع علی ("انی" کو "علی" سے بدل دیا... ناقل) الٰہ موسیٰ وانی لاظنه من الکاذبین، تبت یدا ابی لھب وتب، ما کان له ان یدخل فیھا الا خائفا (قرآن میں جمع کے صیغے ہیں ان کو واحد کے صیغوں سے بدل کر "فیھا" کا اضافہ کرلیا، اور اتنی عقل نہیں کہ عربی میں "دخول" کا صلہ "فی" کہاں آتا ہے... ناقل) وما اصابک فمن الله (دو الفاظ حذف کر کے ترمیم کردی... ناقل) الفتنۃ ھھنا، فاصبر کما صبر اولوا العزم (آیت کے الفاظ میں حذف

وترمیم کرلی... ناقل)۔" (حقیقۃ الوحی ص:۸۱)

اسی کتاب کے صفحہ:۹۹ سے ایک اور نمونہ دیکھئے جس میں قرآن کریم کی آیات میں اُردو، فارسی اور جاہلی عربی کا پیوند لگا کر یہ الہام تیار کی ہے:

"ادعونی استجب لکم (آیت کا قطعہ ...ناقل) دست تو دعائے تو ترحم از خدا اردو کا ٹکڑا۔ عفت الدیار محلہا ومقامہا (ایک جاہلی شعر کا مصرعہ...ناقل) تبعہا الرادفۃ (ایک آیت کا حصہ...ناقل) پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ الخ" (حقیقۃ الوحی ص:۹۹)

مدیر "الفضل" مرزا صاحب کے ہاتھ متاعِ ایمان تو فروخت کرہی چکے ہیں، اس لئے انہیں ایمان و اسلام کا واسطہ دینا تو عبث ہے، لیکن ان کے دل میں انصاف و دیانت کی کوئی رمق اگر باقی ہے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ فرض کیجئے مرزا صاحب کا قصہ درمیان میں نہ ہوتا، اور کوئی دوسرا "مراقی بازیگر" اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب کے ساتھ یہی کھیل کھیلتا تو زندیق یا مجنون کے سوا لغت میں تیسرا لفظ کونسا ہے جو آپ اس کے لئے استعمال کرتے؟ اب انصاف کے دوسرے زینے پر قدم رکھئے اور فرمائیے کہ جو لوگ آپ کے "مراقی مسیح" کو مجنون سمجھتے ہیں، اگر وہ مرزا صاحب کے اس تلعب کو تحریف قرار دے کر اس کے انسداد کا اسلامی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں تو کیا ان کا موقف صرف اس لئے "فتنہ انگیزی" ہے کہ اس سے "الفضل برادری" کے سارے کاروبار کے بند ہوجانے کا اندیشہ ہے؟ خدا کا غضب! یہ کیسا اندھیر ہے کہ "مسیحیت" کی آڑ میں آیاتِ الٰہی سے کھلا ہوا کھیل کھیلنا "فتنہ انگیزی" نہیں، اور اگر کسی دل جلے مسلمان کی غیرت ذرا انگڑائی لے کر احتجاج کی شکل میں ڈھل جاتی ہے تو "قصرِ خلافت ربوہ" سے "فتنہ انگیزی، فتنہ انگیزی" کے نقارے پیٹے جاتے ہیں!؟ اگر مرزا صاحب یا کسی دوسرے صاحب نے یہ جرأت کسی خلیفہ راشد کے زمانے میں کی ہوتی تو واللہ العظیم! وہ اسی سلوک کا مستحق ہوتا جو "مسیلمہ کذاب" اور "اسود عنسی" سے کیا گیا۔ یہ انگریز بہادر کی اندھیر نگری تھی جس میں

حمیت و غیرت کے گھونٹ پی کے چپکے رہے، حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے
مساوات و برتری کے دعوے ہوتے رہے، اور انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین و تذلیل کو "کارنامۂ
نبوت" کی حیثیت دی گئی، "فضل بر دو روی" کو "مقتضی رہنا چاہئے" تقسیم کے بعد ہم ایسے
نام نہاد عاشقانِ رسول اور محبانِ قرآن کی غیرت و حمیت کو سانپ سونگھ گیا ہے، ان کی دینی
حس کا سارا اثاثہ بہت عرصہ کا سیاست کی نذر ہو چکا ہے، ان کا ضمیر اغراض و مصالح کی
قربان گاہ کی بھینٹ چڑھ چکا ہے، ورنہ خدا کی قسم! اس ملک میں... ہاں اسی پاک ملک میں
جو قرآن اٹھا اٹھا کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا واسطہ دے دے کر ہم نے
حاصل کیا تھا... قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ تلاعب، یہ کھیل، یہ
تماشا اور یہ بازی گری نہ ہوتی، قیامت ہوتی، ہرگز نہ ہوتی، اگر مسلمانوں کا ضمیر اور غیرت
دونوں آسودۂ خواب اور راہیٔ عدم نہ ہو گئے ہوتے... اکبر کو خوش ہونا چاہئے کہ اسلام خود
اپنے گھر میں کس مپرسی اور غربت کے عالم میں ہے۔

بہرحال مرزا صاحب نے قرآن کی لفظی تحریف تو بہت ہی جزم اور احتیاط
کے ساتھ کی ہے، اور بہت سوچ سوچ کر اس وادیٔ پرخار میں قدم رکھا ہے، کیونکہ لفظی
تحریف کا ہاتھی مسیحیت کے تنگ دروازے سے بمشکل گزر سکتا تھا اور الفاظ قرآن میں
خیانت کی چوری مسلمانوں کا ہفت سالہ بچہ بھی پکڑ سکتا تھا۔ مرزا صاحب کے تحریفی جوہر اور
"مسیحی کمالات" قرآن کی تحریف معنوی میں خوب خوب کھلے، مرزا صاحب نے "تخت
مسیحیت" پر جلوہ افروز ہو کر سب سے پہلے تو اپنے نیازمندوں سے "قرآن کی آخری
اتھارٹی" کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا، جس کا مطلب یہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے
لے کر صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور پوری امت اسلامیہ کی تفسیر ایک طرف ہو اور
مرزا صاحب کی ارشاد فرمودہ تفسیر دوسری طرف ہو تو حق وہی ہے جو مرزا صاحب فرمائیں،
کیونکہ مرزا صاحب کی تحریف آرائی کا مقصد ہی بقول ان کے قرآن کی ان غلطیوں کا نکالنا
تھا جو تفسیروں سے پیدا ہو گئی تھیں، مرزا صاحب کے نیازمندوں نے بھی انہیں یہ منصب عطا
کرنے میں کسی بخل سے کام نہیں لیا، بلکہ مرزا صاحب کی ہر بات پر "آمنا و صدقنا" کے

تو اس سے پوری قیامت سے لگائے، مرزا صاحب نے دین کو رات و یا مات کو دن کہا تو "نیاز مندان مسیح موعود" نے "سچ ہے" اور "بجا فرمایا" کا نعرہ بلند کیا۔ اس کی ایک مثال کی طرف اوپر اشارہ کر چکا ہوں، کیا دنیا کا کوئی دیوانہ یہ سوچ سکتا ہے کہ قرآن پنجاب میں نہیں بلکہ عرب میں نازل ہوا ہے، مگر مرزا صاحب نے "صف شکنان مسیح" سے فرمایا کہ: بتاؤ! قرآن کہاں نازل ہوا؟ عرض کیا: "اللہ اور رسولہ اعلم!" ارشاد ہوا: "انا انزلناہ قریباً من القادیان، وبالحق انزلناہ وبالحق نزل" (ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے، اور سچائی ضرورت کے وقت اتارا ہے، اور ضرورت کے وقت اترا ہے)۔ فدایان مسیح موعود یک زبان ہو کر بولے: "صدق اللہ ورسولہ" مرزا صاحب کی یہ "وحی" ان کی تصنیف لطیف "حقیقۃ الوحی" کے صفحہ ۸۸ پر درج ہے، اور بین القوسین کا ترجمہ بھی خود مرزا صاحب کے قلم معجز رقم سے نکلا ہے۔ "مسیح پنجاب" کے حواریوں نے جب بقائمی عقل و خرد "وحی ظلی" کی روشنی میں دن کو رات اور قرآن کو قادیان کے قریب نازل شدہ تسلیم کر لیا تو اس کے بعد اور کیا باقی رہ جاتا تھا؟ چنانچہ اپنے نیازمندوں کی "دانش مندی" سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزا صاحب نے دین میں الف سے یا تک انقلاب عظیم برپا کر دیا اور دین کے تمام مسلمہ حقائق اور قطعی عقائد، جن پر مسلمانوں کا ایمان ہے، مسیح موعود کی کرشمہ سازی کی نذر ہو گئے۔ نوبت بایں جا رسید کہ مسلمانوں کا خدا، خدا نہ رہا، اور رسول، رسول نہ رہا، چنانچہ مرزائیوں کے مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود خلیفۃ المسیح الثانی اپنے والد محترم کا دوٹوک فیصلہ نقل فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے تو فرمایا ہے کہ ان کا (یعنی مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے ان کا حج اور، اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔" ("الفضل" ۲۲ اگست ۱۹۱۷ء)

"آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے) فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ

غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے ہمیں اختلاف ہے۔" ("الفضل" ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

اس اجمال کی تفصیل تو کسی دوسری فرصت میں کی جائے گی کہ مرزا صاحب نے اسلام کے آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن حقائق کو کس بے دردی سے جھٹلایا، یہاں ہم موضوع بحث کی رعایت سے ان سیکڑوں آیات میں سے چند آیات بطور مثال پیش کرتے ہیں، جن پر مرزا صاحب کی "مسیحی تحریف" نے مشق ناز فرماکر تحریف دو عالم اپنے نیازکیش مریدوں کی گردن پر رکھا ہے۔

(ماہنامہ "بینات" کراچی محرم الحرام ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۷۷ء)

فتح مبین

صلح حدیبیہ سے واپسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ الفتح نازل ہوئی، جس میں اس صلح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انعام خصوصی اور فتح مبین قرار دیا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ "فتح مبین" کی یہ بشارت ان پر نازل ہوئی ہے۔ ان پر نازل شدہ آیت مع ترجمہ و تفسیر درج ذیل ہے:

"انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" (الفتح:۱)

ترجمہ و تفسیر از مرزا صاحب: "ہم نے تجھ کو کھلی کھلی فتح عطا فرمائی ہے، یعنی عطا فرمائیں گے، اور درمیان میں جو بعض مکروہات و شدائد ہیں، وہ اس لئے ہیں تا خدائے تعالیٰ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ معاف فرمادے، یعنی اگر خدائے تعالیٰ چاہتا تو قادر تھا کہ جو کام مدنظر ہے وہ بغیر پیش آنے کسی نوع کی تکلیف کے اپنے انجام کو پہنچ جاتا اور بآسانی فتح عظیم حاصل ہو جاتی، لیکن تکالیف اس جہت سے ہیں کہ تا وہ تکالیف موجب ترقی مراتب مغفرت قرار پائیں۔" (تذکرہ ص:۴۲۲، ۴۲۳ طبع چہارم)

سبحان اللہ! کتنی عمدہ تفسیر ہے، آیت میں مغفرت وغیرہ کو فتح پر مرتب کیا گیا ہے، اور مرزا جی اس کی ضد یعنی مکروہات و شدائد پر مرتب کر رہے ہیں۔

لطیفہ:

قادیانی امت ہر فضیلت و خصوصیت میں مرزا صاحب کو نہ صرف آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کے مساوی قرار دیتی ہے، بلکہ مرزا صاحب کی افضلیت بھی نمایاں کیا کرتی ہے۔ چنانچہ وہ یہاں بھی دعویٰ کرے گی کہ مرزا صاحب کی "فتح مبین" کو دو وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت حاصل ہے۔ اوّل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت منصب نبوت پر فائز ہونے کے اٹھارہ سال بعد ۶ھ میں حاصل ہوئی، اور مرزا صاحب کو منصب نبوت پر فائز ہونے سے اٹھارہ سال پہلے (مرزا محمود صاحب کی تحقیق کے مطابق مرزا صاحب ۱۹۰۱ء میں منصب نبوت پر فائز ہوئے، اور "فتح مبین" کی بشارت ان پر اٹھارہ سال پہلے براہین احمدیہ میں نازل ہو چکی تھی)... دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بشارت سے عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ سرفراز ہوئے، اور مرزا صاحب پر دس مرتبہ یہ بشارت نازل ہوئی۔ (دیکھئے: تذکرہ طبع چہارم صفحات: ۵۰، ۹۴، ۲۳۱، ۲۷۸، ۲۸۵، ۳۵۱، ۵۰۵، ۵۲۳، ۶۳۸، ۸۵۲) اب بتائیے کس کا مرتبہ بلند تر ہوا؟ نعوذ باللہ من الغباوۃ والغوایۃ!

بہرحال مرزا صاحب ایک مرتبہ نہیں بلکہ دس مرتبہ صاحب فتح مبین بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمسری کا دعویٰ کر رہے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مبین کا نظارہ تو سب نے دیکھا، آئیے ذرا مرزا جی کی "فتح مبین" کا بھی نظارہ کرتے جائیں۔

مرزا جی کی پوری زندگی "فتح مبین" کی تفسیر تھی، اور ان کی شاندار کامیابیوں کے ایک دو نہیں، دسیوں میدان تھے، جن کی تفصیل کے لئے ضخیم مجلدات بھی ناکافی ہیں، تاہم نہایت اختصار کے ساتھ چند اشارے یہاں بھی کر دینا مناسب ہوگا۔

پہلا میدان: ... دعاوی:

مرزا جی نے جو معرکہ سب سے پہلے سر کیا، اور اوّل و آخر جس کو وہ "فتح مبین" کا علم بلند کیا، وہ ان کے دعاوی کا وسیع میدان ہے۔ "دعاوی مرزا" کے نام سے متعدد رسائل شائع ہو چکے ہیں، تفصیل کے لئے ناظرین ان کی مراجعت فرمائیں، البتہ اس میدان میں مرزا جی کی "فتح مبین" کا نظارہ کرنے کے لئے چند نکات ملحوظ رکھیں۔

نکتۂ اولیٰ:... بسیط و مرکب:

مرزا جی سے قبل جن مدعیانِ دعوت و ارشاد نے مسندِ تقدس پر جلوہ افروز ہوکر خلقِ خدا کو اپنی جانب مائل کیا، ان سب نے ایک دو بسیط دعووں پر قناعت کرلی، کسی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا، کسی نے الوہیت اور خدائی کا، کوئی خدا کا بروز بنا، کوئی مسیح کا، کسی نے مہدویت کی مسند آراستہ کی، کسی نے حلول و ظہور کا ”باب“ کھولا، لیکن ہمارے مرزا جی کی ہمت بلند تھی، جو کسی ایک آدھ دعوے پر قناعت نہ کرسکی، بلکہ آپ نے ان تمام دعاوی کو جمع کرلیا جو آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کسی سچے جھوٹے مدعی نے کئے، یا کرے گا۔ ملل و نحل کی کتابیں کھولو! اور دنیا کے تمام ادیان و مذاہب... خواہ وہ سچے ہوں یا جھوٹے... کے دعاوی کو ایک ایک کرکے پیش کرتے جاؤ، ہم ہر ایک کے مقابلے میں مرزا جی کا دعویٰ پیش کرتے جائیں گے، اس کے باوجود ہمارے مرزا جی کے دعاوی کا وسیع خزانہ ختم نہیں ہوگا۔ تم آدم علیہ السلام سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو پیش کروگے تو اس کے مقابلے میں مرزا جی کا صرف ایک شعر کافی ہوگا:

زندہ شد ہر نبی بآمدنم

ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(دُرِّ ثمین فارسی ص:۱۶۵)

(میری آمد سے ہر نبی زندہ ہوگیا، ہر رسول میرے پیراہن میں چھپا ہوا ہے... ترجمہ از ناقل)

انصاف کرو کہ ”ہر نبی“ اور ”ہر رسول“ کے لفظ سے کوئی نبی اور کوئی رسول باہر رہا؟ پیش کرو کہ تاریخِ نبوت میں کسی عظیم الشان رسول نے بھی اتنا بلند دعویٰ کیا ہو...؟

تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابہ... رضوان اللہ علیہم اجمعین... کو پیش کروگے تو اس کے مقابلے میں مرزا جی کا ایک فقرہ کافی ہوگا:

”میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے

تک کسی نے دعویٰ کیا کہ میں بیت اللہ ہوں، حجرِ اسود ہوں، خدا کی مانند ہوں، خدا کی توحید وتفرید ہوں، اور "کأنّ اللہ نزل من السماء" کا باپ ہوں؟ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض دعاوی کے میدان میں ہمارے مرزا جی کی "فتح مبین" کا پہلا کھلا نشان یہ ہے کہ ان کے مرکب دعاوی کی نظیر پیش کرنے سے سب عاجز ہیں، ان جیسا مدعی نہ ہوا ہے، نہ ہوگا، نہ آیا، نہ آئے گا۔

دوسرا نکتہ:... جامع الاضداد:

دعاوی کے میدان میں سب کو شکست دے کر مرزا جی نے "فتح مبین" کا پھریرا کیسے لہرایا؟ اس کو سمجھنے کے لئے دوسرا نکتہ یہ بھی سامنے رکھنا چاہئے کہ انسانی تاریخ کے تمام مدعیوں نے... خواہ وہ صادق ہوں یا کاذب... یہ احتیاط ملحوظ رکھی کہ ان کا دعویٰ تضاد اور تناقض کے کانٹوں میں الجھ کر نہ رہ جائے۔

کسی بانیٔ مذہب نے بطور دعویٰ ایسی دو چیزیں کہنے کی جرأت نہیں کی، جو عقل وشرع یا کم از کم اس کے مسلمہ عرف کے مطابق ایک دوسرے کی ضد ہوں۔ میدانِ دعاوی میں یہ معرکہ صرف ہمارے جامع الاضداد مرزا جی نے سر کیا ہے، اور حق یہ ہے کہ بڑی جوانمردی سے سر کیا ہے۔ مرزا صاحب کی یہ جامعیت بجائے خود ایک ضخیم کتاب کا موضوع ہے، تاہم اس کی وضاحت کے لئے یہاں چند مثالیں پیش کردینا کافی ہے۔

مثالِ اوّل:... مرد و عورت:

عقلاً وشرعاً مرد اور عورت دو متباین اصناف ہیں، کسی بانیٔ مذہب کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ بقائمی ہوش وحواس اپنے دعوے کی بنیاد مرد سے عورت اور عورت سے مرد بننے کے فلسفے پر رکھے، مگر ہمارے مرزا جی نہ صرف یہ کہ بیک وقت مریم اور ابن مریم ہیں، بلکہ ان کے دعوائے مسیحیت کا تمام تر انحصار اسی فلسفے پر ہے، وہ بڑی بلند آہنگی سے "مرزا غلام احمد سے مریم تک" اور "مریم سے ابن مریم تک" کے تمام مراحل بطور استعارہ طے فرماتے ہیں اور پھر بصد شانِ رعنائی وہ یہاں تک پہنچے کہ "مسیح ابن مریم" کی حیثیت سے مسندِ مسیحیت پر رونمائی

فرما کر لوگوں کو اپنے ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس "استعارتی فلسفے" کی تشریح موصوف نے "نزول المسیح"، "کشتی نوح" (ص:۴۷ تا ۵۰)، "روحانی خزائن" ج:۱۹ ص:۵۰) اور حاشیہ "حقیقۃ الوحی" وغیرہ میں فرمائی ہے، تفصیل وہاں دیکھ لی جائے۔ البتہ خلاصہ ان الہامی رموز و اسرار کا یہ ہے کہ وہ غلام احمد سے مریم بنے، دو برس تک مریمی شان سے پردے میں نشو و نما پاتے رہے، دو سال بعد ان میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی، استعارہ کے رنگ میں حاملہ ہوئے، دس مہینے بعد درد زہ ہوا، وضع حمل ہوا، اور پھر مدت تک مریمی صفات کی پرورش میں رہے، تا آنکہ سچ مچ عیسیٰ ابن مریم بن گئے۔ چونکہ خود مرزا صاحب کی تصریح کے مطابق یہ اسلام کی تیرہ صد سالہ تاریخ کا منفرد اور عجوبہ واقعہ ہے، اس لئے تسلیم کرنا چاہئے کہ اس عجیب و غریب فلسفے کی اختراع میں انہیں سب علماء پر "فتح مبین" حاصل ہے۔

مثالِ دوم:... حقیقت اور استعارہ:

مرزا صاحب گزشتہ الہامی انکشافات میں تصریح فرماتے ہیں کہ ان کا غلام احمد سے عیسیٰ بن مریم تک پہنچنے کے لئے تدریجی مراحل طے کرنا بطور استعارہ تھا، اور اہل علم خوب جانتے ہیں کہ استعارہ اور حقیقت دو متباین اور متضاد چیزیں ہیں، لہٰذا اگر مرزا صاحب کا مسیح ابن مریم ہونا محض استعارہ ہے تو واقعۃً وہ مسیح نہیں، نہ اس پر احکام واقعیہ مرتب ہو سکتے ہیں، اور اگر وہ واقعی سچ مچ ابن مریم ہیں تو اس کو استعارہ کہنا صحیح نہیں، مگر یہ بھی ان کی "فتح مبین" کا عجوبہ ہے کہ وہ غلام احمد سے عیسیٰ بن مریم بننے کے درمیانی مراحل کو استعارہ فرماتے ہیں اور اسے سچ مچ کی حقیقت واقعیہ قرار دے کر اس پر ایمان لانا بھی فرض قرار دیتے ہیں، ان دو متضاد دعووں کو ایک ساتھ نبھانا یہی تو مرزا جی کی بہادری کی "فتح مبین" ہے۔

مثالِ سوم:... وحی اور سادہ لوحی:

مرزا صاحب اپنی پہلی تصنیف "براہین احمدیہ" کی تالیف سے کافی مدت پہلے مکالمہ مخاطبہ، وحی اور الہام کی نعمت سے سرفراز ہو چکے تھے، اور یہ کتاب انہوں نے مامور من اللہ

مجدد، ملہم اور مثیل مسیح ابن مریم کی حیثیت میں تالیف فرمائی تھی۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳)

نیز اس کتاب کی عظیم ترین منقبت یہ ہے کہ وہ... عالم وجود میں آنے سے تقریباً چودہ سو سال پہلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملاحظہ عالی سے گزری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بے حد پسند کیا۔ مرزا صاحب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا نام "قطبی" بتایا، جس کی تعبیر یہ تھی کہ: "وہ ایسی کتاب ہے کہ قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے، جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم ص۲۴۸، حاشیہ در حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن ج۱ ص۲۷۴، ۲۷۵)

مرزا صاحب نے اس "قطبی" میں وہ تمام الہامات بھی درج کر دیئے ہیں جن کو وہ آئندہ اپنے دعوؤں کے ثبوت میں پیش کرتے رہے، اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا:

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے، اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے، وہ غلبہ مسیح علیہ السلام کے ذریعہ ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔"

(براہین احمدیہ ص۴۹۸، ۴۹۹، حاشیہ در حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن ج۱ ص۵۹۳)

اس کتاب کی تالیف کے دس بارہ سال بعد آپ نے "فتح اسلام"، "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" نامی رسائل لکھے، جن میں آپ نے یہ الہامی دعویٰ فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے پر کھول دیا ہے کہ مسیح کے دوبارہ آنے کا قرآن شریف میں تو کہیں ذکر نہیں، قرآن شریف تو ہمیشہ کے لئے اس کو دنیا سے رخصت کرتا ہے، البتہ بعض حدیثوں میں جو استعارات سے پر ہیں، مسیح کے دوبارہ دنیا

میں آنے کے لئے بطور پیش گوئی بیان کیا گیا ہے، سو ان حدیثوں
کے سیاق سباق سے ظاہر ہے کہ اس جگہ درحقیقت مسیح ابن مریم کا
دوبارہ دنیا میں آجانا ہرگز مراد نہیں، بلکہ یہ ایک لطیف استعارہ ہے،
جس سے مراد یہ ہے کہ کسی ایسے زمانے میں جو مسیح ابن مریم کے
زمانے کا ہم رنگ ہوگا، ایک شخص اصلاح خلائق کے لئے دنیا میں
آئے گا جو طبع اور وقت اور اپنے منصبی کام میں مسیح کا ہم رنگ ہوگا.....
اب جو امر کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ
مسیح موعود میں ہی ہوں۔"

{ازالہ اوہام ص:۲۷، ۲۸، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۲۲}

مرزا صاحب کے پہلے موقف اور اس جدید انکشاف میں تضاد تھا، اس لئے سوال ہوا کہ آپ کو مسیح موعود بنانے والے الہامات تو "براہین" میں درج ہو چکے تھے، وحی الٰہی بھی نازل ہوئی تھی، جب آپ قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم کتاب اسلام کی حقانیت پر تصنیف فرما رہے تھے، اس وقت آپ پر یہ "انکشاف" کیوں نہ ہوا؟ اس کے جواب میں حضرت مسیح الزماں فرماتے ہیں:

"میں نے "براہین" میں جو کچھ مسیح ابن مریم کے دوبارہ
آنے کا ذکر لکھا ہے، وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے
ہے، جس کی طرف آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات
جھکے ہوئے ہیں، سو اسی ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے میں نے
"براہین" میں لکھ دیا تھا کہ: "میں صرف مثیل موعود ہوں، اور میری
خلافت صرف روحانی خلافت ہے، لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی
ظاہری اور جسمانی دونوں طور پر خلافت ہوگی۔" یہ بیان جو "براہین"
میں درج ہو چکا ہے صرف اسی سرسری پیروی کی وجہ سے ہے جو ہم
کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے

لازم ہے، کیونکہ جو لوگ خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے
نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں
کرتے، اور اپنی طرف سے کوئی دلیری نہیں کرسکتے۔"

(ازالہ اوہام ص:۱۹۷، ۱۹۸، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۹۲)

جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کا مشہور عقیدہ... جو صدرِ اوّل سے آج تک متواتر چلا آتا ہے... یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، وہی دوبارہ بنفسِ نفیس تشریف لائیں گے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثارِ مرویہ بھی اسی مشہور عقیدے کو بیان کرتے تھے، ادھر اس خاکسار ملہم کو اصل حقیقت کا علم نہیں ہوا تھا، اس لئے ہم نے "براہین" میں مسلمانوں کا مشہور عقیدہ لکھ دیا۔

مرزا صاحب کا یہ جواب اگرچہ بڑا فکر انگیز ہے، لیکن افسوس ہے کہ اس سے ان کے تضاد کا معاملہ حل نہیں ہوا، اس لئے انہیں اس پر توجہ دلائی گئی تو جو جواب ارشاد ہوا وہ "جوابِ تلخ می زیبد لبِ لعل شکر خارا" کا اچھا نمونہ ہے، فرماتے ہیں:

"اس وقت کے نادان مخالف بدبختی کی طرف ہی دوڑتے ہیں، اور شقاوت سر پر سوار ہے، باز نہیں آتے، کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں، مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے سے پہلے "براہین احمدیہ" میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے، اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو؟ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں؟ (حضرت! جوشِ غضب میں آپ کو یاد نہیں رہا، "براہین احمدیہ" کا صفحہ: ۴۹۸، ۴۹۹ کھول کر دیکھئے، وہاں آنجناب نے قرآن کی آیت کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری ذکر کی ہے، ہاں! قرآن کو "خدا کی وحی" نہ سمجھتے ہوں تو دوسری بات ہے... ناقل) اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب

ہوں۔ (نہ مرغیب کا کشف تھین "وما ینطق عن الہوی" کا دعویٰ تو
تھا، خدا سے وحی پانے والا غلط عقیدے کیسے رکھے؟ کتنے شرم کی بات ہے!
...ناقل) جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ
سمجھایا (بار بار سمجھانے کی ضرورت کیوں ہوئی؟ خدا کا ایک بار سمجھانا
کافی نہیں ہوتا؟... ناقل) کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے،
تب تک میں اسی عقیدے پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی
وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی
نسبت براہین میں لکھا، جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو
میں اس عقیدے سے باز آگیا، میں نے بجز کمال یقین کے جو
میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا اس رسمی عقیدے کو نہ
چھوڑا، حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم
الخلفاء ٹھیرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب
کرے گا۔ (حضرت! سوال بھی تو یہی تھا، آپ جواب دے رہے
ہیں یا سوال دہرا رہے ہیں؟... ناقل) اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری
خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق
ہے کہ: "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین
کلہ" (جب آپ کو بتادیا گیا تھا کہ آپ ہی اس آیت کے مصداق
ہیں تو اس بتادینے کے بعد آپ نے اس آیت کا مصداق حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو کیوں قرار دیا؟... ناقل) تاہم یہ
الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی
نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین
احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھیرایا گیا تھا مگر پھر بھی
میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی

آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ یہی میری کمال سادگی اور ذہول پر دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدے کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے، بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے، اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدے پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارے میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے...... خدا نے میری نظر کو پھیر دیا، میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے۔ یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی۔ ورنہ میرے مخالف مجھے بتلا دیں (کل نفس! آپ کے مخالف کیوں بتائیں؟ ماشاء اللہ آپ خود ہی اپنا سارا کچا چٹھا کھول رہے ہیں: "ہوئے تم دوست جس کے، اس کا دشمن آسماں کیوں ہو؟" ... ناقل) کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا، بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا؟ اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا؟..... پس وہ الہامات جو میری بے خبری کے زمانے میں مجھے مسیح موعود قرار دیتے ہیں..... اگر وہ میرا افترا ہوتے تو میں اسی براہین میں ان سے فائدہ اٹھاتا اور اپنا دعویٰ پیش کرتا، اور کیونکر ممکن تھا کہ میں اسی براہین میں یہ بھی لکھ دیتا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے گا، ان دونوں متناقض مضمونوں کا ایک ہی کتاب

میں جمع ہونا (مرزائی اُمت گواہ رہے کہ حضرت صاحب اپنی کتاب میں تناقض کا علی الاعلان اقرار فرما رہے ہیں۔ ناقل) اور میرا اس وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا ایک منصف مزاج کو اس رائے کے ظاہر کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے کہ درحقیقت میرے دل کو اس وحی الٰہی کی طرف سے غفلت رہی جو میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی۔ اس لئے میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔"

(براہین احمدیہ ص:۹۷، ۹۸ روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۱۰۳، ۱۰۴)

جواب کا حاصل یہ کہ مرزا صاحب کی فطرتی سادگی، غفلت، بھول اور بے خبری بارہ برس تک اللہ تعالیٰ کی صاف، روشن اور کھلی کھلی وحی کا مدعا پانے سے قاصر رہی۔ ادھر اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی بارہ سال تک انہیں مسیح موعود کے منصب سے آگاہ کرتی رہی، ادھر مرزا صاحب کی یکسی سادگی وحی الٰہی کے مخالف لکھنے لکھانے پر مصر رہی...! یوں دو متناقض مضمونوں کے ایک جگہ جمع ہونے کی ذمہ داری مرزا صاحب پر نہیں بلکہ ان کی روایتی غفلت اور مدہوشی پر ہے، اور یہ ان کے کذب و افترا کی نہیں، بلکہ صدق و راستی کا معجزہ ہے۔ (جل جلالہ)

اس طویل اقتباس اور اس کی تلخیص سے مقصد صرف مرزا صاحب کی جامعیت اضداد کا دکھانا ہے، تاریخ و سیرت کے دفتر کھنگالو! مگر تمہیں کسی ایسے مدعی وحی و الہام کی نظیر نہیں ملے گی، جو "ذکی" اور "سادہ لوحی" کے شیشہ و سنگ کا جامع ہو گیا اس سادہ لوحی اور غفلت و بے خبری کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش کر سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی صاف، صریح اور کھلی کھلی وحی کے باوجود کوئی صاحب وحی بارہ برس تک اپنے منصب سے بے خبری کا شکار رہا ہو؟ اور بارہ برس بعد جب کہ کوئی خدا سے کہے: "میں خود تعجب کرتا ہوں کہ باوجود بار بار کی صریح، روشن اور کھلی کھلی وحی کے میں آپ کا مدعا نہیں سمجھا تو معاف کیجئے! فقیر کو کچھ بھول اور بھول کا عارضہ ہے۔ (نعوذ باللہ)

مجھے قتل کر کے وہ بھولا سا قاتل
لگا کہنے: کس کا یہ تازہ لہو ہے؟
کسی نے کہا: جس کا وہ سر پڑا ہے
کہا: بھول جانے کی کیا میری خو ہے!

آپ نے باقل اور شیخ چلی جیسے عاقلوں کے لطیفے ضرور پڑھے سنے ہوں گے، لیکن الہام ووحی اور نبوت ورسالت کا یہ دردناک تماشا کس نے دیکھا سنا؟ جناب کو چودھویں صدی کا مجدد، مسیح اور نبی ملا بھی تو قادیان کا وہ فرد یگانہ جو بارہ دس، بائیس برس تک بقول خود ورشید نزول وغفلت میں خدا کا مطلب ہی نہیں سمجھا۔ حیف ہے اس وحی پر جو صاحب وحی کو اندھیرے میں رکھے، اور تف ہے اس نبوت پر جس کا حامل، بائیس برس تک خود گم کردہ راہ رہے...! مرزا جی کے ان لطائف پر ظاہر بینوں کو ہنسی آئے گی، لیکن جو لوگ وحی الٰہی کے تقدس اور نبوت ورسالت کی رفعتوں سے آشنا ہیں وہ ان لطائف کو سن کر خون کے آنسو روئیں گے کہ قادیان کے ان مسیح صاحب نے ان مقدس اصطلاحات کی کیسی مٹی پلید کی، اور انہیں کتنی بے دردی سے پامال کر ڈالا...!

فاللّٰہ المستعان وإلیہ المشتکی!

مثال چہارم:... تجدید اور شرک:

گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے کہ مرزا صاحب ایک مدت تک عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے رفع ونزول کے قائل رہے، اور یہی عقیدہ انہوں نے آیت قرآن، آثار نبویہ اور عقیدۂ امت مسلمہ کی روشنی میں اپنی "تصنیف" میں درج کیا، لیکن اپنی عمر عزیز کی پچاس بہاریں دیکھنے کے بعد جب آپ نے خود مسند مسیحیت بچھائی تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو شرک، الحاد، تحریف اور تفسیر بالرائے کا خطاب دے کر تیرہ صدی کی امت کو مشرک وملحد قرار دے دیا، بلکہ اپنی سابقہ عمر پر بھی یہی فتویٰ جاری فرمایا۔ مرزا صاحب کے اس بے نظیر تضاد کا عکس روزنامہ "الفضل" نے یوں نکالا ہے:

"حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے لکھا ہے کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننا شرک ہے، لیکن پہلے
براہین احمدیہ میں خود یہ عقیدہ بیان کرچکے ہیں، اب اگر کوئی شخص
کہے کہ پھر آپ بھی شرک کے مرتکب ہوئے ہیں، تو ہمارا یہی جواب
ہوگا کہ ہرگز نہیں، آپ نے اس وقت یہ خیال ظاہر کیا تھا جب قرآن
کریم اور الہام الٰہی سے وضاحت نہیں ہوئی تھی، شرک کے مرتکب
وہ ہیں جو اس وضاحت کے بعد ایسا کرتے ہیں۔"

(۹ جولائی ۱۹۳۸ء، قادیانی مذہب فصل دوم طبع جدید ص:۳۰۳)

"الفضل" کا مدعا یہ ہے جس طرح مرزا صاحب کو بارہ سال تک کھلی کھلی وحی الٰہی کا مفہوم ذہن نشین نہیں ہوا تھا، اسی طرح آپ شرکیہ عقیدے کو بھی بمصداق تجدید اسلامی سمجھتے رہے، اس لئے شرک کے مرتکب ہرگز نہیں ہوئے۔ بارہ سال بعد مرزا صاحب پر الہام کا مفہوم کھلا اور مجدد سے مسیح بنے تو اسلامی عقیدہ شرک میں تبدیل ہوگیا... سبحان اللہ! کیا دقائق ومعارف ہیں، "الفضل" کی تصریح سے ایک اور عقیدہ بھی معلوم ہوا، وہ یہ کہ شرک کو شرک سمجھ کر آدمی کرے تو شرک کا مرتکب کہلاتا ہے، جب تک "الہام الٰہی" سے اس پر یہ "وضاحت" نہ ہو تب تک شرک کی تعلیم دینے کے باوجود مشرک نہیں بلکہ مجدد اور مسیح ہوتا ہے:

"جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی!"

مثال پنجم:... اُمتی و نبی:

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت
کامل طور پر اُمتی ہوگا تو پھر باوجود اُمتی ہونے کے کسی طرح سے
رسول نہیں ہوسکتا، کیونکہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متبائن ہے۔"

(ازالہ ص:۵۷۵)

مرزا صاحب کی اس تصریح سے واضح ہے کہ جو شخص کامل طور پر امتی ہو وہ کسی طرح سے رسول نہیں ہوسکتا، نہ اصلی نہ ظلی، نہ تشریعی نہ غیرتشریعی، کیونکہ رسول اور امتی دونوں متبائن ہیں، اور عقلاء جانتے ہیں کہ دو متبائن مفہوم ایک ذات میں بیک وقت جمع نہیں ہوسکتے، مگر ہوا یہ کہ مرزا صاحب کی مسیحائی نے دونوں کو بیک وقت جمع کردکھایا۔ ان کی ساری عمر اسی رشتے کی بنائی میں گزری کہ وہ رسول بھی ہیں اور امتی بھی۔ انہوں نے اس نسخۂ اجتماع ضدین کی تشریح میں سینکڑوں صفحات سیاہ کئے، مگر عقیدۂ تثلیث کی طرح اس پیچیدہ نسخے کو نہ وہ خود سمجھے، نہ اپنی امت کو سمجھا سکے۔ چنانچہ آج تک وہ اس عقدے کو حل نہ کرسکی کہ وہ دراصل کیا تھے؟ رسول اور نبی تھے؟ یا نرے امتی؟ یا یہ کہ کامل طور پر نہ وہ تھے، نہ یہ تھے، بلکہ ایک برزخی مخلوق تھے؟

"چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما"

مثال ششم:... نزولِ جبرئیل:

مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا انکار کرنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان فرمائی تھی:

"ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی فقرہ کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہوجاویں، یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے، کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہوگئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔" (ازالہ اوہام ص:۵۷۷، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۱۲)

مرزا صاحب کے پاس جبرئیل ایک بار نہیں، بلکہ بار بار آتا ہے، قرآن کریم جیسی قطعی وحی بھی نازل ہوتی ہے، مگر ان کی مسیحائی سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی، نزول جبرئیل کے لئے مندرجہ ذیل تصریحات ملاحظہ فرمایئے:

الف:... "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔"
(اخبار "بدر" ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج:۱۰ ص:۱۲۷)

طالب علم ہمارے گھر میں تحصیل رہے تھے، وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی تھی، جس پر نیلا جزدان تھا، وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی، ہم نے پڑھنے لگے تھے، اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ اب جبرئیل نازل نہیں ہوتا، میں نے کہا یہ غلط ہے، میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے، مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبرئیل نہیں آتا، کیونکہ اس کتاب میں لکھا ہے، ہم میں بحث ہوگئی، آخر ہم دونوں مرزا صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا، آپ نے فرمایا: کتاب میں غلط لکھا ہے، جبرائیل اب بھی آتا ہے۔" (الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء، قادیانی مذہب فصل چہارم نمبر:۲۹ ص:۲۷۳ طبع پنجم)

د:... مرزا صاحب مسیح ابن مریم سے اپنی مشابہت کی تشریح کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز معرفت میں "روح القدس" کا نزول اپنے اوپر تسلیم کرتے ہیں، جو بقول ان کے نر و مادہ کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے اور تینوں کا مجموعہ "پاک تثلیث" بن جاتا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں "روح القدس" جبرئیل کا نام ہے۔

(دیکھئے توضیح مرام ص:۲۲، روحانی خزائن ج:۳ ص:۶۲)

ز:... مرزا صاحب کے دعوائے نزول جبرئیل کی صاف صاف ترجمانی ان کے ایک حواری قاضی محمد یوسف صاحب مانی نے فرمائی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"جو لوگ نبیوں اور رسولوں پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وحی لانا ضروری شرط نبوت قرار دیتے ہیں ان کے واسطے یہ امر واضح رہے کہ حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) کے پاس نہ صرف ایک جبرائیل آیا بلکہ بار بار جبرئیل آتا تھا اور وحی خداوندی لاتا تھا... اس درجے کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا ہے، خواہ اس کو کوئی دوسرا فرشتہ کہو (مثلاً: ٹیچی ٹیچی، مٹھن لال، شیر علی، سلطان احمد، غلام قادر،

الٰہی بخش، حفیظا، ستے، لوڑا، کرمی، تسکین، قصاب، کاتب، باغبان، ولیمرہ وغیرہ دیکھئے "تذکرہ" عنوان "فرشتے"... ناقل) یا جبرئیل کہو، اور چونکہ حضرت احمد علیہ السلام (مرزا غلام احمد) بھی نبی اور رسول تھے اور آپ پر ظلی درجے کی وحی کا یعنی وحی رسالت کا نزول ہوتا رہا، لہٰذا آپ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا تھا اور خدا نے اس فرشتے کا نام تک بتادیا ہے کہ وہ فرشتہ جبرائیل ہی ہے۔" (النبوة فی الالہام ص:۳۰، قادیانی مذہب فصل چہارم نمبر ۲۲ ص:۲۷۲ طبع پنجم)

خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت اور نزول جبرئیل، مرزا صاحب کے نزدیک ممکن بھی ہے اور واقع بھی...! ناممکن کو ممکن بنادینا انہی کا "مسیحائی کارنامہ" ہے۔

مثالِ ہفتم:... گستاخی اور کمال:

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں، لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے، اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے، نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے، اور حدیث: "لا نبی بعدی" میں بھی نفی عام ہے، پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے، اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہوچکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کردیا جائے، کیونکہ جس میں شانِ نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔" (ایام الصلح ص:۱۴۶، ۱۴۷، روحانی خزائن ج:۱۴ ص:۳۹۲، ۳۹۳)

مندرجہ بالا اقتباس میں مرزا صاحب، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کو قرآن کریم و حدیث نبوی: "لا نبی بعدی" کی تصریح کے خلاف، شرارت، جرأت، گستاخی، خباثت، دلیری کی پیروی اور نصوص صریحہ کا عمداً چھوڑنا قرار دیتے ہیں، اور صاف اعلان کرتے ہیں کہ جس میں شانِ نبوت موجود ہو اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔ لیکن جب مرزا صاحب خود "شانِ نبوت" کے ساتھ "محمد رسول اللہ" کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں تو یہی شرارت، جرأت، گستاخی، خباثت، دلیری کی پیروی اور نصوص صریحہ کا عمداً پشت انداز کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا کمال بن جاتا ہے، فرماتے ہیں:

> "اور اگر کوئی شخص کہے کہ جب نبوت ختم ہو چکی ہے تو اس امت میں نبی کس طرح ہو سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس بندہ (مرزا غلام احمد) کا نام اس لئے نبی رکھا ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ کی نبوت کا کمال امت کے نبوت کے بغیر ہرگز ثابت نہیں ہوتا، اور اس کے بغیر محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے، جو اہل عقل کے نزدیک بے دلیل ہے، اور کسی قرار پر ختم نبوت ہونے کے یہی معنی ہیں کہ کمالاتِ نبوت اس پر ختم ہیں، اور نبی کے بڑے کمالات میں سے نبی کا فیض پہنچانے میں کامل ہونا ہے، اور یہ جب تک امت میں اس کا نمونہ نہ پایا جائے ثابت نہیں ہو سکتا، اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ میری نبوت سے اللہ تعالیٰ کی مراد بجز کثرتِ مکالمہ و مخاطبہ اور کچھ نہیں، اور یہ اکابر اہل سنت کے نزدیک بھی مسلّم ہے، پس یہ صرف نزاعِ لفظی ہے۔" (ترجمہ استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص:۲۰، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۶۴۴)

مرزا صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کی نبوت کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ نبوت کی دلیل ہے، مرزا صاحب خود اگر نبوت سے سرفراز نہ ہوتے تو [illegible]۔

۲:...محدثیت کی نفی، نبوت کا دعویٰ:

"چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے (یعنی مرزا صاحب) وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا ہے، حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں... مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں..... اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والے نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے گا؟ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کا معنی اظہار امر غیب ہے، اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے، یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا۔" (سبحان اللہ جل جلالہ)

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۵،۶ مندرجہ روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۹،۲۱۰)

پہلی عبارت میں نبوت و رسالت اور محدثیت کے درمیان تقابل کرتے ہوئے نبوت کی نفی اور محدثیت کا دعویٰ کیا گیا ہے، اور دوسری عبارت میں بھی ٹھیک وہی تقابل موجود ہے مگر اب اس کے برعکس نبوت کا دعویٰ ہے اور محدثیت کی نفی...! بقول غالب:

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!

مرزا صاحب کی اُمت آج تک یہ فیصلہ نہیں کرسکی کہ ان کا اصل دعویٰ کیا تھا؟ لاہوری کہتے ہیں کہ قادیانی غلط سمجھے، اور قادیانی کہتے ہیں کہ لاہوری غلطی پر ہیں، وہ نہیں سمجھے، اور ہم کہتے ہیں کہ دونوں ٹھیک کہتے ہیں، خود مرزا جی بھی نہیں سمجھے۔ ان کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے کہ حضور! آپ کے دعووں میں تناقض کیوں ہے؟ تو حضور فرماتے ہیں:

دیا (مرزا جی کی اُمت کا لاہوری فرقہ کہتا ہے کہ حضرت صاحب پر عقیدے کی تبدیلی کا الزام محض تہمت ہے، اب فرمایئے یہ تہمت کس نے لگائی؟ مگر مرزا جی کے اُمتی بھی معذور ہیں، جب خود مرزا جی نہیں جانتے کہ خدا نے ان کے ساتھ کیوں کیا؟ تو ان کے اُمتی بھی اگر نہ جانتے ہوں کہ ان پر یہ تہمت کس نے لگائی تو گلہ شکوہ کیوں کیجئے؟ ناقل) اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا..... میں خدا تعالیٰ کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کرسکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ میرے کلام میں کچھ تناقض نہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا، اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا..... میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا..... مگر خدا نے جو چاہا سو کیا اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟" (حقیقۃ الوحی ص:۱۴۹، ۱۵۰ مندرجہ روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۵۳، ۱۵۴)

لیجئے بحث ختم ہوگئی..! اس تناقض بیانی اور تبدیلیٔ عقیدہ کا سارا الزام "وحی الٰہی کی بارش" اور "خدا کے فعل" پر عائد ہوا، اور مرزا صاحب یہ کہہ کر "میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا؟" صاف چھوٹ گئے، جب مرزا صاحب بھی نہیں جانتے کہ خدا کے اس فعل میں کیا حکمت ہے؟ تو ظاہر ہے کہ ان کی اُمت بھی نہیں جانتی ہوگی، نہ جان سکتی ہے۔

لیجئے! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب کو خدا نے اس تناقض میں کیوں ڈالا؟

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۵ حاشیہ، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۲)

کبریٰ: "اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔" (ازالہ ص ۱۹۰، روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

نتیجہ: بتایئے! کم فہم کا فتویٰ کس پر عائد ہوتا ہے...؟

ب: صغریٰ: "خدا تعالیٰ نے... مجھے مسیح ابن مریم ٹھہرایا۔"

(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۲، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

کبریٰ: "میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔"

(ازالہ ص ۱۹۲، روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

نتیجہ: سراسر مفتری اور کذاب کون ٹھہرا...؟

ج: صغریٰ: "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔"

("بدر" ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، حقیقۃ النبوۃ ص ۲۷۲ ضمیمہ، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

کبریٰ: "ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷)

نتیجہ: بتایئے! مرزا کی لعنت کس پر ہوئی...؟

د: صغریٰ: "اے سردار! تو خدا کا مرسل ہے۔"

(ترجمہ الہام عربی، حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷، حقیقۃ الوحی ج ۲۲ ص ۱۱۰)

کبریٰ: "حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔"

(اشتہارات ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰، ۲۳۱)

نتیجہ: فرمایئے! کاذب و کافر کون ہوا؟

مرزا صاحب کے تناقض دعاوی کی فہرست بڑی طویل ہے، وہ مجسم تضاد ہیں۔ ایک وقت مسیح موعود بھی ہیں اور کرشن بھی، مہدی بھی ہیں اور جے سنگھ بہادر بھی، محمد رسول اللہ بھی

اور برہمن اوتار بھی، حارث بھی ہیں اور مسلمان بھی، منصور بھی ہیں اور رودر گوپال بھی، آدم بھی ہیں اور خاتم بھی، مرزا صاحب کا قاری جب بھی ان کی تصنیف لطیف کا مطالعہ شروع کرتا ہے تو ان کے دعاوی باطلہ، متضاد الہامات، تحریفات اور تعلیمات کے جنگل میں برسوں بھٹکنے کے بعد بس اس نتیجے پر پہنچتا ہے جو بطور مقولہ مرزا صاحب نے ایک مسلمہ حیثیت دی ہے کہ:

"ایک رنگ میں سب (جھوٹے) نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔" (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۳۰۳)

معیارِ صداقت

اور

مرزا غلام احمد قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

عرض کیا جاچکا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود اپنے مقرر کردہ معیار "لو تقول" پر مفتری ثابت ہوئے، کیونکہ جناب مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کی تحقیق کے مطابق:

"نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا۔"

"۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے۔"

"۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، اب منسوخ ہیں، اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص:۱۲۱)

"۱۹۰۱ء سے پہلے..... جو تعریف نبی کی آپ پہلے خیال فرماتے تھے اس کے مطابق آپ نبی نہ بنتے تھے۔"

"۱۹۰۱ء سے پہلے..... آپ اپنے آپ کو نبی کہنے سے پرہیز کرتے تھے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص:۱۲۲)

۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب پر نبوت کا مسئلہ کھلا، اور انہوں نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کرکے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور و شور سے کیا، اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرض وبائی

ہیضہ سے مرزا صاحب فوت ہو گئے (حیاتِ ناصر ص:۱۴) اس طرح ان کی یہ بات خود ان پر صادق آئی (بین القوسین کے تشریحی الفاظ ناقل کی جانب سے ہیں):

"خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری (مرزا صاحب کی طرح) جلد ہلاک کیا جاتا ہے، اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی، جو صادق کامل کو ملی تھی، جو تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس کو وحی پانے کے لئے تیئیس برس کی عمر ملی۔ یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے۔"

(ضمیمہ اربعین ۳، ۴ صفحہ ۱۱، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۷۷)

اور مرزا صاحب کو منجملہ دیگر خصوصی انعام، جو انہیں خاص طور سے حق جانب اللہ عطا ہوا، اور ان کی اُمت کو بھی اس میں سے حصہ رسدی ملا، یہ تھی:

"اور ہزاروں لعنتیں خدا کی، اور فرشتوں کی، اور خدا کے پاک بندوں کی اس شخص پر ہیں، جو اس پاک پیمانے میں کسی خبیث مفتری کو (مثلاً: مرزا صاحب کو) شریک سمجھتا ہے، اگر قرآن کریم میں آیت لو تقول بھی نازل نہ ہوتی، اور اگر خدا کے تمام پاک نبیوں نے نہ فرمایا ہوتا کہ صادقوں کا پیمانہ عمر وحی پانے کا کاذب کو نہیں ملتا، تب بھی ایک سچے مسلمان کی وہ محبت جو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہئے کبھی اس کو اجازت نہ دیتی کہ وہ بے باکی اور بے ادبی کا کلمہ منہ پر لا سکتا کہ یہ پیمانہ وحی نبوت یعنی تیئیس برس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا، یہ کاذب کو (مثلاً: مرزا صاحب کو) بھی مل سکتا ہے۔"

(ضمیمہ اربعین ۳، ۴ ص:۱۲، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۷۸، ۴۷۹)

اور مرزا صاحب کا یہ احتجاج بھی ان کی اُمت پر حرف بحرف راست آیا:

''جس حالت میں قرآن شریف نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ اگر یہ نبی کاذب ہوتا تو یہ ہلاک کیا جاتا اور نہ مہلت پاتا (بلکہ مرزا غلام احمد کی طرح اعلان نبوت کے سات سال بعد دبائی ہیضے سے مرجاتا۔ ناقل) اور توریت نے بھی یہی گواہی دی، اور انجیل نے بھی یہی، تو پھر (مرزائیوں کا) کیسا اسلام اور کیسی مسلمانی ہے کہ ان تمام گواہیوں کو صرف میرے بغض کے لئے ایک ردی چیز کی طرح پھینک دیا گیا اور (مرزائیوں نے) خدا کے پاک قول کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ (مرزائیوں کی) کیسی ایمان داری ہے کہ ہر ایک ثبوت جو (مرزا صاحب کے مفتری نہ ہونے پر) پیش کیا جاتا ہے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔''

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴ ص:۱۱، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۷۷)

مرزا صاحب نے صادقوں کا جو پیمانہ وضع کیا تھا، یعنی ۲۳ برس... اس پر خود تو پورے نہیں اترے، اے کاش کہ ان کا یہ پیمانہ ہی صحیح ہوتا، لیکن مرزا صاحب کی کتابوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دعویٔ نبوت کی طرح ان کا یہ معنوی پیمانہ بھی غلط اور سراسر خود غرضی پر مبنی تھا، کیونکہ اگر ۲۳ برس کی مہلت پانا ''صادقوں کا پیمانہ'' ہے، اور بقول مرزا صاحب کے جھوٹے کی یہی نشانی ہے کہ اسے اس قدر مہلت نہیں ملتی، اس کے معنی یہ ہوئے کہ جن انبیائے کرام علیہم السلام کو اس قدر مہلت نہیں ملی، وہ مرزا صاحب کے نزدیک ''صادقوں کے پیمانے'' پر پورے نہیں اترے، لہٰذا مفتری ثابت ہوئے۔ اس کے برعکس جن جھوٹے مدعیان نبوت و الہام کو ۲۳ برس کی مہلت ملی، وہ صادقوں کے پیمانے پر پورے اترے، لہٰذا ان پر ایمان لانا فرض ہوا۔ انصاف فرمائیے! کیا یہ معیار صحیح ہے...؟

پھر لطیفہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہ معنوی پیمانہ ربڑ کی طرح گھٹ بڑھ بھی سکتا ہے، ذیل میں ان کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ غیر معین:

"خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے (کتنی مدت میں؟ اس کی کچھ خبر نہیں... ناقل)۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر۳ ص:۱۱، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۳۹۸)

۲۔ جلد ہلاک:

"اور خدا تعالیٰ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ میں مفتری کو مہلت نہیں دیتا، اور وہ جلد ہلاک کیا جاتا ہے، اور اس کی جماعت متفرق کی جاتی ہے (یہ کس آیت کا ترجمہ ہے؟... ناقل)۔"

(شہادۃ القرآن ص:۵۵، روحانی خزائن ج:۶ ص:۳۷۱)

۳۔ فی الفور:

"قرآن شریف جس ایسے شخص سے کس قدر بیزاری ظاہر کی ہے، جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھے (مرزا صاحب کی طرح؟) یہاں تک کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ اگر وہ بعض قول میرے پر افترا کرتا تو میں فی الفور پکڑ لیتا، اور رگِ جان کاٹ دیتا۔" (انجام آتھم ص:۴۹، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۴۹)

۴۔ دست بدست:

"قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں (مرزا صاحب کی طرح) دست بدست سزا پالیتا ہے، اور خدائے قادر غیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا، اور اس کی غیرت اس کو کچل ڈالتی ہے، اور جلد ہلاک کرتی ہے۔"

(انجام آتھم ص:۵۰، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۵۰)

۵- دس، گیارہ:

"اب بفضلہ تعالیٰ گیارھواں برس جاتا ہے، کیا یہ نشان نہیں ہے؟ (یقیناً نشانِ کذب ہے... ناقل) اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ کاروبار نہ ہوتا تو کیونکر عشرۂ کاملہ تک، جو ایک حصہ عمر کا ہے، ٹھہر سکتا ہے؟" (نشانِ آسمانی ص:۲۷، روحانی خزائن ج:۴ ص:۳۹۷)

۶- بارہ برس:

"اور پھر تعجب پر تعجب یہ کہ خدا تعالیٰ ایسے ظالم مفتری کو اتنی لمبی مہلت بھی دے دے، جسے آج تک بارہ برس گزر چکے ہوں۔" (شہادۃ القرآن ص:۷۵، روحانی خزائن ج:۶ ص:۳۷۱)

۷- اٹھارہ یا تیئیس برس:

"جو شخص خدا تعالیٰ پر الہام کا افترا کرتا ہے...... وہ جلد پکڑا جاتا ہے (مرزا غلام احمد کی طرح) اور اس کی عمر کے دن بہت تھوڑے ہوتے ہیں.... کوئی منکر کسی تاریخ کے حوالے سے ایک نظیر بھی پیش نہیں کرسکتا..... کہ کوئی جھوٹا الہام کا دعویٰ کرنے والا تیئیس برس تک یا اٹھارہ برس تک جھوٹے الہام دنیا میں پھیلاتا رہا۔"

(اربعین ص:۳، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۳۹۷،۳۹۸)

۸- بیس برس:

"میرے دعویٰ الہام پر پورے بیس برس گزر گئے، اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی۔"

(انجام آتھم ص:۴۹، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۴۹)

۹- تیئیس برس:

"تیئیس برس کی عمر ملی، یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ

ہے۔" (ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ص:۱۰، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۱۹)

۱۰- پچیس برس:

"کیا کسی کو یاد ہے کہ کاذب اور مفتری کو افتراؤں کے دن سے پچیس برس تک مہلت دی گئی؟"

(سراج منیر ص:۲، روحانی خزائن ج:۱۲ ص:۴)

۱۱- تیس برس:

"یہ لوگ باوجود مولوی کہلانے کے یہ سمجھتے ہیں کہ ایک خدا پر افترا کرنے والا..... تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۲۰۶، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۲۱۵)

کیا مرزا صاحب کا یہی "خدائی پیمانہ" ہے؟ جو جلد، فی الفور، دست بدست سے شروع ہوتا ہے، اور دس، گیارہ، بارہ، چودہ، سولہ، اٹھارہ، بیس، تئیس، پچیس برس کی مدتوں کو پھلانگتے ہوئے تیس برس تک پہنچ جاتا ہے، ان کے اس طبع شدہ "معنوی پیمانے" کو دیکھنے والا کیا یہی نہیں کہے گا کہ:

"یہ تو صریح اجتماع ضدین ہے، اور کوئی دانش مند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول ص:۲۳۹، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۲۰)

انصاف فرمایئے! اگر ۲۳ برس کی مہلت "صادقوں کا پیمانہ" تھا تو مرزا صاحب نے اس سے کم و بیش مدت کو معیار کے طور پر کیوں پیش کیا؟

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

مرزائی کذب و افترا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

قارئین کو معلوم ہے کہ کرسمس کی تعطیلات میں (۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کو) مرزا غلام احمد قادیانی کی "مسیحی امت" کا سالانہ جلسہ ہوتا ہے، جو ان کے "دین مسیحی" میں مسلمانوں کے حج کا درجہ رکھتا ہے۔

مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کا ارشاد ہے:

الف: "اللہ تعالیٰ نے ایک اور "ظلی حج" مقرر کیا، تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے، (یعنی مرزائی) اور جو کہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہوسکیں۔" (الفضل یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

ب: "آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لئے مقرر کیا تھا، آج احمدیوں کے لئے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے، مگر اس سے جو اصل غرض تھی یعنی قوم کی ترقی، وہ انہیں حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کردینا بھی جائز سمجھتے ہیں (کیوں؟... ناقل) اس لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے (تاکہ احمدیوں کا قبلہ بھی مسلمانوں سے جدا ہوجائے... ناقل)۔" (انوار خلافت ص:۵)

قادیانی امت کے ایک اور بزرگ کا ارشاد ہے:

’’جیسے احمدیت (یعنی مرزائیوں کے مسیحی مذہب... ناقل) کو چھوڑ کر پہلا، یعنی مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے، وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے، کیونکہ وہاں پر آج کل کے مقاصد پورے نہیں ہوتے (غالباً چندہ نہیں ہوتا... ناقل)۔‘‘

(پیغام صلح جلد:۲۲ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء، قادیانی مذہب فصل:۷)

مرزائیوں کا یہ ’’مسیحی حج‘‘ ’’تقسیم سے پہلے‘‘ ’’ارض حرم‘‘ (قادیان شریف) میں ہوتا تھا، اور قیام پاکستان سے جب یہ ’’ارض حرم‘‘ ’’دارالہجرت‘‘ بن گئی تو وہاں کے تمام ’’انوار خلافت‘‘ بشمول بہشتی مقبرہ و مسجد اقصیٰ، دارالخلافت ’’ربوہ شریف‘‘ (حال چناب نگر) میں ہجرت کر آئے، اور تب سے یہ ظلی حج مبارک وہاں ہونے لگا۔ حضرت مسیح قادیان اور ان کے مسیحی خلفاء نے بھی اگرچہ اس ظلی حج مبارک کے بہت سے فضائل اپنی اُمت کو بتائے، مگر ’’الفضل‘‘ نے اس سلسلہ میں ایک ایسا بدیع نکتہ ارشاد فرمایا ہے جو شاید ان کے ’’حضرت مسیح موعود‘‘ صاحب کو بھی نہیں سوجھا ہوگا۔ اس دلچسپ نکتہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو انہیں حکم ہوا کہ صفا پہاڑی پر کھڑے ہوکر حج کا اعلان کرو، لوگ اطراف عالم سے تمہاری آواز پر لبیک کہتے ہوئے حج بیت اللہ کے لئے دوڑتے ہوئے آئیں گے، ’’یأتین من کل فج عمیق‘‘ (الحج:۲۷) حدیث میں آتا ہے کہ قیامت تک جن خوش بخت افراد کے حق میں حج بیت اللہ کی سعادت لکھی تھی وہ اصلاب آباء، ارحام امہات اور عالم ارواح ہی میں ابراہیمی آواز پر ’’لبیک اللّٰھم لبیک‘‘ پکار اٹھے، اس تمہید کے بعد اب ’’الفضل‘‘ کا نیا ’’مسیحی نکتہ‘‘ پڑھئے:

’’اس بابرکت اور مقدس ظلی جلسہ سالانہ (ظلی حج) کے مقدس ایام پھر قریب آپہنچے ہیں، اس میں شمولیت اختیار کرنا دراصل اس آسمانی آواز پر لبیک کہنے کی سعادت حاصل کرنا ہے جو ابراہیمی سنت کی اتباع میں خدا تعالیٰ کی مشیت اور اس کے اذن کے ماتحت اس دور کے ابراہیم ثانی (مرزا غلام احمد مسیح قادیان) نے آج سے

۸۴ سال پہلے بلند کی تھی اور جس کے متعلق خدا نے "یأتین من کل فج عمیق" کی بشارت دے کر اس میں شمولیت و ہر صاحب استطاعت احمدی (مرزائی) کے لئے لازمی قرار دیا تھا۔ ابراہیم ثانی کے سدھانے ہوئے وفا شعار پرندے (مرزائی حضرات) اپنے عمل سے دنیا کو ایک دفعہ پھر بتا دیں گے کہ اس زمانہ میں خدا کے مسیح (مرزا غلام احمد مسیح قادیان) نے باذن اللہ جن مردوں کو زندہ کیا تھا (یعنی مسلمانوں سے مسیح کی مرزائی بنایا تھا) ان پر کبھی موت وارد نہیں ہوسکتی۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ ۴ دسمبر ۱۹۷۴ء)

(بین القوسین کے تشریحی الفاظ کا اضافہ ہم نے کیا ہے جو "الفضل" کے منشا کے مطابق ہے۔)

"الفضل" کی گلفشانی کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱:... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ میں کعبہ شریف تعمیر کیا تھا، اور مرزائیوں کے ابراہیم ثانی مرزا غلام احمد نے "قادیان شریف" میں "خدا کا گھر" بنالیا۔

۲:... ابراہیم علیہ السلام نے مکہ والے بیت اللہ کے حج کی آواز لگائی تھی، اور "مسیح قادیان" نے ۸۴ سال پہلے "حج قادیان" کے لئے آواز لگائی۔

۳:... حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کے بارے میں بشارت دی کہ تمہاری آواز پر لبیک کہتے ہوئے فرزندان توحید اطراف و اکناف سے پروانہ وار جمع ہوں گے: "یأتین من کل فج عمیق" اور قادیانی ابراہیم کو یہی بشارت "حج قادیان" کے متعلق ہوئی۔

۴:... حج کعبہ ہر مسلمان پر بشرط استطاعت عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے، مگر مسیح قادیان کی مسیحی امت پر قادیان کا (اور اب ربوہ کا) حج ہر سال فرض لازم ہے۔

۵:... مسلمان مدت سے ابراہیمی پر لبیک کہتے ہوئے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں، اور مرزا صاحب کی "مسیحی امت" قادیان اور ربوہ کے حج و زیارت سے لطف اندوز ہوتی ہے، گویا

کذب و افترا کا نیا ریکارڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے والوں کو قرآن عظیم میں سب سے بڑا ظالم قرار دیا گیا ہے: "ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ....." آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا بدترین جرم اور مسخِ عقل و فطرت کی علامت ہے، ارشادِ نبوی ہے: "جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔" مرزا غلام احمد "مسیح قادیان" تو اس ذاتی ضلالت کی سرگرمی میں مدة العمر مصروف رہے، مگر اس کذب و افترا کی ایک تازہ مثال مرزائی مولوی فاضل ابوالعطاء اللہ دتہ جالندھری صاحب نے پیش کی ہے، سنئے:

افترا علی اللہ:

> "اسلام نے سورج اور چاند کے گرہن کا ذکر فرمایا ہے،
> قرآن پاک نے اسے مختلف پیرایوں میں انقلاب عظیم اور قیامت
> کی نشانی بھی ٹھہرایا ہے۔" (الفضل ربوہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۷۳ء)

سورج یا چاند گہن کو قیامت کی نشانی ہونا مرزائیوں کی "مسیحی انجیل" ("انجیل البشریٰ" مسیح قادیان صاحب کی وحی و الہام کا مجموعہ ہے) میں کہیں لکھا ہو تو ہو، مگر قرآن پاک میں کہیں اس کا نام و نشان نہیں، اسے قرآن کی جانب منسوب کرنا محض کذب اور افترا علی اللہ ہے۔

افترا علی الرسول:

لاہوری صاحب مزید لکھتے ہیں:

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ میری امت کی رہبری و رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدی معہود کو مبعوث فرمائے گا، اس کی شناخت کے سلسلہ میں آپؐ نے ارشاد فرمایا: "ان لمہدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ... الخ۔" (دارقطنی ص:۱۸۸) کہ ہمارے مہدی کے لئے یہ دو نشان مقرر ہیں اور یہ نشان دونوں ہی امام مہدی کے ظہور کے ساتھ مختص ہیں، اس کے سچے ہونے پر کامل صداقت ظاہر ہوں گے، اور یہ صورت ابتدائے دنیا سے امام مہدی کے وقت میں ہی پیدا ہوگی یعنی یہ کہ:

۱:...امام مہدی ہونے کا دعویدار موجود ہو۔

۲:...رمضان کا مہینہ ہو۔

۳:...چاند کو رات ہائے خسوف میں سے پہلی رات کو گرہن لگے۔

۴:...سورج کو تاریخ ہائے کسوف میں سے درمیانی تاریخ کو گرہن لگے۔" (ایضاً)

اس عبارت میں "حضرت مولوی فاضل صاحب" نے دو وجہ سے افترا علی الرسول کیا ہے۔

اول: یہ کہ موصوف نے دارقطنی کا حوالہ دیا ہے، اور اس میں یہ قول امام باقرؒ کی جانب منسوب کیا گیا ہے، اور محدثین کی تصریح کے مطابق یہ نسبت بھی محض غلط اور بے بنیاد گپ ہے۔ جو عمرو بن شمر اور جابر جعفی جیسے کذابوں نے حضرت امام باقرؒ کے سر جڑی تھی، مگر ان "لاہوری صاحب" کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس جعلی اور من گھڑت افسانے کو آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس سے منسوب کر نہیں بگرشاباش! اور صد آفرین! کہ مسیح قادیان کے "امتی" مولوی فاضل اللہ دتہ جالندھری نے اس افترائی روایت کو ارشاد نبوی قرار دے کر کذب و افترا کا نیا ریکارڈ قائم کردیا:

"ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند"

دوم:... یہ کہ موصوف نے اس موضوع روایت کے اصل الفاظ کو نقل کئے، نہ ان کا ترجمہ کیا، بلکہ اس جھوٹی روایت کی خودساختہ تشریح اور من مانا مفہوم گھڑ کر اس کو فرمودۂ رسول بنادیا، یہ کذب در کذب (ڈبل جھوٹ) بھی مسیح قادیان کی "امتی امت" کا ہی کارنامہ ہوسکتا ہے۔ ابوالعطاء جالندھری صاحب مولوی فاضل ہیں، جیسا کہ ان سالوں میں انہیں خوب علم ہے کہ یہ روایت سراپا کذب ہے، مگر ان کی مشکل یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کے حق میں جس قدر صحیح حدیثیں کتب صحاح میں موجود ہیں، ان میں سے ایک بھی تو ان کے "خودساختہ مہدی" پر چسپاں نہیں ہوتی، اس لئے انہوں نے اپنے مہدی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی تقلید میں من گھڑت روایتیں گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنے کا راستہ اختیار کرلیا، حالانکہ عقل کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اس گرداب سے نکلنے کی ہمت کرتے، لیکن:

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ!

تاریخی جھوٹ:

ابوالعطاء صاحب مزید لکھتے ہیں:

> "یہ (مذکورۂ بالا) چاروں امور دنیا کی تاریخ میں صرف ایک ہی دفعہ سیدنا حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ مہدویت کے وقت ۱۳۱۱ھ میں جمع ہوئے، نہ اس سے پہلے ایسا واقعہ ہوا، نہ آئندہ کبھی یہ چاروں امور اکٹھے ہوں گے۔" (حوالہ بالا)

"امتی" مولوی فاضل کا یہ دعویٰ کہ کسوف و خسوف کا رمضان میں اجتماع صرف ۱۳۱۱ھ میں ہوا، خالص تاریخی جھوٹ ہے، کیونکہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں (۱۸ بار سے

۱۳۲۳ھ تک) سب تو صرف رمضان المبارک میں اجتماع خسوفین ہوا۔ ایران میں مرزا علی محمد باب نے ۱۲۶۰ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے ساتویں سال رمضان ۱۲۶۷ھ مطابق جولائی ۱۸۵۱ء میں ۱۳ اور ۲۸ رمضان کو خسوف و کسوف کا اجتماع ہوا (دیکھئے ''رئیس قادیان'' جلد دوم ص:۱۸۰، مؤلفہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری)۔

اسی طرح ''مسیح موعود ثانی'' صاحب کا یہ دعویٰ بھی تاریخی طور پر غلط ہے کہ: ''۱۳۱۱ھ کا اجتماع خسوف و کسوف صرف ان کے ''مسیح قادیان'' کے لئے نشان صداقت تھا'' کیونکہ ٹھیک اسی زمانہ میں محمد احمد مہدی سوڈانی مسند مہدویت پر جلوہ افروز تھا، اگر اس سے مرزا صاحب کے ''مسیح قادیان'' کی مہدویت کا ثبوت نکلتا ہے تو مرزائی امت کو مہدی سوڈانی کی ''بعثت'' پر بھی ایمان لانا چاہئے۔

ہمیں قادیانی امت کی اس دیدہ دلیری اور جرأت بے جا پر افسوس ضرور ہے مگر اس پر ذرا بھی تعجب نہیں کہ وہ خدا و رسول پر دروغ بافی اور افترا پردازی کیوں کرتے ہیں؟ اور تاریخ کے مسلمہ حقائق سے آنکھیں بند کر کے واقعات کو کیوں مسخ کرتے ہیں؟ ہمیں معلوم ہے کہ اس باطل زندقہ کا دامن دلیل و برہان کے جوہر سے یکسر خالی رہا ہے، ان کے مفتری و تلبیس کی کل کائنات ادھر ادھر کے ڈھکوسلے ہیں، بے سروپا افسانے اور من گھڑت روایات کا پلندہ رہا ہے، ان کے دعاوی باطلہ کا گھوڑا مسخ حقائق کی اندھیر نگری میں ہی چل سکتا ہے، زندقہ کی یہی تکنیک مرزا غلام احمد ''مسیح قادیان'' نے اختیار کی اور کانٹوں کے اسی جنگل میں ایک صدی سے ان کی ''مسیحی امت'' بھٹک رہی ہے: وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ!

گمراہی، ڈھٹائی اور ڈھونگ:

قارئین کو علم ہے کہ ''مسیح قادیان'' کی ''مسیحی امت'' کے دو بڑے فرقے ہیں: لاہوری اور قادیانی، ہم دیکھیں گے۔ جس کا فرق یہ ہے کہ لاہوری پارٹی آج بھی مرزا صاحب کی مسیحیت کے تمام لوازم (ادعائے مجددیت، مسیحیت وغیرہ) کا اقرار رکھتے ہوئے بھی مگر نبی

صاحب کے دامنِ مسیحیت سے وابستہ ہونے کے سبب لاہوری فرقہ بھی ۷ ستمبر کے آئینی فیصلے کی رو سے خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ لاہوری فرقہ کا آرگن ہفت روزہ "پیغامِ صلح" متواتر صدائے احتجاج بلند کر رہا ہے کہ ہم تو حضرت مسیح قادیان کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں، ہمیں آئینی فیصلے کی زد میں کیوں لایا گیا؟ اس سلسلہ میں "پیغامِ صلح" کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

> "مولانا نورالدین صاحب خلیفہ جماعت احمدیہ کے بعد حضرت مرزا صاحب (مسیح قادیان) کے لڑکے مرزا بشیرالدین محمود نے، جو کہ اپنی "انصار اللہ" پارٹی کی سازش اور کوششوں سے خلیفہ ثانی بنا اور جس نے اپنی گدی اور خلافت کو مضبوط کرنے کے لئے یہ عقیدہ تراشا کہ جو کوئی مسلمان خدا کے مامور (مرزا غلام احمد) کو نہ مانے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔"
>
> (مرزا غلام احمد صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کو نہ ماننے والے کافر، جہنمی اور مرتد ہیں، ان کے ساتھ نماز پڑھنا مرزائیوں کے لئے حرام اور قطعی حرام ہے، ورنہ ان کے عمل حبط ہوجائیں گے۔ حوالے کے لئے دیکھئے: حقیقۃ الوحی ص:۱۷۹، انجام آتھم ص:۶۲، تذکرہ ص:۶۰۷ طبع دوم، اربعین نمبر:۳ ص:۳۴... ناقل)

> "مرزا محمود احمد صاحب جماعت قادیان کے خلیفہ اور سلطان الکل بنے رہے اور ۱۹۴۷ء میں پاکستان بننے پر قادیان سے ہجرت کرکے پاکستان آگئے، اور ربوہ شہر کی بنیاد رکھی۔ احمدیہ لاہوری جماعت کا ربوہ والوں سے کوئی اشتراکِ عمل و عقائد نہ تھا، اور نہ اب ہے۔"

> "یہ بات کہ مرزا محمود احمد صاحب نے صرف اپنی خلافت

اور خاندانی گدی قائم کرنے کے لئے یہ موقف دیا تھا۔ اس امر سے ثبوت ہے کہ ۱۹۵۳ء کے منیر انکوائری کمیشن کے سامنے مرزا محمود احمد صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد کو صرف ایک قسم کا نبی قرار دیا جس کے انکار سے کوئی مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوجاتا۔" (ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ۳۰ دسمبر ۱۹۸۴ء ص:۸،۹ ملخصاً)

خط کشیدہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نبی ہونے پر تو دونوں پارٹیوں کا اتفاق ہے، صرف "نبوت کی نوعیت" میں اختلاف ہے کہ وہ اصلی و حقیقی نبی تھے یا مجازی و ظلی تھے۔

ہم "پیغام صلح" کی ان تصریحات پر تبصرہ کا حق محفوظ رکھتے ہوئے اس بات کا انتظار کریں گے کہ "قصرِ خلافت" ربوہ کا عملہ اس گدی، سازش اور موقف پر کوئی تبصرہ کرتا ہے یا بقول مرزا غلام احمد صاحب "صم بکم" رہنے کو تقاضائے مصلحت سمجھتا ہے۔ البتہ لاہوری فرقہ کی خدمت میں یہ گزارش بے جا نہ ہوگی کہ سوال ربوہ والوں سے اشتراکِ عمل و عقائد کا نہیں بلکہ مرزا غلام احمد صاحب سے اشتراکِ عمل و عقائد کا سوال ہے۔ اگر آپ مرزا غلام احمد صاحب کے تمام دعاوی و عقائد و نظریات پر دو حرف بھیج کر اظہارِ تبری کرنے کے لئے آمادہ ہوں تو بسم اللہ! تشریف لایئے! اسلام کے دروازے آپ کے لئے کھلے ہیں، دیکھنا صرف یہ ہے کہ آپ کا تعلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا "احمد" بروزِ محمد" (غلام احمد) سے؟

(ماہنامہ "بینات" کراچی صفر ۱۴۰۵ھ)

مرزا کی موت اور انجام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

"پیغام صلح" نے ۱۱ دسمبر ۱۹۷۸ء کی اشاعت میں صفحۂ اول پر استفہامیہ عنوان قائم کیا ہے: "ہمارا انجام کیا ہوگا؟" اور اس کے ذیل میں "مسیح قادیان" کا ایک حوصلہ ابتلائی ارشاد نقل کیا ہے، اس کا حسب ذیل اقتباس قادیانی امت کے لئے دعوتِ فکر ہے:

> "اور جو شخص کہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں، حالانکہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے، نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے، سو وہ بہت ہی بری موت مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔"

بہت خوب! آیئے اسی معیار پر "قادیانی مسیح" کو جانچیں۔ جہاں تک مرزا صاحب اور ان کی امت کے "نہایت ہی بد اور قابل عبرت انجام" کا تعلق ہے، اس کی شہادت کے لئے تو ایک صدی کی تاریخ کافی ہے، اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلے کے بعد تو اس پر مزید بحث کرنا بھی عبث معلوم ہوتا ہے، ہاں! "نہایت ہی بد اور قابل عبرت انجام" کی کوئی اس سے بھی بڑی ڈگری مرزا صاحب کی "مسیحی امت" کو مطلوب ہے، تو اس کی تعیین فرمائیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے بڑے ہی وسیع ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں وہ بڑی ڈگری بھی عطا فرمادے گا، وما ذٰلک علی اللہ بعزیز!

جہاں تک "بہت ہی بری موت" کا سوال ہے تو وہ بھی مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ

نے منشا کی مطابق فرمائی، "مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ" میں اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب سے لکھوایا تھا:

"اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ (مولوی ثناء اللہ صاحب) پر میری (مرزا کی) زندگی ہی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۷۸)

پھر اللہ تعالیٰ نے مولانا ثناء اللہ صاحبؒ کو مرزا صاحب کے چالیس سال بعد تک زندہ سلامت رکھا، اور جناب مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض وبائی ہیضہ چند گھنٹوں میں کوچ کر گئے۔ گویا مرزا صاحب کی موت نے "آخری فیصلہ" کردیا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں تھے، کیونکہ ان کی موت مولوی ثناء اللہ صاحبؒ کی زندگی میں بصورت ان کے "خدائی ہاتھوں کی سزا" سے ہوئی۔

مرزا صاحب کی موت کس عارضہ سے ہوئی؟ اس کے لئے کسی ڈاکٹری رپورٹ کی احتیاج نہیں، بلکہ مرزا صاحب کے "مقدس صحابی" اور قابل احترام خسر جناب میر ناصر نواب صاحب کی ثقہ روایت سے خود مرزا صاحب کا اپنا "اقرار صالح" موجود ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں:

"حضرت (مرزا) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا، جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا، جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا: "میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔" اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی، یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔" (حیات ناصر ص:۱۴)

لیجئے! "بہت بری موت" کے تینوں مرحلے اللہ تعالیٰ نے خود مرزا ہی کی زبان و قلم سے طے کرا دیئے۔ سب سے پہلے ان سے لکھوایا کہ مفتری بہت ہی بری موت مرتا ہے، پھر اس کی تعیین و تشخیص بھی انہی کے قلم سے کرائی کہ طاعون اور ہیضہ کی موت ہی وہ "بری موت" ہے، جو بطور سزا "خدا تعالیٰ کے ہاتھوں" سے کسی سرکش مفتری کو دی جاتی ہے، اور پھر خود انہی کی زبان سے یہ اقرار بھی کرا دیا کہ وہ "وبائی ہیضہ" سے "بہت بری موت" مر رہے ہیں، اور ان کا یہ اقرار ریکارڈ پر موجود ہے۔ اس کے بعد بھی "پیغام صلح" کو "بہت ہی بری موت" اور "نہایت ہی بد اور قابل عبرت انجام" میں شک و شبہ ہو تو اس کا کیا علاج؟ فانہا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ!

اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات) پر رحم فرمائے اور انہیں تمام شرور و فتن سے محفوظ رکھے۔

(ماہنامہ "بینات" کراچی صفر ۱۴۰۵ھ)

مرزا غلام احمد قادیانی کے سات دن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

مرزا غلام احمد قادیانی مراق اور ذیابیطس کے مریض تھے اور یہ دونوں مرض ان کو دعویٰ نبوت و مسیحیت کے انعام میں عطا کئے گئے تھے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسرے بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے۔ اور دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۰۷ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰)

مرزا کی کوئی کتاب پڑھ کر دیکھئے تو ممکن نہیں کہ مرزا کے مراقی تخیلات سے (جن کو وہ حقائق و معارف کہا کرتے ہیں) خود آپ کا سر نہ چکرانے لگے، ان "تخیلات" کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ الفاظ ہیں، معانی نہیں، دعویٰ ہے، دلیل نہیں، متضاد باتیں ہیں، حقیقت نہیں، اور خود لکھنے کا یہ حال ہے کہ:

[illegible]

آیئے مرزا کا لیکچر ملاحظہ کیجئے، جو ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کو ایک جلسہ میں پڑھا گیا، ارشاد ہوتا ہے:

"معلوم ہوتا ہے کہ سات ہزار برس میں دنیا کا دور

شخص ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اور اسی امر پر نشان قرار دینے کے لئے دنیا میں سات دن مقرر کئے گئے تا ہر ایک دن ایک ہزار برس پر دلالت کرے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ دنیا پر اس طرح سے کتنے (سات ہزار) دور گزر چکے ہیں اور کتنے آدم اپنے اپنے وقت میں آچکے ہیں۔ چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے۔ اس لئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے۔ لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں ہے۔"

(لیکچر لاہور ص:۳۰ تا ۳۱ وروحانی خزائن ج:۲۰ ص:۱۸۴)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ سات دن سے سات ہزار اور سات ہزار سے کئی سات ہزار، اور کئی سات ہزار سے دنیا کے قدیم ہونے کا عقیدہ کیسے نکل آیا؟ اور اس کی دلیل صرف یہ کہ "معلوم ہوتا ہے" مرزا صاحب نے غالباً اسلامی عقائد کی کتابوں کا مطالعہ نہیں فرمایا، ورنہ ان کی نظر سے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ضرور گزرا ہوتا کہ:

"ان العالم حادث . . . فمن قال بقدم العالم فھو کافر۔" (شرح فقہ اکبر ص:۱۲)

ترجمہ: "دنیا حادث ہے . پس جو شخص دنیا کو قدیم سمجھے وہ کافر ہے۔"

خالق اور مخلوق:

آگے ارشاد ہوتا ہے:

"افسوس کہ حضرات عیسائیاں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف چھ ہزار برس ہوئے کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کیا اور زمین و آسمان بنائے، اور اس سے پہلے خدا ہمیشہ کے لئے معطل اور بیکار تھا، اور ازلی طور پر معطل چلا آتا ہے۔ یہ ایسا عقیدہ کہ کوئی صاحب عقل اس کو قبول نہیں کرے گا۔ مگر ہمارا عقیدہ جو قرآن شریف نے

ہمیں سکھلایا ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے، اگر چاہے تو کروڑوں مرتبہ زمین و آسمان کو فنا کر کے پھر ایسے ہی بنا دے۔" (ص:۳۹)

مرزا صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر خدا قدیم ہے تو لازم ہے کہ مخلوق کو بھی قدیم مانا جائے، ورنہ لازم آئے گا کہ خدا ہمیشہ سے خالق نہیں، بلکہ (معاذ اللہ) ازل سے معطل اور بیکار چلا آتا ہے، مگر یہ وہی پرانا مغالطہ ہے جو فلاسفہ اور دہریے ہمیشہ پیش کرتے آئے ہیں، اور اہل اسلام کا اس کے مقابلہ میں ہمیشہ یہ عقیدہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل ہی سے صفت خالقیت کے ساتھ موصوف ہے، مگر مخلوق ازلی نہیں، بلکہ حادث ہے۔

امام اعظم فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

"وقد كان الله تعالى خالقا في الأزل ولم يخلق الخلق." (شرح فقہ اکبر ص:۳۵)

ترجمہ:... "اور اللہ تعالیٰ ازل ہی سے خالق رہا ہے، جبکہ اس نے مخلوق کو پیدا نہیں کیا تھا۔"

علامہ ملا علی قاریؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"والحاصل انه سبحانه كما قال الطحاوي ليس منذ خلق الخلق استفاد اسم الخالق ولا باحداثه البرية استفاد اسم البارى فله معنى الربوبية ولا مربوب وله معنى الخالقية ولا مخلوق، وكما انه محيى الموتى بعد ما احيى استحق هذا الاسم قبل احيائهم كذلك استحق اسم الخالق قبل انشائهم ذلك بانه على كل شيء قدير." (شرح فقہ اکبر ص:۳۵)

ترجمہ:... "حاصل یہ کہ جس طرح امام طحاویؒ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے صرف مخلوق کو پیدا کر کے خالق کا نام نہیں پایا، اور مخلوق کی ایجاد کے بعد اس کو باری کا نام نہیں ملا، بلکہ اسے ربوبیت

کی صفت اس وقت بھی حاصل تھی جبکہ کوئی مربوب نہیں تھا، اور
خالقیت کی صفت اس وقت بھی حاصل تھی جبکہ کوئی مخلوق موجود نہیں
تھی، جس طرح مردوں کو زندہ کرنے کے بعد وہ "زندہ کرنے والا"
کہلاتا ہے، اسی طرح وہ ان کو پیدا کرنے سے قبل بھی اسم خالق کا
مستحق تھا، اس لئے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت ازلیہ سے مخلوق کے ازلی ہونے پر استدلال کرنا عقلاً و نقلاً غلط ہے، اور یہ دہریوں کا عقیدہ ہے، مسلمانوں کا نہیں۔

سات ہزار کا دورہ:

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"اس (اللہ تعالیٰ) نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ آدم جو پہلی
امتوں کے بعد آیا، جو ہم سب کا باپ تھا، اس کے دنیا میں آنے کے
وقت سے یہ سلسلہ انسانی شروع ہوا ہے، اور اس سلسلہ کی عمر کا پورا
دورہ سات ہزار برس تک ہے، یہ سات ہزار خدا کے نزدیک ایسے ہیں
جیسے انسانوں کے سات دن۔"　　(ص:۴۲)

یہاں مرزا کے دو دعوے ہیں، اول یہ کہ خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آدم علیہ السلام جو جدامجد ہیں، وہ پہلی امتوں کے بعد آئے تھے، سوال یہ ہے کہ یہ خبر قرآن کریم کی کس آیت میں دی گئی ہے؟

دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ اس دنیا کی عمر جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی، سات ہزار سال ہے۔ یہ بات بھی کہیں تو رات یا انجیل میں لکھی ہو تو ہو مگر قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب کوئی اشارہ نہیں فرمایا، اگر سات ہزار کے دورے کا نکتہ قادیان کے "بیت الفکر" سے ہر کسی کو معلوم ہوتا تو ہر شخص آسانی سے بتا سکتا تھا کہ قیامت فلاں سن کی فلاں تاریخ کو آئے گی، لیکن قرآن کریم نے صاف اعلان کیا کہ قیامت کب

آئے گی؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جب قیامت کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد فرمایا:

"ما المسئول عنها باعلم من السائل۔"

(مشکوٰۃ ص:۱۱)

ترجمہ:... "جس شخص سے دریافت کیا جارہا ہے وہ دریافت کنندہ سے زیادہ نہیں جانتا ہے۔"

بعض روایات جو اس سلسلے میں مروی ہیں اول تو وہ اس لائق نہیں کہ کوئی عاقل ان پر اپنے توہمات کی عمارت استوار کرے، چنانچہ محدثین نے انہیں موضوعات میں شمار کیا ہے، اور اگر ان کی صحت کو تسلیم کرلیا جائے تو مرزا صاحب کے دعویٰ کا سارا طلسم ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچویں ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے تھے اور ان روایت میں یہ آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل چھ ہزار برس گزر چکے تھے۔ شیخ علی قاری موضوعات کبیر میں نقل کرتے ہیں:

"ومنها (ای من الامور الکلیة یعرف بها من کون الحدیث موضوعاً) مخالفة الحدیث لصریح القرآن کحدیث مقدار الدنیا وانها سبعة آلاف سنة ونحن فی الالف السابعة، وهذا من ابین الکذب لانه لو کان صحیحاً لکان کل احد علم انه قد بقی للقیامة من وقتها هذا مائتان واحد و خمسون سنة، والله تعالیٰ یقول: یسئلونک عن الساعة ایان مرسٰها۔" الآیة۔"

(موضوعات کبیر ملا علی قاری ص:۱۱۲ نور محمد اصح المطابع کراچی)

ترجمہ:... "کسی حدیث کے من گھڑت ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ قرآن کی نص صریح کے خلاف ہو، مثلاً یہ حدیث کہ: "دنیا کی مقدار سات ہزار سال ہے۔" اور ہم ساتویں ہزار میں ہیں۔

کھلا جھوٹ ہے، اس لئے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ہر شخص جان سکتا
کہ ہمارے اس وقت سے قیامت آنے میں دو سو اکیاون برس باقی
ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ
قیامت کا وقوع کب آئے گا؟ (آپ کو اس کے بیان سے کیا تعلق؟
اس کی تعیین کا مدار صرف آپ کے رب کی طرف ہے)۔"
اس کو نقل کرکے شیخ علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"قلت تحقيق هذا الحديث قد تصدى الجلال السيوطي في رسالة سماها: "الكشف عن مجاوزة هذه الأمة الألف" وحاصله انه يستفاد من الحديث اثبات قرب القيامة ومن الآيات نفي تعيين تلك الساعة فلا منافاة، ويدل انه لا يتجاوز عن الخمسمائة بعد الألف.

قال وقد جاهر بالكذب بعض من يدعي في زماننا العلم وهو متشبع بما لم يعط ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يعلم متى تقوم الساعة قيل له فقد قال في حديث جبرئيل: "ما المسئول عنها بأعلم من السائل." وهذا من اعظم الجهل واقبح التحريف."

(موضوعات کبیر ص:۱۴۲ طبع نور محمد اصح المطابع کراچی)

ترجمہ:... "جلال الدین سیوطیؒ اپنے رسالہ "الکشف عن مجاوزة هذه الأمة عن الألف" میں اس حدیث کی تحقیق کے درپے ہوئے ہیں، اس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث سے قربِ قیامت کا ثبوت معلوم ہوتا ہے، اور آیت سے تعیینِ وقت کی نفی معلوم ہوتی ہے، لہٰذا دونوں میں کوئی منافات نہیں، اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ امت پندرہ صدیوں سے تجاوز نہیں کرے گی۔

اور ہمارے زمانے کے بعض بدنور غلط مدعیانِ علم نے کھلا جھوٹ بولنا شروع کردیا ہے (غالباً مرزا صاحب انہی کے بروز ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے آنے کا ٹھیک ٹھیک وقت معلوم تھا، ان سے کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حدیث جبرئیل میں یہ فرمایا ہے کہ جس سے دریافت کیا گیا ہے وہ دریافت کنندہ سے زیادہ نہیں جانتا۔ تو انہوں نے حدیث میں تحریف کرکے کہا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ: "اے جبرئیل! میں اور تم دونوں جانتے ہیں۔" اور یہ سب سے بڑا دجل اور بدترین تحریف ہے۔"

اس پر تفصیل سے رد کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

"والمقصود ان ھؤلاء یصدقون بالاحادیث المکذوبة الصریحة ویحرفون الاحادیث الصحیحة، واللہ ولی دینه لیقیم من یقوم له بحق النصیحة"

(موضوعات کبیر ص:۱۳۳ طبع نور محمد اصح المطابع کراچی)

ترجمہ: "مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ صریح جھوٹی اور من گھڑت روایات کی تصدیق کرتے ہیں اور احادیث صحیحہ میں تحریف کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے دین کا حامی و ناصر ہے، وہ ایسے لوگوں کو قائم رکھے گا جو دین کی خیرخواہی کا حق ادا کرتے رہیں گے۔"

حروفِ ابجد:

مرزا صاحب آگے لکھتے ہیں:

"غرض بنی آدم کی عمر کا دورہ سات ہزار برس مقرر ہے، اور اس میں سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پانچ ہزار برس کے قریب گزر چکا تھا، یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ خدا کے دنوں میں

سے پوری دن کے قریب گزر چکے تھے جیسا کہ سورۃ والعصر میں یعنی
اس کے حروف میں ابجد کے لحاظ سے قرآن شریف میں اشارہ
فرمادیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جب وہ سورہ
نازل ہوئی تب آدم کے زمانہ پر اسی قدر مدت گزر چکی تھی جو سورہ
موصوف کے عددوں سے ظاہر ہے اس حساب سے انسانی نوع کی عمر
میں سے اب اس زمانہ تک چھ ہزار برس گزر چکے ہیں اور ایک ہزار
برس باقی ہیں۔" (لیکچر سیالکوٹ ص:۳۱)

نتیجہ: مرزا صاحب نے سورۃ العصر سے حروف ابجد کا حساب لگا کر دنیا کی پوری تاریخ معلوم کرلی، آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ۵ ہزار کے قریب اور چودھویں صدی کے آخر تک چھ ہزار اور قیامت تک سات ہزار، مرزا صاحب کا یہ نکتہ کوئی مراقی دقیقہ نہیں، بلکہ اس کا ان کو اسی وقت سے "الہام" ہوگیا تھا جب سے وہ مسیح موعود بنے، ازالہ اوہام سے لے کر براہین احمدیہ حصہ پنجم تک قریباً تمام کتابوں میں اس کی رٹ لگاتے رہے، ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:

"میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کے
عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور ایسے ہوتے
ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا مثلاً یہ جو اس عاجز
پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقت آدم سے جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ بعثت تک مدت گزری تھی وہ تمام مدت سورۃ والعصر
کے اعداد حروف میں بحساب قمری مندرج ہے یعنی چار ہزار سات
سو چالیس۔ اب بتلاؤ کہ یہ دقائق قرآنیہ جس میں قرآن کریم کا اعجاز
نمایاں ہے کس تفسیر میں لکھے ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص:۲۹۲، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۵۸)

اب ظاہر ہے کہ یہ خبط کسی اور کو کب سوجھ سکتا ہے، جو مرزا صاحب کو ازلی

حیثیت سے نقل ہو جو مرزا صاحب اعلان کرتے ہیں کہ یہ دقائق و حقائق ہیں جو اس تعبیر میں لکھے ہیں؟ اور انہیں معلوم نہیں کہ یہ "دقائق و حقائق" کہانت میں داخل ہیں، جو اسلامی حدیث میں کفر کا شعبہ قرار دیا گیا ہے۔

شیخ علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

"ومنها ما هي من المسائل الاعتقادية التي يجب بها الاعتقاد عند العلم ولا يعذر فيه بالجهل ..... ان تصديق الكاهن بما يخبره من الغيب كفر لقوله تعالى: "قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله" ولقوله عليه السلام: "من أتى كاهنا وصدقه بما يقول فقد كفر بما أنزل على محمد."

ثم الكاهن هو الذي يخبر عن الكوائن في مستقبل الزمان، ويدعي معرفة الأسرار في المكان.

وقيل الكاهن الساحر والمنجم إذا ادعى العلم بالحوادث الآتية فهو مثل الكاهن، وفي معناه الرمال.

قال القونوي: والحديث يشمل الكاهن والعراف والمنجم فلا يجوز اتباع المنجم والرمال وغيرهما كالضارب بالحصى، وما يعطى هؤلاء حرام بالإجماع كما نقله البغوي والقاضي عياض وغيرهما.

ولا اتباع من ادعى الإلهام فيما يخبر به عن إلهاماته بعد الأنبياء.

ولا اتباع قول من ادعى علم الحروف المتهجيات لأنه في معنى الكاهن انتهى."

(شرح فقہ اکبر ص:۲۱۵ مطبع مجتبائی دہلی)

ترجمہ:... "ایک مسئلہ یہ ہے کہ کاہن جو غیب کی خبریں دیتا ہے، اس کی تصدیق کرنا کفر ہے، کیونکہ ارشاد خداوندی ہے: "کہہ دیجئے کہ نہیں جانتے غیب جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سوائے اللہ کے۔" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "جو شخص کاہن کے پاس گیا پس اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے کفر کیا اس کے ساتھ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا گیا۔"

اور کاہن وہ شخص ہے جو آئندہ زمانے کے واقعات کی خبر دیتا ہے، اور مکان کے اسرار کی معرفت کا مدعی ہو، اور نجومی جب آئندہ واقعات کے علم کا دعویٰ کرے تو وہ بھی اسی کے مثل ہے، اور اسی حکم میں رمال داخل ہے۔

قونویؒ کہتے ہیں کہ حدیث کاہن، قیافہ شناس اور نجومی سب کو شامل ہے، اس لئے نجومی، رمال اور اس نوعیت کے دوسرے لوگ مثلاً کنکریاں پھینک کر حساب لگانے والے کی اتباع جائز نہیں، ان لوگوں کو جو اجرت دی جاتی ہے وہ باجماع حرام ہے، جیسا کہ بغویؒ اور قاضی عیاضؒ وغیرہ نے نقل کیا ہے، اور انبیاء علیہم السلام کے بعد اس شخص کی بھی اتباع جائز نہیں جو مدعی الہام بن کر الہامات کے ذریعہ خبریں دیتا ہو، اور نہ اس شخص کی پیروی جائز ہے جو حروف کے علم کا مدعی ہو، کیونکہ یہ بھی کاہن کے حکم میں ہے۔"

ان لوگوں کے بارے میں طویل بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وقد یکون فی ھؤلاء من یستحق القتل، کمن یدعی النبوۃ بمثل ھذہ الخز عبلات، او یطلب تغیر شیء من الشریعۃ ونحو ذالک۔"

(شرح فقہ اکبر ص:۱۸۲ مطبع مجتبائی دہلی)

ترجمہ:... "اور ان لوگوں میں سے بعض لوگ قتل کے مستحق ہیں، اور وہ شخص جو اس قسم کے جھوٹے حربوں سے نبوت کا مدعی ہو یا شریعت کی کسی چیز میں تبدیلی کا خواہاں ہو وغیرہ۔"

اس آخری تحریر کے وقت تو شاید شیخ علی قاری پر مرزا صاحب کی شخصیت منکشف ہوگئی تھی، مرزا صاحب انہی خرافات کے ذریعہ مسیحیت و نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور انہی باطل چیزوں سے لوگوں سے یہ منوانا چاہتے ہیں کہ اب تک پوری اُمت نے جو سمجھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنفس نفیس تشریف لائیں گے، یہ غلط ہے، بلکہ اس سے مراد "مثیلِ مسیح" کی آمد ہے، اور وہ یہ خاکسار ہے۔

ہفت روزہ دور کی تقسیم

مرزا صاحب آگے فرماتے ہیں:

"ان سات ہزار برس کی قرآن شریف، اور دوسری خدا کی کتابوں کی رو سے تقسیم یہ ہے کہ پہلا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا زمانہ ہے، اور دوسرا ہزار شیطان کے تسلط کا زمانہ ہے، اور پھر تیسرا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا، اور چوتھا ہزار شیطان کے تسلط کا اور پھر پانچواں ہزار نیکی اور ہدایت پھیلنے کا (یہی وہ ہزار ہے جس میں ہمارے سید و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے اور شیطان قید کر دیا گیا)، اور پھر چھٹا ہزار شیطان کے کھلنے اور مسلط ہونے کا زمانہ ہے جو قرون ثلاثہ کے بعد شروع ہوتا اور چودھویں صدی کے سر پر ختم ہو جاتا ہے، اور پھر ساتواں ہزار خدا اور اس کے مسیح کا اور ہر ایک خیر و برکت اور ایمان اور صلاح اور تقویٰ اور توحید اور خدا پرستی اور ہر ایک قسم کی نیکی اور ہدایت کا زمانہ ہے۔" (ص:۳)

مرزا صاحب کی یہ سات ہزار سالہ تقسیم نقل و عقل کے خلاف محض توہم اور وہم خیالی پر مبنی ہے۔

اولاً... قرآن کریم کی کسی آیت سے یہ مضمون مستفاد نہیں ہوتا، اس لئے قرآن کی طرف اس کو منسوب کرنا محض افتراء علی اللہ ہے۔

ثانیاً: دوسری قوموں کی کتابوں میں اول تو یہ مضمون نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ پر ذاتی تہمت ہے، دوسرے اگر ہو تو وہ سب کتابیں ایسی حالت میں ہیں کہ ان سے کسی چیز پر استدلال کرنا عقل و دانش کے خلاف ہے۔

ثالثاً: دوسرے ہزار سال کو مرزا صاحب "شیطان کا دور" بتاتے ہیں، حالانکہ اس زمانے میں بھی انبیاء علیہم السلام آتے رہے۔ مرزا صاحب کی تقسیم کے معنی یہ ہیں کہ معاذ اللہ! ایک ہزار سال تک خدا کی بات چلتی رہی، دوسرے ہزار سال میں خدا نے شیطان کو عنانِ حکومت سنبھال دی، اسی طرح ہر ہزار سال کے بعد شیطان و رحمن کا تبادلہ ہوتا رہا، کیا کوئی عاقل اس کو تسلیم کرے گا...؟

رابعاً... پانچواں ہزار سال جس میں مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بتاتے ہیں اس کے سات سو چالیس برس تو بقول ان کے تاریکی چھائی رہی کیونکہ آپ کی بعثت ۷۴۰ء میں ہوئی تھی، اور پورے تین سو سال کے بعد پھر تاریکی چھا گئی۔ اب غور فرمایئے! جس ہزار سالہ دور کا پونے ہزار سال کفر و ضلالت کا گزرا ہو اس کو ہدایت کا زمانہ کہا جائے گا...؟

خامساً: قرونِ ثلاثہ (تین صدیوں) کے بعد مرزا صاحب کے نزدیک پھر تاریکی کا دور شروع ہو گیا تھا، کیا اس کے معنی وہی نہیں جو مغرب کے ملاحدہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام چند سالوں کے بعد ختم ہو گیا تھا۔

سادساً... مرزا صاحب چھٹے دور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ذکر کرتے ہیں، کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ختم ہو چکا ہے؟ چودھویں صدی سے اب مرزا صاحب کا دور شروع ہوتا ہے؟

سابعاً:... مرزا صاحب اپنے دور کو (جو چودھویں صدی سے شروع ہوتا ہے) خیر و برکت، ایمان و یقین، صلاح و تقویٰ، توحید و خدا پرستی اور نیکی و ہدایت کا دور بتلاتے ہیں، کیا دنیا کا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کی آمد کے بعد ان چیزوں میں ترقی ہوئی؟ مرزا صاحب سے پہلے ایمان و تقویٰ اور صلاح و ہدایت کا جو حال تھا، ان کے آنے کے بعد اس میں مزید انحطاط اور تنزل ہوا یا ترقی ہوئی؟ یہ زمانہ بہ نسبت گزشتہ زمانہ کے ”خدا کا زمانہ“ کیسے ہوگیا؟ کیا ستم ہے کہ جس دور میں ہزاروں اکابر اولیاء اللہ اور مجددینِ اُمت پیدا ہوئے، اس کو شیطانی زمانہ کہا جائے اور جس زمانہ میں مرزا صاحب کے بقول اسی (۸۰) لاکھ مسلمان عیسائی ہوئے، اس کو خدا پرستی کا زمانہ قرار دیا جائے...!

یہ مرزا صاحب کی صرف ایک کتاب کی چند سطروں کا مرقع پیش کیا گیا ہے، اسی نمونہ سے اندازہ کیجئے کہ مرزا صاحب کی مسیحیت نے اسلام اور مسلمانوں پر کیا کیا ستم ڈھائے؟ تاریخ کو کیسے مسخ کیا؟ قرآن کریم کو کیسے بگاڑا...؟

تکمیلِ بحث کے لئے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کے دور کی تاریخ کا کوئی قطعی ذریعہ دنیا کے پاس نہیں ہے، تاہم مؤرخین نے ظن و تخمین کے ذرائع سے (جن میں بائبل کے مندرجات بھی شامل ہیں) یہ مدت قریباً چھ ہزار بتائی ہے، اس لئے مرزا غلام احمد کا یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدم علیہ السلام سے ۴۷۳۹ برس بعد مبعوث ہوئے تھے، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قیامت کے مقارن واقع ہوئی ہے، اسی بنا پر آپ کا ایک اسمِ گرامی ”نبی الساعة“ بھی ہے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر فرمایا:

”عن انس قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ”بعثت انا والساعة کھاتین۔“ متفق علیه۔“

(مشکوٰۃ ص:۴۸۰)

ترجمہ:... ”میری بعثت اور قیامت کے درمیان بس اتنا فاصلہ ہے“

لیکن اس کی ٹھیک مدت علام الغیوب کے سوا کسی کو معلوم نہیں، اس لئے مرزا غلام احمد کا یہ دعویٰ کہ ان کی "بعثت" کے بعد ابھی دنیا کی زندگی ٹھیک ایک ہزار سال باقی ہے، قرآن و حدیث کی تکذیب کے مترادف ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا بالکل قربِ قیامت میں ہوگا، وہ چالیس سال زمین پر رہ کر انتقال کریں گے، مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے، اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس میں دفن کیا جائے گا، ان کے وصال کے بعد سات سال تک دنیا میں خیر و صلاح کا دور دورہ رہے گا، سات سال بعد ایک ہوا چلے گی جس سے تمام اہلِ ایمان کی وفات ہوجائے گی، اور صرف اشرار الناس باقی رہ جائیں گے، ان پر قیامت قائم ہوگی۔

یہ علاماتِ قیامت کا مختصر نقشہ ہے، جو صحیح احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا، اس سے جناب مرزا صاحب کا دعویٰ دنیا کی عمر کے بارے میں باطل ہوجاتا ہے، اور ان کا یہ دعویٰ بھی غلط ہوجاتا ہے کہ آسمان سے نازل ہونے والا "مسیح" وہی ہے۔

جن لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر ایمان ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "نبی صادق" مانتے ہیں، انہیں ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات کو رکھنا چاہئے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل و تشریح کے ساتھ بیان فرمائی ہیں، اور دوسری طرف مرزا صاحب کا سراپا ان علامات سے ملانا چاہئے، اگر علم و بصیرت اللہ تعالیٰ نے دی ہو تو معلوم ہوجائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک ایک علامت مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی تکذیب کرتی ہے، ہاں جن لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق نہ ہو، نہ آپ کی کسی بات پر ایمان ہو، ان کو اختیار ہے کہ اپنے لئے جو راستہ چاہیں منتخب کریں۔

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:[illegible] ش:[illegible])

اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور مرزائی تحریک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

قادیانی امت کو یہ خوش فہمی ہے کہ موجودہ صدی قادیانیت کے غلبہ کی صدی ہے۔ قادیانی اخبارات ورسائل مرزا طاہر احمد کے اشاروں پر قادیانی امت کے دامن تار تار کو اسی موزوں تدبیر سے رفو کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ مرزا غلام احمد صاحب خود ہی ان تمام خوش فہمیوں کا ازالہ کر چکے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

> ”میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت وعظمت اور شان کو دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس مجھ سے دشمنی کیوں، وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے، اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“ (اخبار بدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے فیصلہ دے دیا ہے کہ اگر ان کے ہاتھوں خود ان کی زندگی میں مسیح اور مہدی کا کارنامہ ظہور پذیر نہ ہوا تو ساری دنیا کو مرزا صاحب کے کذاب اور جھوٹے ہونے کی گواہی دینی چاہئے۔

کردے گا۔" (براہین احمدیہ ص:۵۰۵)

ان دونوں عبارتوں میں مرزا صاحب، قرآن کریم اور اپنے الہام سے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں نزول اجلال فرمائیں گے ان کی تشریف آوری سے دین اسلام کو غلبہ کاملہ ہوگا، دین اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا اور کجی و ناراستی اور گمراہی کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا، حضرت مسیح علیہ السلام کا یہی کارنامہ ہے جس کا وعدہ قرآن کریم کی آیت میں دیا گیا ہے، اور جس کی اطلاع مرزا صاحب کو بذریعہ الہام دی گئی ہے، حضرت مسیح علیہ السلام کے اس کارنامہ کی مزید تفصیل ایک حدیث میں بیان فرمائی گئی ہے، جس کو مسٹر محمد علی لاہوری نے "النبوۃ فی الاسلام" (ص:۱۴۲) میں اور مرزا محمود احمد صاحب نے "حقیقۃ النبوۃ" (ص:۱۹۲) میں درج کیا ہے، ذیل میں اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

"یعنی انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں، ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ نازل ہونے والا ہے، پس جب اس کو دیکھو تو اس کو پہچان لو کہ وہ درمیانہ قامت، سرخی اور سفیدی ملا ہوا رنگ، زرد کپڑے پہنے ہوئے اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو اور وہ صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا، اور جزیہ ترک کردے گا، اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا، اس کے زمانہ میں سب مذاہب ہلاک ہوجائیں گے اور صرف اسلام رہ جائے گا۔ اور شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ عیسیٰ بن مریم چالیس سال زندہ رہیں گے اور پھر فوت

ہو جائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص:۹۲)

اب مرزائیوں سے دریافت کرنا چاہئے کہ:

۱:... کیا مرزا غلام احمد کی زندگی میں اسلام ساری دنیا پر غالب آگیا؟

۲:... کیا اسلام کے سوا تمام مذاہب صفحۂ ہستی سے مٹ گئے؟

۳:... کیا مرزا غلام احمد کے زمانہ میں کسی نے شیروں کو اونٹوں کے ساتھ، چیتوں کو گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ چرتے، بچوں کو سانپ کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا؟

۴:... کیا مرزا غلام احمد صاحب دعویٰ مسیحیت کے بعد چالیس سال برس زندہ رہے؟

۵:... کیا مسلمانوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی؟

۶:... کیا مرزا غلام احمد کے ہاتھوں ان کی زندگی میں وہ کارنامے ظہور پذیر ہو سکا جو حضرت مسیح کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوگا؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو مرزائی ساری دنیا کے ساتھ مل کر مرزا غلام احمد کے جھوٹا ہونے کی گواہی کیوں نہیں دیتے؟ کیونکہ خود مرزا نے لکھا ہے کہ:

"اگر یہ کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔"

کیا جھوٹے مسیح کی امت دنیا پر غالب آئے گی؟ کیا خدا تعالیٰ کی قدرت جھوٹے مسیح کو اور جھوٹے دین کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے بروئے کار آئے گی؟

"ایں خیال است و محال است و جنوں"

(ماہنامہ بینات رجب ۱۴۰۶ھ)

مسئلۂ ختمِ نبوّت و صدق و کذبِ مرزا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

اب میں کوشش کروں گا کہ دو مسئلوں کے بارہ میں آپ کو سمجھاؤں، ایک مسئلہ ہے ختمِ نبوّت، اور دوسرا مسئلہ ہے مرزا غلام احمد کا کذب یعنی جھوٹا ہونا۔

مسئلۂ ختمِ نبوّت:

اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد نبوّت کا سلسلہ بند کردیا۔ ہمارے یہاں درسِ نظامی کے نصاب کی ایک کتاب ہے: ''شرحِ عقائد''، مجھے یاد ہے کہ جب ہمیں یہ کتاب پڑھنے کو ملی تو میں نے کہا کہ: اگر اس میں ختمِ نبوّت کا مسئلہ ہوگا تو پڑھوں گا، چنانچہ کتاب کی ورق گردانی کرتے کرتے یہ عبارت نکل آئی: ''اول الانبیاء آدم و آخرھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' یعنی سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک پوری اُمتِ اسلامیہ کا یہ متواتر عقیدہ چلا آرہا ہے، اور گزرے ہوئے تیرہ صدیوں میں کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں ہوا جو یہ سمجھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت جاری ہے اور... نعوذ باللہ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں۔

مسئلۂ ختمِ نبوّت اور ''ختمِ نبوّت کامل'':

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

کتاب ''ختمِ نبوت کامل'' میں اس مسئلہ کو ایک سو سے زیادہ آیات، دو سو دس کے قریب احادیث، کتبِ سابقہ تورات و انجیل، صحابہ کرامؓ و تابعینؒ اور ائمہ حدیث، مجتہدینؒ کی تحقیق و تصریحات سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

اس کے علاوہ قادیانی اس سلسلہ میں جتنے شبہات پیش کرتے ہیں، حضرت مفتی صاحبؒ نے ایک ایک کرکے ان سب کا جواب دیا ہے۔

عقیدۂ ختمِ نبوت متواتراتِ دین میں سے ہے:

اسی طرح میں نے بھی ''عقیدۂ ختمِ نبوت'' کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا ہے جو میری کتاب ''تحفۂ قادیانیت'' جلد اول میں شامل ہے، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ میں نے ''تحفۂ قادیانیت'' کی ابتدا ہی اس رسالہ سے کی ہے۔ اس رسالہ میں میں نے ایک خاص کام یہ کیا ہے کہ ہر حدیث نقل کرنے کے بعد اس کے دس دس طرق بھی جمع کردیئے ہیں۔ مثلاً: اگر وہ حدیث دس تیس صحابہ کرامؓ سے مروی تھی تو ان میں سے صحابہ کرامؓ کے نام بھی دے دیئے ہیں، جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ قارئین کو اس کا اندازہ ہوجائے گا کہ ختمِ نبوت کی ایک ایک حدیث کتنے صحابہ کرامؓ سے؟ اور کہاں کہاں مروی ہے؟ اسی طرح میں نے حضرات محدثین کا یہ اصول بھی نقل کیا ہے کہ جو حدیث دس یا اس سے زیادہ صحابہ کرامؓ سے مروی ہو، وہ متواتر ہوتی ہے، جس سے بسہولت یہ معلوم ہوجائے گا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت متواتراتِ دین، یعنی متواتر عقائد میں سے ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اس رسالہ میں جہاں اکابرِ امتؒ کے حوالے نقل کئے ہیں، وہاں چاروں فقہ یعنی فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کے حوالہ جات بھی درج کئے ہیں۔

قرآن و سنت، اجماعِ امت اور چودہ صدیوں کے اکابر علمائے امتؒ کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔

پہلے مرزا بھی ختم نبوت کا قائل تھا:

خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی دعویٰ نبوت سے پہلے اس کا اقرار کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لانا فرض ہے، اس کا منکر کافر، دائرۂ اسلام سے خارج اور ملعون ہے۔ مگر جب بھی اس نے دعویٰ نبوت کیا تو گرگٹ کی طرح اس نے اس چودہ سو سالہ منصوص و متواتر عقیدہ کا یکسر انکار کردیا، چنانچہ اس نے اپنے جھوٹے دعویٰ نبوت کو ثابت کرنے اور قادیانی امت کو دھوکا دینے کے لئے نبوت کی خودساختہ قسمیں بنا ڈالیں۔

قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی قسمیں:

چنانچہ قادیانی کہتے ہیں کہ نبوت کی تین قسمیں ہیں:

۱:... ایک وہ نبوت ہے جو براہِ راست اللہ تعالیٰ سے ملتی ہے، براہِ راست ملنے والی نبوت کو وہ مستقل نبوت سے تعبیر کرتے ہیں۔

۲:... دوسری وہ نبوت جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ملتی ہے، اس نبوت کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ملتی ہے ظلی نبوت کا نام دیتے ہیں۔

۳:... ان کے ہاں تیسری تشریعی اور غیرتشریعی نبوت ہے، جس کو وہ شرعی اور غیرشرعی بھی کہتے ہیں۔ دراصل ان بے وقوفوں نے اپنی خودساختہ اصطلاحات بنا رکھی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مستقل نبوت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے، وہ جو پہلے ملا کرتی تھی وہ بند ہے، اسی طرح تشریعی نبوت، یعنی جس میں نبی نئی شریعت لے کر آئے، وہ بھی ختم ہوچکی ہے، لہٰذا تیسری یعنی ظلی و بروزی نبوت اب بھی جاری ہے، چنانچہ قادیانی جماعت کا دوسرا سربراہ مرزا بشیرالدین محمود کہتا ہے کہ:

''میں نبوت کی تین قسمیں سمجھتا ہوں:

(۱) جو شریعت لاوے۔

(۲) جو شریعت نہیں لاتے، لیکن ان کو نبوت بلاواسطہ ملتی

ہے، اور کام وہ پہلی نبی امت کا کرتے ہیں، جیسے سلیمان، زکریا، یحییٰ علیہم السلام۔

(۳) اور ایک وہ جو نہ شریعت لائے اور بلاواسطہ نبوت ملتی ہے وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔"

(قول فیصل مرزا بشیرالدین ص:۱۲)

مگر ان قادیانیوں کی اس خود ساختہ تقسیمِ نبوت کا گورکھ دھندا صرف قادیانیوں کی مغالطہ آمیزی کی حد تک ہے، مسلمانوں کے سامنے ان کی یہ چال بازی نہیں چلتی، بلکہ وہ "فبهت الذي كفر" کے مصداق ہر میدان میں بغلیں جھانکتے نظر آتے ہیں۔

مولانا محمد حیات کا مرزائی مبلغ کو لاجواب کرنا:

چنانچہ ہمارے حضرت مولانا محمد حیات رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرزائی مبلغ اللہ دتہ جالندھری سے مناظرہ ہوا تھا، مولانا محمد حیات فرمانے لگے: "اللہ دتا! نبوت کی قسمیں تم نے بیان کی ہیں" (اللہ دتا! نبوت کی کتنی قسمیں ہیں؟ میں نے کہا: تین قسمیں ہیں:) مستقل تشریعی نبوت، غیر مستقل تشریعی نبوت، غیر مستقل غیر تشریعی نبوت۔

مولانا فرمانے لگے کہ: اللہ دتا! مناظرے کا اصول یہ ہے کہ اگر دلیل عام ہو، دعویٰ خاص ہو تو یہ ثابت نہیں ہوتا، مثلاً اگر تمہارا دعویٰ ہو کہ زید آیا، مگر تم کسی دلیل سے یہ ثابت کرو کہ انسان آیا ہے تو کیا اس سے تمہارا دعویٰ ثابت ہو جائے گا؟ ظاہر ہے کہ زید کی آمد کے دعویٰ کے لئے انسان کی آمد کی دلیل سے زید کی آمد تو ثابت نہیں ہوگی ناں! کیونکہ انسان تو میں بھی ہوں، اور تم بھی ہو، بحث تو یہ تھی کہ زید آیا، تو میرے یا تمہارے آنے سے زید کا آنا تو ثابت نہ ہوا ناں! اس کو کہتے ہیں دلیل عام اور دعویٰ خاص۔

پھر فرمایا: اللہ دتا! تم ایسا کرو کہ قرآن کریم کی کوئی آیت یا ذخیرۂ احادیث سے کوئی حدیث پڑھو، یا بزرگوں کے اقوال میں سے کوئی ایسا قول پیش کرو، جس سے یہ ثابت ہو کہ غیر تشریعی، غیر مستقل نبوت جاری ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی آیت، حدیث یا اکابر کا

اُمت کے اقوال سے کوئی قول تو وہ پیش کرنے سے رہا۔

"یَا بَنِیْ اٰدَمَ" سے قادیانیوں کا اجرائے نبوت پر استدلال:

اس موقع پر مرزائی اپنے دعویٰ کی تائید میں یہ آیت پڑھتے ہیں: "یَا بَنِیْ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ" تو اللہ دتہ نے بھی حسبِ عادت یہ آیت پڑھ دی، مولانا محمد حیاتؒ نے فرمایا: اللہ دتہ! تم انصاف کرو، تمہارا یہ آیت پڑھنا صحیح ہے؟ کیونکہ اس میں تو "رُسُلٌ" عام ہے، یہ تو صاحبِ شریعت، صاحبِ کتاب، تشریعی، غیرتشریعی، مستقل اور غیرمستقل سب کو شامل ہے، میں تمہیں کہتا ہوں کہ دلیل میں وہ بات پیش کرو جو تمہارے اس دعویٰ کو ثابت کرے، حضرت مولانا مرحوم نے جب یہ کہا تو اللہ دتہ بیچارہ پوری طرح پھنس گیا، کیونکہ اس دعویٰ پر کوئی آیت ہوتی تو پڑھتا۔

اجرائے نبوت کا ڈھونگ صرف مرزا کے لئے:

خیر یہ تو مولانا محمد حیات صاحبؒ نے فرمایا تھا، البتہ میں اس پر کچھ اضافہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ قادیانیوں نے اجرائے نبوت کے فلسفہ کا ڈھونگ صرف اور صرف مرزا قادیانی کے لئے رچایا ہے، ورنہ وہ بھی یہ مانتے ہیں کہ اُمت کی تیرہ صدیوں میں کوئی نبی نہیں آیا، اور جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ خود مرزا قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے ص:۳۹۱ پر لکھتا ہے کہ:

> "غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امورِ غیبیہ میں، اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔" (حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱)

اس لئے میں کہتا ہوں کہ مرزائیو! تم اس پر دلیل دو کہ اب تمہارے پاس رسول آئیں گے، تم اس پر دلیل دو کہ غیرتشریعی اور غیرمستقل نبی آئیں گے، کیونکہ تمہارا دعویٰ

خاص مرزا غلام احمد کے لئے ہے، لہٰذا تم اس کی دلیل پیش کرو۔ اگر تم میرا یہ نکتہ سمجھ لو اور سمجھا بھی سکو تو تمہیں مناظرہ کرنا آجائے گا، کیونکہ یہ بہت موٹی سی بات ہے، معمولی عقل و فہم کا آدمی بھی اس کو سمجھ سکتا ہے۔ تم مرزا غلام احمد کی کتاب حقیقۃ الوحی کا صفحہ یہاں سے لے جاؤ اور پیش کرکے کہو کہ تمہارے مرزے کا حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱ پر یہ دعویٰ ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے صرف میں ہی مخصوص کیا گیا۔

گویا تم نے نبوت کے جعلی ہونے کا سارا ڈھونگ مرزے کے لئے رچایا ہے، ہاں یہی مطلب ہوا ناں! تمہیں تو تم از راہ کرم قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت پڑھو جس میں لکھا ہو کہ "غلام احمد نبی بن کے آیا"۔ وہی یہ بات کہ "رسول آئیں گے یا نبی آئیں گے" اس کا تمہیں کیا فائدہ؟ تم تو خود منکر ہو، جیسا کہ مرزا نے لکھا ہے کہ:

"اس امت میں بڑے بڑے آدمی آئے، لیکن نبی کا نام پانے کے لئے صرف میں مخصوص کیا گیا۔"

تو مرزائیوں سے بات کرنے کے لئے ایک نکتہ تو یہ ہے، کیونکہ مرزا خود کہتا ہے کہ: "نبی کا نام پانے کے لئے میں مخصوص کیا گیا" لہٰذا جب بھی کوئی مرزائی ایسی کوئی بات کہے تو تم کہو کہ تم تو مرزے کی نبوت کا دعویٰ پیش کرتے ہو، لہٰذا مرزا کی نبوت کی دلیل دو!!

ایک شبہ کا جواب:

سوال:... قادیانی یہاں اشکال کرتے ہیں کہ یہ پہلے کا عقیدہ ہے؟

جواب:... اس لئے کہ ہم حوالہ پیش کررہے ہیں حقیقۃ الوحی کا، اور حقیقۃ الوحی مرزا غلام احمد نے ۱۹۰۷ء میں لکھی اور ۱۹۰۸ء میں وہ مرگیا، دراصل یہ ۱۹۰۶ء کی تصنیف ہے، جو اس نے ۱۹۰۶ء میں لکھنا شروع کی تھی، لہٰذا یہ ۱۹۰۶ء کی تحریر ہے اور فہرست میں بھی لکھا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب ۱۹۰۶ء کی یہ تحریر ہے اور ۱۹۰۸ء میں وہ مرگیا تو اس کا عقیدہ کب بدلا تھا؟ اگر ایسا ہے تو پھر پہلے اس کا عقیدہ کیا تھا؟ کیا اس کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا عقیدہ تھا؟ جب تم ۱۹۰۸ء کی بات کررہے ہو تو اس کی کیا دلیل ہے؟

مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔"

ترجمہ:... "اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آلِ محمدؐ پر جیسا کہ آپ نے رحمت فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر اور آلِ ابراہیمؑ پر۔"

یہ درود شریف سنا کر قادیانی سادہ لوح مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ: تم بتاؤ نبوت رحمت ہے یا لعنت؟ آپ کیا کہیں گے؟ ظاہر ہے ہر مسلمان یہی کہے گا کہ نبوت رحمت ہے لعنت نہیں، جب مسلمان کہتے ہیں کہ نبوت رحمت ہے تو قادیانی فوراً کہتے ہیں کہ جب نبوت رحمت ہے اور جب یہ آلِ ابراہیم میں جاری تھی تو آلِ محمد میں کیوں بند ہوگئی؟ شریعت کیوں بند ہے؟

جواب:... اس کے دو جواب ہیں:

الزامی جواب:... تو یہ ہے کہ تم فوراً پلٹ کر ان سے کہو کہ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ شریعت رحمت ہے یا لعنت؟ یقیناً وہ کہیں گے کہ شریعت رحمت ہے، تو آپ ان سے کہئے کہ یہ بتایئے کہ وہ کیوں بند ہوگئی؟ آپ اس کا جو جواب دیں گے وہی جواب ہم آپ کی خدمت میں پیش کردیں گے۔ یہ تو ہوا الزامی جواب کہ قادیانی بول ہی نہ سکیں۔ اس پہلے جواب سے اپنے مقابل کو باندھ لو، پھر فرصت سے اس کی مرمت کرو، تاکہ ہاتھ پاؤں نہ چلا سکے، گویا اس کے ہاتھ پاؤں پہلے باندھ کر اس کو لاجواب کردو، پھر مسئلہ سمجھاؤ، اب سنو! نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ ختم ہوا، نہ نبی کی ضرورت!

تحقیقی جواب:... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا جاری ہونا رحمت نہیں لعنت ہے، اس لئے کہ پہلے انبیائے کرام علیہم السلام میں نبوت جاری ہونے کا مطلب یہ تھا کہ ایک نبی کی نبوت کا زمانہ ختم ہوا تو دوسرے کی نبوت کا زمانہ شروع ہوگیا، لگاتار آرہے تھے، ایک نبی چلا جاتا اور اس کی نبوت کا زمانہ بھی چلا جاتا تو نیا نبی آجاتا اور

اس کی نئی نبوت کا زمانہ شروع ہو جاتا، چونکہ وہ زمانہ، زمانۂ نبوت تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا کہ اس میں لگاتار نبی بھیجے جائیں، کوئی وقت بھی نبیوں سے خالی نہ ہو، لیکن جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک دور آیا تو آپ کو نبوت دے دی گئی اور آپ کی نبوت کا زمانہ چونکہ قیامت تک ہے، اس لئے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نبوت ختم ہوتا تو نیا نبی آتا۔ نہ زمانۂ نبوت ختم ہوا اور نہ نئے نبی کی ضرورت پیش آئی اور نہ نیا نبی آیا۔

قادیانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ ختم کرنا چاہتے ہیں:

جب یہ بات معلوم ہو گئی تو اب سنو! کہ قادیانی کیا کہنا چاہتے ہیں کہ جیسے بنی اسرائیل میں پہلے نبی کا زمانہ ختم ہو جاتا تھا، اس کی نبوت بھی ختم ہو جاتی تھی، ٹھیک اسی طرح ...نعوذ باللہ... وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نیا نبی پیش کر کے حضور کی نبوت کا زمانہ بھی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ ختم کرنا اور نئے نبی کو پیش کرنا لعنت ہے کہ نہیں؟ یقیناً لعنت ہے! اس لئے ہمارے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے نبی کا آنا رحمت نہیں لعنت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ہے:

اگر چاہو تو اس کو دوسرے عنوان سے یوں بھی بیان کر سکتے ہیں، وہ یہ کہ قادیانی جو اجرائے نبوت کے قائل ہیں، یا یوں کہو کہ ہم جو نبوت کے بند ہونے کے اور ختم نبوت کے قائل ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ موجودہ زمانہ نبوت سے خالی ہے، بلکہ ختم نبوت کا معنی یہ ہے کہ نبوت کا ملنا ختم ہو گیا ہے، اور اب کوئی نئی نبوت نہیں ملے گی، مگر مرزائی ختم نبوت کا یہ معنی لیتے ہیں کہ اس زمانہ میں کوئی نبوت باقی نہیں، گویا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بھی ختم سمجھتے ہیں، حالانکہ ہم اس کا یہ معنی مراد نہیں لیتے، بلکہ ہماری مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک باقی ہے، لہٰذا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ ختم ہوا اور نہ کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ قادیانی نئی نبوت کے آنے کا نظریہ پیش کر کے یہ کہنا

چاہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ ختم ہوگیا ہے، لہٰذا نئے نبی کی ضرورت ہے، گویا یہ نظریہ دے کر وہ امت کو اس عقیدے سے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت سے کاٹ دینا چاہتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک کے لئے ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت باقی ہے، تو امت قیامت تک دامنِ نبوت سے وابستہ رہے گی، نہ نیا نبی آئے گا، نہ اس امت کا رشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کٹے گا۔ یہ بات خود بھی سمجھو اور ہر قادیانی کو بھی سمجھاؤ، خدا کرے یہ بات ان کو سمجھ آجائے۔

قادیانی مہدی و مسیح ہے اور نبی:

سوال:... مرزائی کہتے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں بلکہ مہدی اور امام مصلح، مسیح موعود اور غیر تشریعی نبی مانتے ہیں، کیا یہ ٹھیک ہے؟

جواب:... قادیانی جھوٹے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ وہ خود ہی اپنے موقف سے پھر گئے، مگر الحمدللہ ہم آج تک اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے، ایک انچ کیا، ایک بال برابر بھی نہیں ہٹے، جس جو عقیدہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے کر گئے تھے الحمدللہ اس سے ایک بال برابر بھی نہیں ہٹے، ہم ہر حال میں حق کا اظہار کریں گے، ہم ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے، منبر نہیں ہوگا تو سرِ دار کریں گے، نہ کبھی بدلے ہیں اور نہ بدلنے کا ارادہ کیا ہے، الحمدللہ!

قادیانی گرگٹ کی طرح عقیدہ بدلتے ہیں:

ہاں! قادیانی گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہیں، چنانچہ مرزا محمود یہاں ربوہ، حال چناب نگر ہے اپنی مسجد میں بیٹھ کر کچھ کہتا، اور جب عدالت میں پیش ہوتا تو وہاں کچھ اور کہتا تھا، یہ گرگٹ کی طرح عقیدے بدلتے ہیں، کبھی مرزا کو امام کہتے ہیں، کبھی نبی کہتے ہیں، کبھی مسیح کہتے ہیں، کبھی مہدی کہتے ہیں، اور کبھی چوں چوں کا مربہ کہتے ہیں، سچ ہے کہ واقعی مرزا چوں چوں کا مربہ ہی تھا، مسیح کی کچھ بھی نہیں تھا، محض فراڈ ہی فراڈ تھا، میرے بھائی! ان

کا عقیدہ بدلنا، ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے، الحمدللہ! ہم نے اپنا موقف اور عقیدہ
کبھی نہیں بدلا، ہماری تاریخ کو پورے چودہ سو سال گزر چکے ہیں، اور اب پندرہویں صدی
شروع ہوئی ہے اور اس کے بھی کئی سال گزر چکے ہیں، گویا ہم چودہ سو سال پورے کرچکے
ہیں مگر الحمدللہ! جو پہلے دن ہمارا عقیدہ تھا وہی آج بھی ہے اور آپ مجھ سے وہی چودہ سو
سال پرانا عقیدہ سن رہے ہیں، اس میں ہم نے کوئی ذرہ سے ادنیٰ ترمیم کی ہے اور نہ کریں
گے، ہمارا یہی عقیدہ ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک یہی رہے گا۔

میں کہتا ہوں کہ اگر قادیانی مرزا کو نبی نہیں مانتے تو ان سے کہو کہ پھر یہ نبوت کے
جاری ہونے کا عقیدہ کیوں مانتے ہو؟

جس طرح نئی شریعت آنا بند ہے، نئی نبوت کا دروازہ بھی بند ہے:

ہاں! تو میں عرض کر رہا تھا کہ مرزائیوں سے پوچھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد شریعت آسکتی ہے؟ یعنی شریعت محمدیہ کے بعد نئی شریعت آسکتی ہے؟ اس پر مرزائی کہیں
گے: نہیں! نئی شریعت نہیں آسکتی، تو پھر ان سے پوچھو کہ کیوں نہیں آسکتی؟ ہمیں بھی تو
سمجھاؤ! آخر کچھ ہمارے پلے بھی تو پڑے! تمہارے بقول اگر نیا نبی آسکتا ہے تو نئی
شریعت کیوں نہیں آسکتی؟ اس پر قادیانی یہی کہیں گے کہ اجی یہ شریعت تو قیامت تک کے
لئے بھیجی گئی ہے، جب وہ یہ کہیں تو ان سے کہو کہ جس طرح آپ کی شریعت قیامت تک کے
لئے ہے، اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی قیامت تک کے لئے ہے، اس
پر قادیانی کہیں گے کہ چونکہ آپ کی شریعت کامل و مکمل ہے اس لئے اس میں کسی قسم کی ترمیم
و تنسیخ کی ضرورت نہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ جس طرح آپ کی شریعت کامل
و مکمل ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی کامل و مکمل ہے، اس میں بھی کسی
ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہیں، شریعت محمدیہ کے آخری اور ختم نہ ہونے کی جو وجہ تم بیان
کرو گے وہی وجہ ہم بیان کریں گے، یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ختم نہ
ہونے اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے نہ آنے کی۔ اور یہی وجہ ختم نبوت کے قادیانی

کہتے ہیں کہ امت نبوت سے محروم ہوگئی ہے اور نبوت رحمت ہے، اور امت اس رحمت سے محروم ہوگئی اور امت کو محروم کیوں رکھا گیا؟ ہم کہتے ہیں اللہ کے فضل سے امت محروم نہیں ہوئی بلکہ قیامت تک کے لئے امت سب سے اکمل ترین اور افضل ترین نبوت سے مستفید ہورہی ہے، اور اس کے زیرِ سایہ ہے، جب سید الاولین والآخرین کی نبوت جاری ہے تو امت محروم کیسے ہوگئی؟ ہاں! البتہ تم اجرائے نبوت کے طاعون فلسفہ کے ذریعہ ایک ایک بالشت کے نبی کھڑے کرکے امت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ رحمت و عاطفت سے محروم کرنا چاہتے ہو۔

یہ میں نے قادیانیوں کے چند مغالطے ذکر کردیئے ہیں، میرا بھائی! اس کو سمجھو اور ٹھیک سے سمجھو اور یہ بھی یاد رکھو کہ قادیانیوں کا کوئی ایسا مغالطہ نہیں جس کو آپ عقل اور دانائی کے ساتھ نہ سمجھ سکیں۔

اتباع سے نبوت ملنے کا قائل کافر ہے:

سوال:... کیا اکابرینِ امت نے یہ لکھا ہے کہ نبی کی کامل اتباع سے بھی آدمی نبی بن جاتا ہے؟

جواب:... اس مسئلہ کو بھی میں بعد میں بتادوں گا، البتہ جو ایسا سمجھے یا لکھے وہ کافر ہے۔

علامہ زرقانی اور اجرائے نبوت:

سوال:... قادیانی کہتے ہیں کہ علامہ زرقانی رحمہ اللہ اجرائے نبوت کے قائل ہیں، ان کے اس دعویٰ کی کیا حقیقت ہے؟

جواب:... بالکل جھوٹ اور کذب و افترا ہے، میں تمہیں خود علامہ زرقانی رحمہ اللہ کی عبارت پڑھ کر سنادیتا ہوں، اس سے خود ہی اندازہ لگالو، چنانچہ علامہ زرقانی شرح مواہب میں امام ابن حبانؒ سے نقل کرتے ہیں:

"من ذهب الی ان النبوة مکتسبة لا تنقطع او

المی ان الولی افضل من النبی، فھو زندیق، یجب قتلہ لتکذیب القرآن: وخاتم النبیین۔"

(مواہب لدنیہ ج:۶ ص:۱۸۸ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

ترجمہ: "جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ نبوت حاصل کی جاسکتی ہے، کبھی بند نہیں ہوگی، یا کہے کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے، وہ زندیق و بے ایمان ہے، اس کا قتل کردینا واجب ہے کیونکہ وہ قرآن کو جھوٹا کہتا ہے، اس لئے کہ اللہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، مگر یہ کہتا ہے کہ حضور خاتم النبیین نہیں ہیں۔"

صدق و کذب مرزا کی بحث:

اب تیسرا عنوان ہے کہ مرزا غلام احمد سچا تھا یا جھوٹا؟ اس کو کہتے ہیں صدق و کذب مرزا کی بحث، یعنی اس بحث کا نام ہے صدق و کذب مرزا، یہ بھی قادیانی اوق کا شاہکار ہے کہ انہوں نے ایسے آدمی کو اپنا نبی مان رکھا ہے جس کے صدق و کذب پر بحث ہوتی ہے اور یہ مرزائی بڑے فخر سے کہتے ہیں حضرت مسیح کے صدق و کذب کی بحث نعوذ باللہ! کوئی مسلمان اپنے نبی کے بارے میں کبھی بھی ایسا کوئی لفظ اپنی زبان پر لانا گوارا نہیں کرے گا، کیا... نعوذ باللہ... ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق و کذب کی بحث کرنا چاہیں گے؟ نہیں! قطعاً نہیں! نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ! کیا آپ نے کبھی کسی مسلمان عالم کی زبان سے یہ بحث سنی؟ ہم عیسائیوں سے بھی بحث کرتے ہیں، پادریوں سے بھی بحثیں کرتے رہے ہیں، آریوں سے بھی بحث کرتے رہے، مگر کبھی کسی مسلمان کی زبان سے آپ نے یہ نہیں سنا ہوگا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق و کذب کی بحث کی ہو، اس لئے میں قادیانیوں سے کہتا ہوں کہ تمہارا اس عنوان کو قائم کرنا ہی تمہارے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے، تم بھی جھوٹے اور تمہارا نبی بھی جھوٹا، ٹھیک ہے نا!

قادیانیوں سے مناظرہ اور دلچسپ لطیفہ:

اس پر ایک لطیفہ سنو، بعد میں، میں تمہیں دو تین باتیں تمہارے مطلب کی بھی

مناظرہ کا رد ہو یہ بھی تمہارے مطلب کی بات ہے۔ ہمارے مولانا علامہ خالد محمود صاحب نے مجھے ایک لطیفہ سنایا کہ ایک دفعہ وہاں لندن یعنی انگلینڈ میں مرزائیوں کے ساتھ مناظرہ طے کیا، اور یہ بھی بتاتا چلوں کہ مرزائیوں کو مناظرے کا بہت شوق رہتا ہے، مرزائی ہر جگہ کہے گا کہ مجھ سے مناظرہ کرو، مگر مرزائی مناظر دکھاتے ہی وقت دیتے ہیں جب ان کو پتہ ہو کہ سامنے والا مرزائیت نہیں جانتا، اگر ان کو پتہ چل جائے کہ فریق مخالف میں کوئی مولوی یا عالم ہے تو پھر وہ وہاں سے اس طرح دم دبا کر بھاگتے ہیں جس طرح قرآن کریم میں ہے:

''وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔'' (بنی اسرائیل:۸۱)

ترجمہ:... ''کہہ دیجئے حق آگیا اور باطل دم دبا کر بھاگ گیا، بے شک باطل ہے ہی دم دبا کر بھاگنے کے لئے۔''

تو وہاں انھوں نے مناظرہ ٹھان لیا، اور مرزائیوں نے کہا کہ ہم تو دو مسئلوں پر بحث کریں گے، ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کی بحث، اور ایک اجرائے نبوت کی بحث، اس لئے کہ انہماک انہی دو چیزوں پر رہتا ہے (یعنی ان کو یہ بات کی بیماری لگی ہوئی ہے) وہ جریان کی بڑی سخت بیماری لگی ہوئی ہے۔

مناظرے کا اصول:

علامہ صاحب نے فرمایا: اچھا تم جو چاہو عنوان رکھو، کیونکہ مناظرہ کا اصول ہے کہ اگر فریقین مناظرہ نے چار عنوانوں پر گفتگو کرنی ہو تو دو عنوان ایک فریق متعین کرے گا اور دوسرے دو دوسرا فریق مقرر کرے گا۔ اور اگر دو عنوانوں پر گفتگو کرنی ہو تو ایک عنوان ایک فریق مقرر کرے گا اور ایک دوسرا فریق طے کرے گا۔ اور جو فریق جو عنوان تجویز کرے گا وہ اس میں مدعی ہوگا، اور مدعی کو وقت پہلے ملتا ہے، اور مدعا علیہ کو بعد میں وقت ملتا ہے، اس لئے مناظرہ میں جو سب سے بڑا ہتھیار ہوتا ہے وہ مخالف کے ہاتھ میں رہتا ہے، کیونکہ مدعی سب سے پہلے اپنا دعویٰ پیش کرے گا اس کے بعد مدعا علیہ اس کا توڑ کرے گا، اس کے بعد

مدعی کا مدعا علیہ کے ہر نکتہ کا جواب دے گا، یوں اول و آخر مدعی ہی ہوتا ہے، اس لئے مرزائی ہمیشہ کوشش کریں گے کہ وہ مدعی بنیں، یعنی ان کو ہمیشہ اقدام کا شوق رہتا ہے، وہ دفاع کی قوت ہی نہیں رکھتے۔

چنانچہ ہم ختم نبوت کے قائل ہیں اور یہ منکر ہیں، اور یاد رکھو ہمیشہ منکر مدعا علیہ ہوتا ہے، مگر یہ چال بازی کرتے ہیں کہ یہ دونوں بحثیں خود لے لیتے ہیں، تاکہ مسلمانوں نے جو دلائل پیش کئے ہوں، اپنی آخری تقریر میں وہ اس کے اثرات اڑا سکیں، یہ عموماً ایسی تلبیسات کیا کرتے ہیں، چونکہ مسلمان مناظر خلوص سے ان کو بات سمجھانے کا جذبہ رکھتا ہے تو وہ بے چارہ یوں نہیں پاتا۔

آخر علامہ خالد محمود کہنے لگے کہ بھائی مناظرہ میں بحث کے چار نکات ہوں گے، دو تمہاری طرف سے اور دو ہماری طرف سے، قادیانی کہنے لگے ہماری طرف سے تو یہ دو ہوں گے: حیات و وفات مسیح، اور دوسرا اجرائے نبوت۔ علامہ خالد محمود صاحب کہنے لگے: ہم نے کہہ دیا ٹھیک ہے! مگر دو عنوان ہماری طرف سے ہوں گے، ہمارا ایک عنوان یہ ہوگا کہ مرزا غلام احمد "گو" کھاتا تھا کہ نہیں؟ قادیانی کہنے لگے: یہ کیا عنوان ہوا؟ علامہ خالد محمود صاحب فرماتے ہیں: میں نے کہا تمہیں اس سے کیا بحث؟ چونکہ ہمیں ایک عنوان تجویز کرنے کا تم نے حق دیا ہے، اور اس عنوان میں ہم مدعی ہیں، ہم ثابت کریں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی "گو" کھاتا تھا، اور تم ثابت کرو کہ نہیں کھاتا تھا، بس یہ عنوان سن کر ہی قادیانی بھاگ گئے۔

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ ہوشیاری دکھائی جائے ورنہ ہمارے جیسا بھولا آدمی ان سے مناظرہ نہیں کر سکتا۔

آج کل مناظرہ چال بازی کا نام ہے، علمی بحث و مباحثہ کا نام مناظرہ نہیں رہا۔

قادیانیوں سے مناظرے کا طرز:

میرے ایک عزیز اور رشتہ دار ہیں جو گلشن حدید کراچی میں رہتے ہیں، اور دو تبلیغ

میں تین مرتبہ بیرون ملک بھی جاچکے ہیں، اب چوتھی مرتبہ بھی تیار ہیں۔ مگر ہیں ماشاء اللہ بڑے ذہین، پچھلے سال جماعت لے کر افریقہ گئے تھے، ان کا کہنا تھا کہ وہاں بہت سے قادیانی پہنچے ہوئے ہیں، گویا وہ خاص ان کا ملک ہے، اس وقت اس ملک کا نام ذہن میں نہیں رہا، بہرحال وہ افریقہ کا کوئی چھوٹا سا ملک ہے، خیر جو بھی ہو، ہاں تو وہ کہنے لگے کہ ہم ایک دن سڑک کے کنارے پیدل جارہے تھے، چونکہ وہاں کوئی سیکورٹی وغیرہ نہیں ہوتی بلکہ ملک کا صدر وغیرہ بھی یوں ہی عام آدمیوں کی طرح پھرتا رہتا ہے، تو ایک آدمی ہمارے قریب آیا، یعنی اس نے ہمارے قریب آکر اپنی گاڑی کھڑی کی اور کہنے لگا: السلام علیکم! میں نے کہا: وعلیکم السلام! سلام وکلام کے بعد وہ ہم سے کہنے لگا کہ میں آپ کی کوئی خدمت کرسکتا ہوں؟ چونکہ ہم تو ہر ایک کو دعوت ہی پیش کرتے ہیں، اس لئے ہم نے کہا کہ بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور حضور کے بعد چونکہ کسی نبی نے نہیں آنا اس لئے دعوت کا کام امت نے کرنا ہے، اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی ہمارے ساتھ اس دعوت کے کام میں شریک ہوجائیں۔ جب اس نے یہ سنا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور کسی نئے نبی نے آنا نہیں تو اس کے تو تیور بدل گئے، مگر اس وقت وہ وہاں سے چپ کرکے چلا گیا، دراصل وہ وہاں کا صدر مملکت تھا، اس نے وہاں سے جاتے ہی اپنے ملک کے تمام محکموں کو احکامات جاری کردیئے کہ اس جماعت کے ساتھ کوئی تعاون نہ کیا جائے، بلکہ اس جماعت کو ملک سے نکالا جائے، لیکن اگر نکال نہیں سکتے تو کم از کم ان سے تعاون نہ کریں۔

خیر قادیانیوں نے یہ سوچ کر کہ چونکہ تبلیغی جماعت کے لوگ ہیں، ان کا کام تو صرف تبلیغ کرنا ہے، اس لئے ان کو کیا پتہ کہ قادیانیت کیا ہوتی ہے؟ یہ تو صرف دعوت کا کام جانتے ہیں، مرزائیت کا ان کو کوئی پتہ نہیں ہوگا، کیوں نہ ہم ان کو مناظرہ کا چیلنج دے کر ذلیل کریں؟ چنانچہ قادیانیوں نے ہم کو مناظرے کا چیلنج دے دیا، اور کہا کہ اگر تم کسی نئے نبی کے آنے کو نہیں مانتے تو ہم سے مناظرہ کرو۔ حسن اتفاق کہ سفر پر جاتے ہوئے میں نے ان کو یہاں کی کتابیں یعنی تحفۂ قادیانیت کے رسائل دے دیئے تھے، وہ چونکہ جاتے ہوئے

مجھ سے مل کر گئے تھے اس لئے میں نے ان سے کہا تھا کہ بھائی! جس افریقی ملک میں تم جارہے ہو وہاں قادیانی جراثیم بہت ہیں، اس لئے ہوسکتا ہے کہ تمہیں کہیں قادیانیوں سے گفتگو کی نوبت آجائے، تو یہ رسالے تم ساتھ لے لو، اور راستہ میں ایک دو ان کا مطالعہ بھی کرلینا، اگر کبھی ایسا مرحلہ پیش آگیا تو ان شاء اللہ ان رسائل سے تمہارا کام چل جائے گا، بہرحال انہوں نے رسائل لے لئے، یقیناً انہوں نے کچھ نہ کچھ تو پڑھا بھی ہوگا، خلاصہ یہ کہ میری کتاب ان کے ساتھ تھی اور بس۔

اب خدا تعالیٰ کی مدد دیکھئے کہ یہ ہمارے تبلیغی جماعت کے لوگ ہیں، بس ایک آدمی ہے جس نے ہمارے رسائل کا سیٹ اٹھایا ہوا ہے، عجیب اتفاق کہ وہ بے چارا بھی کوئی خاص پڑھا لکھا نہیں تھا، یعنی دینی مدارس اور تبلیغی ذہن کا ضرور تھا، مگر کوئی باقاعدہ عالم یا دینی علوم سے بہرہ ور نہیں تھا، پھر اتفاق سے وہی امیر جماعت بھی تھا، اس نے مناظرہ کا چیلنج بھی دے دیا، وہ کہتا ہے کہ میں نے آپ کی کتاب کے مطالعہ کی برکت سے قادیانیوں کی کتابوں کے نام یاد کرلئے تھے، اس لئے جب انہوں نے مجھے مناظرہ کا چیلنج دیا تو میں نے دس بارہ قادیانی کتب کے نام لکھ کر ان کو دے دیئے اور کہا چونکہ ہم تو یہاں پردیسی ہیں، اور دعوت کے کام کے لئے آئے ہوئے ہیں، اور قادیانیوں کی کتابیں تو ہم اٹھائے نہیں پھر رہے ہیں، اس لئے ہمیں قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کی تو بہت خوشی ہے، مگر اتنی درخواست ہے کہ جب آپ حضرات مناظرہ کرنے کے لئے تشریف لائیں تو ازراہ کرم یہ قادیانی کتابیں بھی ساتھ لے آئیں، تاکہ حوالے دیکھنے اور دکھانے میں سہولت رہے۔

اللہ کی شان دیکھو! جب قادیانیوں نے میرا یہ پرچہ پڑھا، اور جب ان کو اس کا پتہ چلا کہ اس کو تو ہماری کتابوں کے نام بھی معلوم ہیں تو وہ مناظرہ سے بھاگ گئے، ہمارا وہ دوست تبلیغی سفر سے ابھی واپس آیا ہے، اور کہتا ہے کہ الحمد للہ! ہم دو سو چالیس آدمیوں کو مسلمان کرکے آئے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان ہوتا تھا تو میری یہ شرط ہوتی تھی کہ بھائی! تمہیں ہمارے ساتھ دس دن لگانے ہوں گے، تاکہ اس کے دل میں ایمان ذرا تھوڑا راسخ ہوجائے۔

ایک بستی کا واقعہ:

ہمارا دوست عزیز کہتا ہے کہ ہم ایک بستی میں گئے۔ پھر اس نے بڑا لمبا قصہ سنایا۔ غرض وہ کہتا ہے کہ ہم نے بستی والوں سے پوچھا تم کون ہو؟ انگریزی میں گفتگو کی، تو وہ کہنے لگے کہ: "ہم حمادی مسلمان ہیں" یعنی احمدیہ کی جگہ حمادی۔ یا تو ان بے چاروں کو نام ہی نہیں آتا ہوگا یا پھر ویسے ہی بگاڑ دیا ہوگا۔ تو یوں کہا کہ ہم حمادی مسلمان ہیں، یا ہماری جماعت حمادیہ ہے۔ تو ہم نے سمجھ لیا کہ یہ قادیانی ہیں، ہم نے ان کو سمجھایا کہ یہ تو بہت برے لوگ ہیں، اور تم لوگ ان قادیانیوں کے چنگل میں کیسے پھنس گئے؟ انہوں نے بہت توجہ سے ہماری باتیں سنیں، ہماری ساری باتیں سن کر وہ کہنے لگے کہ تم یہ بتاؤ کہ انہوں نے جب ہمیں اپنے مذہب میں داخل کیا تھا تو انہوں نے ہم سے اتنی فیس وصول کی تھی، اب تم بتاؤ کہ تم ہم سے کتنی فیس وصول کروگے؟ پھر یہ بھی کہا کہ ہم آج تک ان کو اتنا اتنا ٹیکس دے رہے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ قادیانی ہونے کے معنی ہیں ٹیکس گزار جماعت پیدا ہو جانا۔ ہاں تو انہوں نے یہ بھی کہا کہ تم ہم سے کتنا ٹیکس لوگے؟ اس پر ہم نے کہا کہ: بھائی! اسلام میں داخل ہونے کی کوئی فیس ہے اور نہ ٹیکس، ہاں! البتہ ہم آپ سے ایک گزارش ضرور کریں گے کہ تم مسلمان ہونے کے بعد ہمارے ساتھ دس دن لگاؤ، یعنی ہر آدمی جو مسلمان ہو، وہ دس دن لگائے تاکہ ہم اس کو اسلامی آداب اور احکام پر عمل کا طریقہ سکھا دیں، اور وہ دین کو خود سیکھ کر دوسروں کو سکھانے والا بن جائے اور اس دعوت کی محنت کو اس طرح اپنائے کہ دوسروں کو اس میں جوڑنے والا بن جائے، اس پر وہ کہنے لگے کہ: اجی یہ ہمیں منظور ہے! چنانچہ ٹیکس سے ان کی جان چھوٹی اور وہ مسلمان ہوکر ہمارے ساتھ ہولئے، پتہ نہیں کتنے آدمی تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہمارے ساتھ اس دس دن لگائے، لیکن بے کچھ آدمی پیچھے رہ گئے بعد لگے، جب پہلے والوں کے دس دن پورے ہوتے تو دوسرے ساتھ ہو لیتے اور کچھ ایسے بھی تھے کہ جب ان کے دس دن پورے ہوتے تو مزید دنوں کے لئے وہ آگے چلے جاتے اور جو گھر واپس چلے جاتے تھے وہ بھی راشن لے کر دوبارہ ہمارے پاس آجاتے۔

تو خیر میں نے تمہیں یہ واقعہ بتایا، بلکہ تو دونوں سے مناظرہ کے دو واقعے میں نے تمہیں بتا دیے، ایک علامہ خالد محمود کا، اور دوسرا اس تبلیغی ساتھی کا۔

اگر قادیانیوں کو بھگانا ہو تو یوں کہو آؤ ہم سے مناظرہ کرو، اور بلوا اپنے مولوی اور مربی کو، میں اس سے مناظرہ کروں گا، اور یاد رکھو قادیانیوں سے مناظرہ کرنے کے لئے کسی لائق فائق اور قابل ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے، بس یہ پیرا اور یہ مرزا کی کتاب تحفہ گولڑویہ بھی ساتھ لے آؤ، لہٰذا تمہیں قادیانی کتب ساتھ رکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔

دوم یہ کہ جب کوئی قادیانی کہے کہ میں تم سے مناظرہ کرتا ہوں تو اسے کہو کہ موضوعِ مناظرہ کا ایک نکتہ تم مقرر کرو اور ایک نکتہ میں مقرر کروں گا، لہٰذا ایک نکتہ وہ رکھ لے، اور ایک نکتہ تم رکھو، وہ جو بھی چاہیں رکھیں، مگر تم کہو کہ میرا دعویٰ ہے دنیا میں سب سے بڑا ملعون ترین آدمی غلام احمد قادیانی ہے، بڑا کنجر، یہی لفظ جتنے بڑے لکھے ہو بولو، اور پھر کہو یہ میرا دعویٰ ہے اور میں اس کا ثبوت پیش کروں گا، تم اس کا رد کرنا۔

میں تمہیں اس کا ثبوت دوں گا کہ تمہارا یہ دعویٰ کرنا صحیح ہے کہ مرزا سے بڑا کوئی کنجر تھا اور نہ کوئی ہے، بلاشبہ دنیا کا سب سے بڑا لچا، بدمعاش اور کنجر غلام احمد قادیانی تھا۔ آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں، اگر آپ نے موضوعِ مناظرہ یہ کہہ دیا تو مناظرہ نہیں ہوگا، اور اگر مرزائیوں کو یہ پتہ چل گیا کہ یہ ہماری کتابوں کو جانتا ہے اور اس نے ہماری کتابیں پڑھی ہوئی ہیں، اور اس کے پاس ہماری کتابیں موجود ہیں، تو یقین کرو قادیانی مربی بھی تم سے مناظرہ نہیں کرے گا، بلکہ قادیانی ایسے بھاگیں گے جیسے کوا غلیل سے بھاگتا ہے۔

مناظرے میں علم سے زیادہ عقل کی ضرورت:

بھائی! مناظرہ میں علم سے زیادہ عقل اور ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ قادیانی تو لوگوں کو محض اپنی عیاری سے الّو بناتے ہیں، ورنہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔

صدق و کذب مرزا کے فیصلہ کے لئے!

اب آئیے مرزا کے صدق و کذب کی بحث کی طرف، تو اس کے لئے میں نے

ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا ہوا ہے، اور اس کا نام ہے "قادیانی فیصلہ"، یہ رسالہ میری کتاب "تحفۂ قادیانیت" میں موجود ہے، جسے ابھی بھجوا دیں گے، یہاں میں نے مولانا اللہ وسایا صاحب سے پوچھا تو کہنے لگے کہ یہ کتاب ہمارے پاس ختم ہوچکی ہے، لہٰذا اس سال ہم آپ کو اس کتاب کی جگہ دوسری کتاب دیں گے، گزشتہ سال بھی کتب دی تھیں، بھائی ہم کتاب دینے میں بخل نہیں کرتے لیکن افسوس کہ وہ اس وقت ختم ہوچکی ہے، خیر دوسری کتاب دے دیں گے۔

ہاں بھائی! مرزا کے صدق و کذب کے فیصلے کے لئے ہم نے جو رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے: "قادیانی فیصلہ" اور "قادیانی فیصلہ" کا معنی یہ ہے کہ میں مرزا غلام احمد کی کتاب سے ثابت کردوں کہ مرزا جھوٹا تھا، دوسری جانب قادیانی کوئی تاویل کریں گے اور کہیں گے نہیں وہ سچا تھا، گویا یہ ہماری قادیانیوں سے کشتی ہوگی، اب اس کا فیصلہ کون کرے کہ کس کا موقف صحیح اور حق ہے اور کون جھوٹا اور کذاب ہے؟ اس کے لئے کسی ایسے فیصل کی ضرورت ہے جو فریق مخالف کے لئے قابل اعتماد ہو اور اس کے فیصلے پر کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو، اس لئے میں نے سوچا کہ اگر میں یہ ثابت کردوں کہ خدا نے کہا ہے کہ مرزا جھوٹا ہے پھر تو کسی کو اعتراض نہیں رہے گا، ہاں! الغرض یہ سولہ صفحے کا رسالہ ہے جس میں تین نکات اور چند جوابات ہیں اور اس میں جتنے حوالے آئے ہیں اس کے لئے اصل قادیانی کتب کے صفحات کے فوٹو لگائے گئے ہیں۔

اس کے اندر پہلا نکتہ ہے مرزا قادیانی کا مقدمہ اللہ کی عدالت میں، چونکہ جتنی قادیانی کتابوں کے حوالے اس میں آئے ہیں، وہ ساتھ کے ساتھ لگا دیئے گئے ہیں، یعنی ان کے اصل فوٹو لگا دیئے گئے ہیں، یوں گویا قادیانیوں کی اپنی کتابیں بھی ساتھ موجود ہیں، جب قادیانی کتابوں کا اصل فوٹو شامل اشاعت ہے تو گویا ان کتابوں کی اصل عبارت ہمارے سامنے آجائے گی، یہ ہے "قادیانی فیصلہ" اس میں میں نے ہر مقدمے کے نمبر دیئے ہوئے ہیں، مثلاً پہلا مقدمہ، دوسرا مقدمہ، تیسرا مقدمہ، چوتھا مقدمہ اور پانچواں مقدمہ، یہ پانچ مقدمے میں نے دیئے ہوئے ہیں، مگر یہاں میں تمہیں ان میں سے صرف تین بتاؤں گا:

اول:... یہ کہ مرزا غلام احمد نے مباہلہ کیا تھا۔

مباہلہ کا معنی؟

مباہلہ کا معنی جانتے ہو؟ بھائی! مباہلہ اس کو کہتے ہیں کہ دو فریق جن کا آپس میں مقابلہ ہو، مثلاً: میں اور مرزا طاہر، وہ دونوں ایک میدان میں جمع ہوکر دعا کریں کہ یا اللہ ان دونوں میں سے جو حق پر ہے اس کو عزت عطا فرما! اور جو جھوٹا ہے اس پر ایسی آفت نازل فرما جیسی تو نے مرزا غلام احمد قادیانی پر فرمائی تھی! لفظی اور معنوی قسمیں کھانا، ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا، یعنی دونوں کا مل کر لعنت کرنا وغیرہ، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

"ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔"

(آل عمران:۶۱)

اس کو مباہلہ کہتے ہیں۔ یعنی دونوں فریق اللہ کے سامنے گڑگڑائیں اور گڑگڑا کر دعا کریں یا اللہ! جھوٹوں پر لعنت کر! اس کا نام ہے مباہلہ۔

مولانا عبدالحق غزنوی سے مرزا کا مباہلہ:

اب دیکھو سب سے پہلی بات یہ کہ مرزا غلام احمد نے مولوی عبدالحق کے ساتھ مباہلہ کیا۔

دوم:... مرزا نے لکھا کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں مرتا ہے۔

سوم:... مرزا غلام احمد، مولانا عبدالحق کی زندگی میں ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو مرا، اور مولانا عبدالحق اس کے نو سال بعد فوت ہوئے، کیوں بھائی؟ ان مقدمات کی روشنی میں بتاؤ کہ جب مباہلہ کے بعد مرزا غلام احمد، مولانا عبدالحق کی زندگی میں مرگیا تو کون سچا نکلا اور کون جھوٹا؟ پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ مرزا جھوٹا بھی نکلا تو اللہ کے فیصلے سے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے موت دے کر فیصلہ دے دیا کہ تو جھوٹا ہے اور مولانا عبدالحق سچے، کیونکہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے، میں نے تمہیں مختصر بات اس لئے بتلائی ہے کہ اگر میں بات

لیکن کروں گا تو تمہیں یاد نہیں رہے گی۔

مرتد و زندیق کا فرق:

سوال:... زندیق اور مرتد میں کیا فرق ہے؟

جواب:... جو اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرلے وہ مرتد ہے، اور جو اپنے کفر کو اسلام باور کرائے وہ زندیق ہے، جیسا ہو تو مرتد کو زندیق کہہ سکتے ہو بہر حال مرزائی زندیق و مرتد ہیں، زندیق تو اس لئے ہیں کہ اپنے کفر کو اسلام کہتے ہیں، اور مرتد ہیں بوجہ ختم کے کیونکہ زندیق و مرتد کا حکم ایک ہی ہے، سوائے چند ایک معاملات کے۔

مولانا عبدالحق سے مرزا کے مباہلہ کا اشتہار:

چنانچہ مجموعہ اشتہارات جلد اول میں اس مباہلہ سے متعلق خود مرزا غلام احمد کی تحریر موجود ہے، ملاحظہ ہو اشتہار نمبر:۱۰۲:

"اعلانِ عام"

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم"

"ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون." (النحل:۱۲۸)

"اس مباہلہ کی اہلِ اسلام کو اطلاع"

"جو ۱۰ ذیقعدہ روز شنبہ بمقام امرتسر عید گاہ متصل مسجد خان بہادر حاجی محمد شاہ صاحب مرحوم ہوگا۔

اے برادرانِ اہلِ اسلام کل ۱۰ ذیقعدہ روز شنبہ کو بمقام مندرجہ عنوان میں عبدالحق غزنوی اور بعض دیگر علماء جیسا کہ انہوں نے وعدہ کیا ہے اس عاجز سے اس بات پر مباہلہ کریں گے کہ وہ لوگ اس عاجز کو کافر اور دجال اور بے دین اور دشمن اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سمجھتے ہیں، اور اس عاجز کی کتابوں کو مجموعہ

کفریات خیال کرتے ہیں، اور اس طرف یہ عاجز نہ صرف اپنے تئیں
مسلمان جانتا ہے بلکہ اپنے وجود کو اللہ اور رسول کی راہ میں فدا کئے
بیٹھا ہے، لہٰذا ان لوگوں کی درخواست پر یہ مباہلہ تاریخ مذکورہ بالا میں
قرار پایا ہے، مگر میں چاہتا ہوں کہ مباہلہ کی بددعا کرنے کے وقت
بعض اور مسلمان بھی حاضر ہو جائیں کیونکہ میں یہ دعا کروں گا کہ
جس قدر میری تالیفات ہیں ان میں سے کوئی بھی خدا اور رسول کے
فرمودہ کے مخالف نہیں ہیں اور نہ میں کافر ہوں اور اگر میری کتابیں
خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مخالف اور کفر سے بھری
ہوئی ہیں تو خدا تعالیٰ وہ لعنت اور عذاب میرے پر نازل کرے جو
ابتدائے دنیا سے آج تک کسی کافر بے ایمان پر نہ کی ہو اور آپ
لوگ آمین کہیں، کیونکہ اگر میں کافر ہوں اور نعوذ باللہ دین اسلام سے
مرتد اور بے ایمان، تو نہایت برے عذاب سے میرا مرنا ہی بہتر
ہے، اور میں ایسی زندگی سے بہ ہزار دل بیزار ہوں، اور اگر ایسا نہیں تو
خدا تعالیٰ اپنی طرف سے سچا فیصلہ کر دے گا، وہ میرے دل کو بھی دیکھ
رہا ہے اور میرے مخالفوں کے دل کو بھی، بڑے ثواب کی بات ہوگی
اگر آپ صاحبان کل دہم ذیقعدہ کو دس بجے کے وقت عیدگاہ میں
مباہلہ کے لئے تشریف لائیں، والسلام

خاکسار غلام احمد قادیانی عفی اللہ عنہ

۹ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ

{بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول ص: ۳۲۷}

یہ اشتہار مرزا نے ۹ ذیقعدہ کو لکھا جیسا کہ نیچے تاریخ درج ہے، اور اس کی
اشاعت کی تاریخ ہے ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ ہے یوں آپ نے مباہلہ کی تاریخ یاد کرنا آسان
ہو جائے گا، اس لئے کہ شوال عربی مہینوں کے اعتبار سے دسواں مہینہ ہے مگر یہ ذیقعدہ

اس سے ذرا آگے گیارہواں مہینہ ہے، ہاں تو اگر اشتہار کا مہینہ بھی دسواں ہوتا تو ہم کہتے دس، دس، دس، بہرحال ایک کھوٹی ہی سہی، مگر وہ دس بھی آسمانی ہندسہ ہے، ان شاء اللہ تب تو آپ کو یاد رہے گا کہ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۱۰ ہجری بروز شنبہ (ہفتہ کے دن) گویا جمعہ کے بڑے پاک اور مبارک دن میں اس نے اشتہار لکھا ہے، مباہلہ کی جگہ عیدگاہ امرتسر، اور مباہلہ میاں عبدالحق غزنوی اور بعض دیگر علماء کے ساتھ ہوا۔

رہی یہ بات کہ یہ مباہلہ کس بات پر ہو؟ تو سنو! خود مرزا کی عبارت ہے، خود بھی پڑھو اور قادیانیوں کو بھی پڑھواؤ کیونکہ ان کو بڑا مزہ آتا ہے، چنانچہ وہ خود کہتا ہے: اس عاجز سے اس بات پر مباہلہ کریں گے کہ وہ لوگ اس عاجز کو کافر، دجال اور بے دین اور دشمن اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سمجھتے ہیں۔ یعنی مسلمان علماء مرزا کو کہتے ہیں کافر ہے، دجال ہے، بے دین ہے، اللہ اور اللہ کے رسول کا دشمن ہے۔ اور اس عاجز کی کتابوں کو مجموعہ کفریات خیال کرتے ہیں۔ گویا میری کتابوں میں میرا کفر بھرا پڑا ہے کیوں بھائی! مرزا کے الفاظ کا ترجمہ ہے ناں؟ اور اس طرف یہ عاجز تو صرف اپنے تئیں مسلمان جانتا ہے، بلکہ اپنے وجود کو اللہ اور اللہ کے رسول کے دربار میں فدا کئے بیٹھا ہے۔ گویا غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ میں مسلمان ہوں، بلکہ اللہ اور رسول پر فدا ہوں، اور ان کے مقابل کا دعویٰ ہے کہ وہ دجال ہے، کافر ہے، بے دین ہے، زندیق ہے، مرتد ہے، خبیث ہے، اللہ اور رسول کا دشمن ہے، اور اس کی کتابیں مجموعہ کفریات ہیں، اب آگے خود کہتا ہے کہ: مسلمان بھائیو! کل کو ضرور آنا۔

مباہلہ کا دوسرا فریق:

مباہلہ کے سلسلہ میں ایک فریق کی گواہی تو آگئی لیکن دوسرے کی نہیں آئی، سوال یہ ہے کہ دوسرا کون ہے؟ لو جی! اللہ کی شان کہ مرزا نے اپنی کتاب مجموعہ اشتہارات میں مولانا کا اشتہار بھی ساتھ نقل کیا ہوا ہے، یہ اشتہار شروع ہوتا ہے ص:۴۲۰ سے اور ختم ہوتا ہے ص:۴۲۵ پر۔ چنانچہ مولانا عبدالحق غزنوی کے اشتہار کا عنوان ہے:

’’استدعاء مباہلہ از مرزا قادیانی بذریعہ اشتہار‘‘ عنوان سے کا اشتہار کر کے اور اس کو ضمیمہ میں چھپوا کر تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد مولانا عبدالحق غزنوی کا اشتہار دیا۔ اب آگے مولانا کے اشتہار کے ضروری حصے ملاحظہ ہوں۔ مولانا عبدالحق غزنوی لکھتے ہیں:

’’ایک اشتہار مؤرخہ ۲۵ اپریل ۱۸۹۳ء از جانب مرزا بتاریخ ۱۹ شوال ۱۳۱۰ھ میری نظر سے گزرا۔ جس میں اس مباہلہ کا ذکر تھا جو بتاریخ ۱۰ شوال ۱۳۱۰ھ میرے اور حافظ محمد یوسف کے درمیان مرزا اور اس کے چیلوں کے ارتداد کی بابت ہوا تھا۔ نیز اس میں استدعا مباہلہ خاکسار کے نام سے تھی۔ ... اب بذریعہ اشتہار ہذا بدستخط خود مطلع کرتا ہوں اور سب جہان کو گواہ کرتا ہوں کہ اگر تمہارے ساتھ مباہلہ کرنے سے مجھ پر کچھ حجت کا اثر صریح طور پر جو عموماً سمجھا جاوے کہ بے شک یہ مباہلہ کا اثر ہے تو میں فوراً تمہارے کافر کہنے سے تائب ہو جاؤں گا۔ اب حسب اشتہار خود مباہلہ کے واسطے بمقام امرتسر آؤ۔ مباہلہ اس بات پر ہوگا کہ:

’’تم اور تمہارے سب اتباع کافر ہیں، ملحد، دجال اور زندیق باطنیہ ہیں۔‘‘

اور میدان مباہلہ عیدگاہ ہوگا۔ تاریخ جو تم مقرر کرو اب بھی تم حسب اشتہار خود میرے ساتھ مباہلہ کے واسطے بمقام امرتسر نہ آئے تو پھر اور علماؤں سے درخواست مباہلہ اول درجہ کی بے شرمی اور پرلے سرے کی بے حیائی ہے۔ ... المشتہر عبدالحق غزنوی از امرتسر پنجاب ۲۶ شوال ۱۳۱۰ھ‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۴۲۴ سے ۴۲۶)

نوٹ: مولانا عبدالحق غزنوی فرماتے ہیں کہ اگر مباہلہ کے بعد خدانخواستہ میں جھوٹا نکلا اور مجھ پر مباہلے کی لعنت کا اثر ہو گیا کہ خود میں اور عام لوگ سمجھنے لگیں کہ میں نے مرزا

مولانا عبدالحق غزنوی کی زندگی میں ہلاک ہوگیا، اور مولانا عبدالحق غزنوی مرزا کے بعد ۱۶ رمئی ۱۹۱۷ء یعنی ۹ سال تک زندہ سلامت رہے، جس سے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت نے فیصلہ دے دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا تھا اور وہ کافر، دجال، کذاب اور مرتد تھا۔

اگر تم نے میری اس بات کو سمجھ لیا ہے تو اب میں تمہیں کہتا ہوں کہ کسی بھی قادیانی کے سامنے یہ تفصیلات رکھو اور اس سے کہو کہ اگر یہ سب کچھ جھوٹ ہے تو اس کی تردید کرکے دکھاؤ۔

اس کے ساتھ ہی میں مرزا طاہر سے لے کر قادیانیوں کے ایک ایک مولوی اور مربی تک بلکہ ان کے ایک ایک مرزائی تک کو دعوت دیتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کو جھوٹ ثابت کردو! آج میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ اگر تم اس کو جھوٹ ثابت کردو گے تو حضرت مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول میں تمہیں کافر کہنے سے تائب ہو جاؤں گا۔ ٹھیک ہے ناں! قادیانیوں سے کہو کہ اس کو جھوٹا ثابت کردو!

تمام مرزائیوں کو چیلنج!

مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا عبدالحق غزنوی کے درمیان ۱۳۱۰ھ کو مباہلہ ہوا تھا، اور آج ۱۴۱۶ھ ہے، اس مباہلہ کو پورے ایک سو چھ سال ہوگئے کیوں ٹھیک ہے ناں ہوئی؟ گویا ایک سو چھ سال سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے کفر پر مہر لگائی ہوئی ہے، آج میں چیلنج کرتا ہوں کہ تم اس مہر کو توڑ کر دکھادو، ہم تمہیں کافر کہنا چھوڑ دیں گے، بات ختم ہوگئی، میں نے راستہ شارٹ کٹ کردیا، ٹھیک ہے ناں!

اسی طرح میں اپنے مسلمان بھائیوں سے کہوں گا کہ اس وقت قادیانی کتابوں کے سارے صفحات اور جتنے حوالے ہیں فی الحال ان سب کو لکھ دینے کے لئے لپیٹ کر رکھ دو اور تمہارا ایک ایک آدمی، ایک ایک قادیانی اور مرزائی کو چیلنج دے اور یہ کہے: آؤ بھئی! اس مولوی محمد یوسف لدھیانوی نے جو یہ اشتہار دیا ہے اس کو غلط ثابت کردو، تو مولوی کہتا ہے

کہ میں حسینؓ کا فرشتے سے تائب ہو جاؤں گا۔

قادیانیوں کے خط کا قلم توڑ جواب:

یہ دیکھو قادیانیوں نے میرے نام کیسی خط لکھا ہے، اور بحمد اللہ میں نے قادیانیوں کے خط کا جواب لکھا ہے، اور اللہ کے فضل سے قلم توڑ جواب لکھا ہے، اور میں نے ان کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے، اور میں نے اس میں بھی چیلنج کیا ہے کہ ان شاء اللہ آپ اس فقیر کے دعویٰ اور چیلنج کبھی نہیں کریں گے، آپ کو اتنی جرأت ہی نہیں ہوگی کہ آپ مجھے جواب دیں۔

مرزا طاہر کو مباہلہ کا چیلنج!

میں مرزا طاہر کو کہتا ہوں کہ آپ کے سیکریٹری رشید چوہدری کا الزام مجھ پر یہ ہے کہ میں مباہلہ سے راہِ فرار اختیار کرتا ہوں، میں کہتا ہوں رشید چوہدری کا الزام "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، کیونکہ جس شخص کی نظر سے میرے وہ الفاظ گزرے ہوں گے جو میں نے اپنے رسالہ میں جلی قلم سے لکھوائے تھے، وہ قادیانیوں کی "راست بازی" کو داد دیئے بغیر نہیں رہے گا، یہ دیکھو! میں نے وہاں بھی موٹے قلم سے لکھوایا تھا اور یہاں اب پھر دوبارہ دُہراتا ہوں کہ:

> "آیئے! اس فقیر کے مقابلے میں میدانِ مباہلہ میں قدم رکھئے! اور پھر میرے مولائے کریم کی غیرت، جلال، اور قہری تجلی کا کھلی آنکھوں تماشہ دیکھئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ نجران کے بارے میں فرمایا تھا: اگر وہ مباہلہ کے لئے نکل آتے تو ان کے درختوں پر ایک پرندہ بھی زندہ نہ بچتا۔ آیئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ اُمتی کے مقابلے میں میدانِ مباہلہ میں نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا معجزہ ایک بار پھر دیکھئے...!"

مرزا طاہر کے مباہلہ سے فرار کی پیش گوئی:

اس کے بعد میں نے آپ کے فرار کی پیش گوئی کرتے ہوئے لکھا تھا:

"اس ناکارہ کا خیال ہے کہ آپ آگ کے سمندر میں کودنا کسی حال میں قبول نہیں کریں گے (اس سمندر میں جانا کسی حال میں قبول نہیں کریں گے) اپنے باپ دادا کی طرح ذلت کی موت مرنا تو پسند کریں گے (میں نے کہا: ان سب کو مباہلہ کا چیلنج دے رہا ہوں لیکن کسی نے قبول نہیں کیا) لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نالائق اُمتی کے مقابلے میں میدان مباہلہ میں اترنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری پیش گوئی کو خود اپنے ہاتھ سے پورا کر دکھایا۔ اگر آپ میں ذرا بھی غیرت ہوتی تو کم سے کم میری پیش گوئی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے مباہلہ کے میدان میں کود جاتے، لیکن مسیح کذاب کی ذریت میں شرم صداقت یا ذرا غیرت کہاں؟ اس کی تو توقع ہی عبث ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے مباہلے کی للکار سے مسیح کذاب کی ذریت پر ایسا سکتہ طاری ہوا کہ میری پیش گوئی کو غلط ثابت کرنے کے لئے بھی ان کی غیرت کو جنبش نہ ہوئی، یہ اس ناکارہ اور نالائق اُمتی کا کمال نہیں بلکہ میرے نبی صادق و مصدوق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان!) کی صداقت کا اعجاز ہے۔"

آگے چل کر میں نے مرزا طاہر کو لکھا اور پھر اس کو دہرایا کہ:

"چونکہ آپ پاکستان سے مفرور ہیں اور بہت ممکن ہے کہ آپ کو پاکستان آنے سے کوئی جلی یا خفی عذر مانع ہو، (کیونکہ وہ

یہاں بھی دورہ کر لیا جائے گا؟ لہٰذا میں پاکستان آنے کی آپ کو زحمت نہیں دوں گا، آپ لندن ہی میں مباہلہ کی جگہ اور تاریخ کا اعلان کر دیجئے، یہ فقیر اپنے رفقا سمیت وہاں حاضر ہو جائے گا، اگر "قصر خلافت" سے باہر قدم رکھنے میں خوف مانع ہے تو چلئے: اپنے لندنی "اسلام آباد" کو میدان مباہلہ قرار دے کر تاریخ کا اعلان کر دیجئے۔ یہ فقیر آپ کے مستقر پر حاضر ہو جائے گا، اور جتنے رفقا آپ فرمائیں گے لاکھ دو لاکھ، دس بیس لاکھ اپنے ساتھ لے آئے گا۔ حفظ امن کی ذمہ داری آپ کو اٹھانی پڑے گی۔"

میں آپ کے گھر آجاؤں گا، اگر آپ دس آدمی کہیں تو دس لے آؤں گا، دس لاکھ کہیں تو دس لاکھ لے آؤں گا، میں جنگ لندن میں اعلان کر دوں گا، میں بھی جنگ سے منسلک ہوں، اس لئے اعلان کر دوں گا کہ میں فلاں تاریخ کو مرزا طاہر کے ساتھ مباہلہ کر رہا ہوں، مجھے سارے انگلینڈ والے جانتے ہیں بلکہ ایک ایک بچہ جانتا ہے، کیونکہ میں وہاں گھر گھر پھرا ہوں، اور ہر سال جاتا ہوں، میں یہ ایک اعلان کرا دوں گا کہ:

محمد یوسف لدھیانوی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اعلان کر رہا ہے کہ فلاں تاریخ کی صبح یا شام مرزا طاہر سے مباہلہ کے لئے اس کے مکان پر جائے گا، امید ہے مرزا طاہر کی کوٹھی پر دس لاکھ آدمی جمع ہو جائے گا، اللہ کے فضل سے اس سے کم نہیں ہوں گے، زیادہ ہی ہوں گے، کیونکہ مسلمان وہاں لندن میں پچاس لاکھ ہیں، دس لاکھ تو ان شاء اللہ یہاں سے ہی لے جاؤں گا۔ کیونکہ ابھی مسلمان اتنا غیرت مند ہیں لیکن جھوٹوں میں صداقت کہاں؟ ان جھوٹوں میں صداقت آ ہی نہیں سکتی۔

قادیانی ایک طرف تو ہمارے بارے میں کہتے ہیں کہ انہیں تبلیغ کرتے ہیں اور اپنی اکثریت کا گھمنڈ دکھاتے ہیں، لیکن دوسری طرف جب یہ بات کرتے ہیں کہ دیکھو ہم اتنی اتنی تبلیغ کر رہے ہیں، گویا وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ تم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

یعنی اتنی بات کرتے ہیں، ہاں بھائی! بے شک ہم مالی اعتبار سے اور تعداد کے لحاظ

نبوی کے مطابق اس وقت فتح و نصرت کی ہوائیں چلتی ہیں۔

اور جگہ کے لئے مینار پاکستان کا تعین اس لئے کیا کہ پاکستان میں اجتماع کے لئے اس سے بہتر جگہ شاید کوئی اور نہ ہوگی۔

علاوہ ازیں ۲۳ مارچ کی تاریخ یوم پاکستان بھی ہے، یوم پاکستان کو مینار پاکستان پر اجتماع نہایت مناسب ہے، تاہم مجھے اس تاریخ، وقت اور جگہ پر اصرار نہیں، اور جو تاریخ جو وقت اور پاکستان میں جو مناسب مقام مباہلہ تجویز کریں گے، مجھے اطلاع دے دیں۔"

اس کے آگے میں نے مرزا طاہر کو لکھا کہ:

"یہ فقیر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ ترین خادم ہے، اور آپ چشم بد دور امام جماعت احمدیہ ہیں، اس فقیر کو اپنے ضعف و قصور کا اعتراف اور آپ کو اپنی امامت و زہانت اور تقدس پر ناز، لیکن الحمد للہ! ثم الحمد للہ! یہ فقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا ادنیٰ غلام، اور آپ جھوٹے مسیح کے جانشین، یہ فقیر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمۃ للعالمین سے وابستہ ہے، اور آپ دور حاضر کے مسیلمہ کے دم چھلہ ہیں، یہ فقیر اپنی نالائقی کا اعتراف تقصیر لے کر میدان مباہلہ میں قدم رکھے گا، آپ اپنی امامت و زہانت اور تقدس پر ناز کرتے ہوئے آئیے، میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا علم اٹھائے ہوئے آؤں گا، آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی مسیحیت اور نبوت کا سیاہ جھنڈا لے کر آئیے، اور آئیے! اس فقیر کے مقابلے میں میدان مباہلہ میں قدم رکھئے۔"

آگے پوری عبارت ہے جو میں پہلے سنا چکا ہوں۔

پھر آخر میں میں نے لکھا: ''نہیں! آپ نہیں آئیں گے! آپ آئیں گے ہی نہیں، پیش گوئی کرتا ہوں۔'' چنانچہ میرے اصل الفاظ بھی ملاحظہ ہوں:

''اس ناکارہ کا خیال ہے کہ آپ آگ کے اس سمندر میں کودنا کسی حال میں قبول نہیں کریں گے، اپنے باپ دادا کی طرح ذلت کی موت مرنا پسند کریں گے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نالائق اُمتی کے مقابلے میں میدانِ مباہلہ میں اترنے کی جرأت نہیں کریں گے۔''

اور آگے پھر میں نے دُوسرے رسالے میں لکھا تھا کہ اب تو میں نے اس کا اصرار بھی چھوڑ دیا۔

آپ گھر بیٹھے رہیں، تاریخ مقرّر کرکے بتلادو، صرف اتنا ہاتھ اُٹھا کے دُعا کرنے میں آپ کو کیا تکلیف ہوتی ہے؟ کیوں بھائی! کہیں آنا جانا نہیں، ہم اُسے کہہ دو کہ اتنی تو ہمیں شرفِ باریابی بخشو! کہ ہم آپ کے ''دربِ دولت'' پر حاضری دیں اور آپ کے ''دربار'' میں حاضر ہوکر ہاتھ اُٹھالیں، تم بھی ہاتھ اُٹھالینا اور ہم دونوں کہہ دیں کہ یا اللہ! ان دونوں کے درمیان فیصلہ کردے۔ اُدھر وہ بیٹھا ہو اور اِدھر میں کھڑا ہوں، تم ہمیں کرسی بھی نہ دینا، تم اپنی کرسی پر بیٹھے رہنا اور ہم سائلوں کی طرح کھڑے ہوکر اللہ سے سوال کریں گے۔

لیکن جھوٹے مسیح کی ذرّیت کہاں آسکتی ہے؟ جس کو خدا تعالیٰ ۱۰۰ سال سے مباہلہ میں ذلیل کرچکا ہے، اس کو پتہ ہے، اس کو اب بھی ذلت و رسوائی ہی ہوگی۔

مرزا طاہر کو اپنے جھوٹا ہونے میں ذرّہ برابر شک نہیں:

میں نے مرزا طاہر سے یہ بھی کہا تھا اور اپنے رسالہ میں بھی لکھا بلکہ وہاں لندن میں اعلان بھی کیا تھا کہ: مرزا طاہر! کسی اور کو تو تیرے بارے میں شک ہوسکتا ہے، لیکن واللہ العظیم! میں قسم کھاکے کہتا ہوں کہ تجھے اپنے جھوٹے ہونے میں ذرّہ بھر شک نہیں، کیونکہ چوری کرنے والے چور کو جبکہ وہ چوری کررہا ہو، اپنے چور ہونے میں شک نہیں ہوتا،

شہروں میں ہمارے دفاتر ہیں، لہٰذا آپ جب، جہاں اور جس دفتر سے بھی رابطہ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ آپ جب چاہیں مجھ سے رابطہ قائم کریں، براہ راست ہو یا خط کے ذریعے کرلیں۔ کوئی بات کرنی ہو تو آپ ہمارے پاس تشریف لے آئیں، اس کا مشورہ کرلیں، ہمارے کارکنان اور دوستوں سے مشورہ کرلیں، مگر رابطہ نہ چھوڑیں، رابطہ نہ چھوڑیں، کوشش کریں کہ آپ کے ذریعہ سے دو دو آدمیوں کا رابطہ دفتر سے ہو، تاکہ اگر آپ تقریباً ایک سو آدمی ہیں تو تعداد کم از کم پانچ سو آدمی ہو جائیں۔

میں رمضان المبارک میں اعتکاف میں بیٹھتا ہوں، تو پہلے سال پچاس آدمی بیٹھے تھے، دوسرے سال اسی، تیسرے سال ڈیڑھ سو، اور چوتھے سال پانچ سو آدمی بیٹھا، بڑی مسجد بھی بھری ہوئی تھی اللہ کے فضل سے، پچھلے سال میں نے پھر بیت کی چھٹی دے دیا، رمضان شریف میں بھی جگہ نہیں ملی، تعداد بڑھ گیا، اس دفعہ ان شاء اللہ بیٹھنا ہے، تو میرا مطلب یہ ہے کہ گھٹنے نہیں چاہئیں بلکہ افراد بڑھنے چاہئیں۔

کمی کوتاہی پر معذرت:

میرے بھائیو! ممکن ہے آپ حضرات کو یہاں رہنے میں کچھ تکلیف بھی ہوئی ہو، کھانے میں، پینے میں اور رہنے وغیرہ میں۔ میں آپ تمام حضرات سے بحیثیت جماعت کے ذمہ دار کے، سب حضرات سے معذرت چاہتا ہوں، ہم سے آپ حضرات کی خدمت اور اکرام میں کوتاہی ہوئی، ایک بار پھر اس کی معذرت چاہتا ہوں۔

اپنے گھروں پر ختم نبوت کا جھنڈا لگا دو!

آپ حضرات کو اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ ختم نبوت کا جھنڈا ساتھ لے کر جائیں، اور اپنے اپنے گھروں میں لگا دیں، اپنے اپنے محلوں میں لگا دیں، اور تبلیغ کی جائیں، مہینے میں ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ جتنے سے ہو سکے ایک دو آدمیوں سے ملیں، اس پر کوئی پابندی نہیں، اس میں جتنی کی خواہش ہے جو طے کرلیں، اجتماع سے طے کرلیں کہ مہینے میں ایک قادیانی سے ملنا ضرور رہتا ہے، اور بہت ہی ملاطفت کے ساتھ اس

سچے نبی کی سچی پیش گوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

میں نے آپ حضرات کی خدمت میں دو چار باتیں عرض کرنی ہیں، ویسے اس وقت میرا کوئی خاص مضمون نہیں ہے، البتہ چونکہ عام طور پر جو حضرات یہاں تشریف لاتے ہوئے ہیں جس طرح ان کا موضوع "رد قادیانیت" ہے، اسی طرح میرا بھی یہی موضوع سمجھ لیں، لیکن پہلے میں قادیانیت سے ہٹ کر تمہیں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چند باتیں سناتا ہوں، اس کے بعد تم خود ہی اندازہ کرلو گے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے؟

بزرگ دوستو!

میرے وہ تمام بھائی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مانتے ہیں، میں ان کو کوئی گالی نہیں نکالتا، دوسروں کی طرح کسی قسم کی گالی بھی نہیں کرتا، صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سن لیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلہ کرکے غور سے اور ٹھنڈے دل سے سنیں اور جھوٹ اور سچ میں تمیز کرلیں۔

میری اور تمام حاضرین کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ہدایت کے دروازے کھول دے، آمین۔

قادیانیوں کو مہلت!

قادیانیو! تمہیں اللہ تعالیٰ نے بہت مہلت دی ہے، تمہیں مہلت ملے ہوئے پورے سو سال ہوگئے ہیں، تمہارا خیال تھا کہ پوری دنیا میں تمہاری حکومت ہوگی، ...

مسلمانوں کی حیثیت چوڑھے چماروں کی سی ہوگی، یہ میں غلط نہیں کہہ رہا، بلکہ یہ مرزا محمود کے الفاظ ہیں۔ تم نے سو سال میں دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ اب آگے آخرت اور قبر کا مرحلہ پیش آنے والا ہے، وہ بھی تم دیکھ ہی لوگے اور دنیا دارالجزا نہیں ہے، یہاں تو کافر بھی کھاتے ہیں اور مؤمن بھی، بلکہ اللہ تعالیٰ کافروں کو زیادہ دیتے ہیں اور مؤمنوں کو کم دیتے ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَلَوْلَا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ. وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ. وَزُخْرُفًا، وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ." (الزخرف: ۳۳-۳۵)

ترجمہ:... "اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ہو جائیں ایک دین پر، تو ہم دیتے ان لوگوں کو جو منکر ہیں رحمٰن سے، ان کے گھروں کے واسطے چھت چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور ان کے گھروں کے واسطے دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھیں سونے کے، اور یہ سب کچھ نہیں ہے مگر برتنا دنیا کی زندگی کا اور آخرت تیرے رب کے یہاں انہی کے لئے ہے جو ڈرتے ہیں۔"

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یعنی اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ یہ سارے لوگ کافروں کی ایک ہی جماعت بن جائیں گے تو جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ سے کفر کرتے ہیں اور اللہ کے منکر ہیں، ہم ان کے مکانوں کی چھتیں سونے کی بنا دیتے اور ان کی سیڑھیاں سونے کی ہوتیں، دیواریں سونے کی ہوتیں، اور یہ ساری چیزیں چاندی کی ہوتیں اور "ذالک متاع الحیٰوة الدنیا" یہ تو بالکل معمولی برتنے کی چیزیں ہیں۔

میں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ تو آگے آرہی ہے، لیکن درمیان میں ایک ضروری

کہتے ہیں، ان کی حکومت میں کسی قسم کا کوئی جھول نظر نہیں آئے گا۔

قصاص کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ:

حکومت تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی ہے مگر کیسی؟ اس کی ایک جھلک عرض کرنا چاہتا ہوں:

میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فرمانے لگے کہ: بھائیو جس کا میرے ذمہ کوئی حق نکلتا ہے وہ مجھ سے آج وصول کرے، قیامت پر موقوف نہ رکھے۔ ایک صحابی کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ: آپ نے مجھے ایک دن چھڑی ماری تھی! فرمایا: حاضر ہوں، تم اس کے بدلے میں مجھے چھڑی مارلو! عرض کیا: یا رسول اللہ! جب آپ نے میرے چھڑی ماری تھی اس وقت میرے بدن پر کرتا نہیں تھا، بدن ننگا تھا، آپ نے تو لباس پہن رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتا اتار دیا اور فرمایا: اب مارلو! وہ دوڑ کر آئے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کو بوسہ لینے لگے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! میں یہی چاہتا تھا۔

دنیا مثال پیش کرنے سے قاصر ہے:

دنیا میں کوئی تاریخ ایسی تو بتائیے کہ حق مانگنے والا اپنا حق نہ مانگ رہا ہو، مگر حق دینے والا خود حق دے رہا ہو؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس حالت میں تشریف لے جاتے ہیں کہ کسی اللہ کے بندے کا کوئی حق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ نہیں ہے، اور یہی حال حضرات خلفائے راشدین کا تھا، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وہ دنیا میں ہدایت پھیلانے کے لئے آئے تھے، شر پھیلانے کے لئے نہیں آئے تھے، اور میرے قادیانی بھائیو! میں تم سے کہتا ہوں کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لو، غلام احمد کو چھوڑ دو، تمہارا بھلا ہو جائے گا، تمہاری بھلائی کی خاطر کہہ رہا ہوں، اپنے نفع کے لئے نہیں، مجھے تو ثواب مل ہی جائے گا۔

اللہ شاہ بخاری رسالت کی توہین کو قبول نہیں کرسکتا۔ اس پر شخص چپ ہوگیا اور آگے جواب نہیں دے سکا۔

شاہ جیؒ پر مقدمہ:

کسی جلسہ میں شاہ جی نے کہہ دیا تھا کہ: مرزا کافر ہے! حضرتؒ پر مقدمہ بن گیا۔ مولانا محمد شریف جالندھریؒ فرماتے تھے کہ: جس عدالت میں مقدمہ تھا اس کا جج کوئی مرزائی تھا، جب تاریخ پر حضرت شاہ جیؒ جاتے تو وہ کوئی دوسری تاریخ دے دیتا، حضرت شاہ صاحبؒ تاریخ بھگتنے کے لئے تشریف لے جاتے، میں ساتھ ہوتا، میں پیشی پر جاتے ہوئے ایک چھوٹی سی چٹائی ساتھ لے جاتا، عدالت کے باہر سایہ کی جگہ میں وہ چٹائی بچھا کر ہم بیٹھ جاتے، جس طرف دھوپ آتی تھی اس طرف سے ہٹا کر دوسری طرف ہوجاتے، سارا دن اسی طرح بیٹھے رہتے، عدالت کا وقت ختم ہوجاتا تو جج اگلے دن کی تاریخ دے دیتا اور ہم آجاتے، اس طرح اس نے بہت پریشان کیا۔ لیکن آپ نے اس کا نتیجہ دیکھ لیا کہ شاہ جیؒ تو اللہ کے پاس چلے گئے، مگر ان کے اخلاص کی برکت ہے کہ اسی عدالت نے ان کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر قرار دیا، صرف یہی نہیں کہ اسی عدالت نے کہا بلکہ چھوٹی عدالتوں نے کہا، اعلیٰ عدالت سپریم کورٹ نے کہا اور پوری دنیا کے مسلمانوں نے کہا کہ غلام احمد کافر ہے، میں ان نوجوان دوستوں کو، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے جلسہ کے اشتہار لکھنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے، مبارک باد دیتا ہوں کہ ان کو حضرت امیر شریعتؒ کے ساتھ تھوڑی سی نسبت حاصل ہوگئی ہے۔

بس یہ تمہیدی باتیں میری ختم ہوگئیں، اب میں اصل بات شروع کرتا ہوں:

حضرت سعد بن معاذؓ کا واقعہ:

مکہ کا ایک کافر تھا، اس کا نام ابوصفوان (امیہ بن خلف)، اور مدینہ شریف کے ایک سردار تھے ان کا نام تھا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ شریف سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے جاچکے تھے، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ

حضرت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر مکہ مکرمہ عمرہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے وہاں کی جاہلیت کے زمانے میں عادت تھی کہ وہ اپنے دوست ابو صفوان (امیہ بن خلف) کے پاس ٹھہرتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری جلد کے پہلے صفحہ پر یہ حدیث ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں میری اور امیہ بن خلف کی دوستی تھی، امیہ جب بھی مدینہ منورہ سے گزرتا تو وہ میرے ہاں قیام کرتا تھا، اسی طرح میں جب بھی مکہ مکرمہ جاتا تو امیہ کے ہاں قیام کرتا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت فرما کر تشریف لے آئے تو ایک بار میں عمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ گیا، اور حسب معمول امیہ کے ہاں قیام کیا، میں نے امیہ سے کہا کہ میرے لئے تنہائی کا وقت بتاؤ کہ میں بیت اللہ کا طواف کروں، چنانچہ امیہ مجھے دوپہر کے وقت طواف کے لئے ساتھ لے کر نکلا تو اتفاق سے ابوجہل سے ملاقات ہوگئی، ابوجہل نے پوچھا: صفوان یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ امیہ نے بتایا کہ یہ (میرا دوست) سعد بن معاذ ہے! اس پر ابوجہل نے کہا کہ: میں تمہیں مکہ مکرمہ میں مامون و محفوظ طواف کرتا دیکھتا ہوں، حالانکہ تم لوگوں نے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے اور اپنے زعم میں تم ان کی مدد بھی کر رہے ہو، خدا کی قسم! اگر اس وقت تم ابو صفوان کے ساتھ نہ ہوتے تو اپنے گھر صحیح سالم واپس نہیں جا سکتے تھے! اس پر میں نے نہایت اونچی آواز سے کہا کہ: خدا کی قسم! اگر تم نے آج مجھے طواف سے روک دیا تو میں بھی مدینہ کی طرف سے تمہارا گزرنا بند کر دوں گا اور یہ

تمہارے لئے زیادہ مشکلات کا باعث بن جائے گا۔ (اس لئے کہ مکہ کے لوگ شام تجارت کے لئے جاتے تھے اور اس کا راستہ مدینہ سے ہو کر گزرتا تھا، اور مکہ کی معاش کا دارومدار شام سے تجارت پر تھا، اس لئے راستہ کی بندش ان کی موت و زندگی کا سوال بن جاتی)۔ اس پر اُمیہ نے کہا: سعد! ابوالحکم (یعنی ابوجہل) کے سامنے اونچی آواز سے باتیں نہ کرو! یہ وادیٔ مکہ کا سردار ہے۔ اس پر میں نے کہا: اُمیہ! اس قسم کی باتیں نہ کر! خدا گواہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں کہ وہ تمہیں قتل کریں گے۔ اُمیہ نے کہا: کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ میں نے کہا: اس کا مجھے علم نہیں! اُمیہ اس بات سے بہت گھبرا گیا اور جب اپنے گھر واپس آیا تو اپنی بیوی سے کہنے لگا: اُم صفوان! دیکھا سعد میرے متعلق کیا کہہ رہے تھے؟ اس نے کہا: کیا کہہ رہے تھے؟ اُمیہ نے کہا: وہ بیان کر رہے تھے کہ محمد نے انہیں خبر دی ہے کہ مسلمان مجھے قتل کریں گے، میں نے پوچھا: کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ: اس کا مجھے علم نہیں! اُمیہ کہنے لگا: خدا کی قسم! اب مکہ سے کبھی باہر نہیں جاؤں گا! پھر بدر کی لڑائی کے موقع پر جب ابوجہل نے قریش سے لڑائی کی تیاری کے لئے کہا اور کہا کہ اپنے قافلہ کی مدد کو پہنچو تو اُمیہ نے لڑائی میں شرکت کو ناپسند کیا اور معذرت کرلی، لیکن جب ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابوصفوان! تم وادی کے سردار ہو، جب لوگ دیکھیں گے کہ تم ہی لڑائی سے گریز کر رہے ہو تو دوسرے لوگ بھی تمہاری اتباع کریں گے۔ ابوجہل جب اس پر برابر اصرار کرتا رہا تو بالآخر اُمیہ نے کہا: جب تمہارا اصرار ہی ہے تو خدا کی قسم! میں (اس لڑائی کے لئے) مکہ کا سب سے عمدہ اونٹ خریدوں گا (تاکہ زیادہ بہتر طریقے سے اپنی

حفاظت کرسکوں)۔ پھر اُمیہ نے (اپنی بیوی سے) کہا: اُم صفوان!
میرا سامانِ سفر تیار کردو! اس نے کہا: ابوصفوان! اپنے یثربی بھائی
کی بات بھول گئے؟ اُمیہ بولا: نہیں بھولا! ان (مکہ والوں) کے ساتھ
تھوڑی دور تک جاؤں گا۔ جب اُمیہ (اس جنگ کے لئے) نکلا تو
راستہ میں جس منزل پر بھی قیام ہوتا، یہ اپنا اونٹ (اپنے قریب ہی)
باندھتا، اسی طرح سارے سفر میں اس نے اہتمام کیا، لیکن اللہ کی
تقدیر کے مطابق بدر میں قتل ہوکر ہی رہا۔" (صحیح بخاری ج:۲ ص:۵۶۳)

یعنی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اُمیہ بن خلف سے کہنے لگے کہ یار کوئی ایسا وقت تلاش کرو جس میں بیت اللہ شریف میں کوئی اور نہ ہو، اس وقت کوئی نہ جاتا ہو تاکہ میں تنہائی میں اپنے رب سے باتیں کرسکوں۔ وہ کہنے لگا: بہت اچھا! دونوں دوپہر کے وقت چلے گئے، دوپہر اور وہ بھی مکہ مکرمہ کی دوپہر! اب تو ٹھنڈی انگیٹھیاں لگی ہوئی ہیں، یعنی سفید ٹھنڈے پتھر لگے ہوئے ہیں، جو گرم ہی نہیں ہوتے، ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ: ایک دفعہ دوپہر کو میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لئے چلا گیا، چلا تو گیا، جب میں نے مطاف میں قدم رکھا تو میرا پاؤں وہیں چپک گیا، بڑی مشکل سے میں نے پاؤں چھڑایا اور پیچھے لوٹ آیا، تو یہ اس وقت کی بات ہے۔ بہرحال ابوصفوان اُمیہ بن خلف نے دن کے بارہ بجے ان کے طواف کے لئے وقت تجویز کیا، کیونکہ اس وقت کوئی نہیں ہوگا، تو بیت اللہ جاتے ہوئے راستہ میں ابوجہل مل گیا، ابوجہل کہنے لگا: یہ کون ہے؟ ابوصفوان اُمیہ بن خلف کہنے لگا: یہ میرے دوست یثرب کے رہنے والے سعد بن معاذ ہیں، اس پر ابوجہل نے کہا کہ تم نے ہمارے باغیوں کو پناہ دے رکھی ہے اور آرام سے بیت اللہ کا طواف بھی کر رہے ہو؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ مدینے کے سردار تھے اور یہ مکہ کا سردار تھا، دو سرداروں کی جنگ تھی، حضرت سعد بن معاذؓ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ: زیادہ باتیں نہ کرو، تمہارا غلہ ملک شام سے آتا ہے، میں اس کا ایک دانہ بھی مکہ نہیں پہنچنے دوں گا! اس پر پھر ابوجہل تو چپ ہوگیا مگر ابوصفوان اُمیہ بن خلف، سعد بن معاذؓ سے کہنے لگا کہ: تم اس وادی کے چوہدری کو اس طرح

کے منہ سے غلط بات نکلی ہے؟ اگر وہ ہمارے سامنے جھوٹ نہیں بولتے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ کے حوالے سے جھوٹ بولیں؟

اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ مکہ کا کوئی کافر ایسا نہیں تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہ سمجھتا ہو، لیکن افسوس کہ ان کی بدقسمتی ان کے آڑے آئی اور وہ ایمان نہ لاسکے، یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے مرزائیوں کا ایک فرد بھی ایسا نہیں جو مرزا طاہر اور اس کے باپ مرزا بشیرالدین محمود اور اس کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا نہ سمجھتا ہو، لیکن ان کی بھی بدقسمتی آڑے آگئی کہ وہ ان کے جال سے نہیں نکل سکے۔

مرزا طاہر کو اپنے باپ دادا کے جھوٹے ہونے کا حق الیقین ہے:

میں نے لندن کے جلسے میں بھی کہا تھا اور اب یہاں بھی کہتا ہوں، اور یہ چونکہ جناب مگر ہے اس لئے اُمید کرتا ہوں کہ مرزا طاہر اور اس کی ذریت کو میری یہ رپورٹ پہنچ جائے گی، چنانچہ میں نے وہاں کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ دوسرے لوگ تو دلائل قرآنی اور قیاسات کے ذریعہ غلام احمد کو، اس کے بیٹے مرزا محمود کو، اور مرزا طاہر! تجھے جھوٹا سمجھتے ہوں گے، لیکن میں قسم کھا کر، اور منبرِ رسولؐ پر بیٹھ کر کہتا ہوں کہ مرزا طاہر تو حق الیقین سے ساتھ جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے، تیرا باپ جھوٹا تھا، تیرا دادا بھی جھوٹا تھا، کیونکہ یہ تو بھی جانتا ہے کہ سچوں کی علامتیں اور ہوتی ہیں۔

قادیانیو! جس طرح کفارِ مکہ کی بدقسمتی ان کے آڑے آگئی تھی اور اس نے ان کو ایمان لانے سے روک دیا تھا، تمہاری بھی بدقسمتی آڑے آرہی ہے، ورنہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے دیں تو تم سب "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجاؤ اور غلام احمد پر لعنت بھیجو!

دوسری بات:

ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: جب میں تقریر کرنے بیٹھتا ہوں تو مرزائی پہلا نمبر لگائی نظر آتی ہے، اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ: جب میری تقریر (کی تاریخ) رکھی ہو تو کسی اور کی نہ رکھا کرو، تاکہ میں اپنی بات مکمل کر

تفصیل سے کہہ سکوں، لیکن معاملہ میرا بھی ہے۔

نبیٔ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی پیش گوئی کا اشتہار و اعلان نہیں کیا:

تم نے میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال بھی دیکھا، تم نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال بھی دیکھا، اور یہ بھی دیکھ لیا کہ آپ نے کبھی اپنی کسی پیش گوئی پر کوئی اشتہار نہیں دیا، کبھی ڈھنڈورا نہیں پیٹا، اور کبھی نہیں فرمایا کہ: "اے امیہ! (ابوصفوان، امیہ بن خلف) میں تجھ کو قتل کروں گا!" ہاں سرسری ایک بات کہی ہوگی، مگر میرے اللہ نے اسے حرف بحرف پورا کردیا۔ دوسری طرف غلام احمد قادیانی نے ساری عمر ڈھنڈورا پیٹا، اشتہار چھاپے، مگر بات ایک بھی سچی نہیں نکلی۔

قادیانیو! مرزا کی کوئی ایک بات سچی کر کے دکھا دو!

قادیانیو! میں یہاں منبر پر بیٹھا ہوں اور ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں، تم مرزا کی کتابیں لے آؤ، اور مرزا غلام احمد کی ایک بات بھی سچی ثابت کر کے دکھا دو! میں دعویٰ سے کہتا ہوں تم مرزا کی ایک بات بھی سچی ثابت نہیں کرسکتے، اس لئے تم بھی جھوٹے، تمہارا پیر بھی جھوٹا!

ہم گالیاں نہیں نکالتے، تمہاری ہدایت کے لئے کہتے ہیں، اور یہ بھی مجبوراً کہتے ہیں، دوسرے منہ سے مجبوراً نکلتا ہے کہ غلام احمد قادیانی سچا نہیں تھا، جھوٹا تھا، جھوٹوں کا پیر تھا، مرزا غلام احمد نے ۸۰/۸۲ کتابیں لکھی ہیں، اور تم نے ان کی کتابوں کے مجموعہ کا نام رکھا "روحانی خزائن"، لا حول ولا قوۃ الا باللہ! میں جب حوالہ لکھتا ہوں اور "روحانی خزائن" لکھتا ہوں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے، بہرحال تیئیس جلدوں میں "روحانی خزائن" کے نام سے مرزا غلام احمد کی کتابیں ہیں، اور دس جلدوں میں اس کے "ملفوظات" کا مجموعہ ہے، ان میں سے کوئی ایک بات ایسی دکھا دو جو سچی ہو!

مرزا قادیانی کا "ملفوظ":

اس کے "ملفوظات" میں سے ایک "ملفوظ" سناتا ہوں، تم بھی سنو اور سر دھنو! کہتا ہے کہ:

"تمام انبیاء والوں کے لئے ہے، ایک شیطان کو مارنے کے لئے، اور ایک نبی کو مارنے کے لئے۔" (نعوذ باللہ، ثم نعوذ باللہ!) یہ کون سا نبی ہے؟ یہ وہی نبی ہے جس کے بارے میں یہودی آج تک کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو قتل کردیا۔ ایک طرف یہودیوں کا دعویٰ ہے اور دوسری طرف قادیانیوں کا دعویٰ ہے، لیکن یہ دونوں دعوے جھوٹے ہیں، نہ یہودیوں کے ہاتھوں یہ واقعہ ہوا، اور نہ عیسائیوں کے ہاتھوں، چنانچہ قرآن کریم ان کے جھوٹ کو نقل کرتے ہوئے کہتا ہے:

"وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

... الخ۔"

ان کے کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کردیا ہے، یہودی کافر ہوگئے، حالانکہ انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ جھوٹ بولتے ہیں، لیکن اپنے اس قول کی وجہ سے وہ کافر ہوگئے۔ اسی طرح غلام احمد نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل نہیں کیا، لیکن اس کا بھی یہودیوں کی طرح دعویٰ ہے کہ ہم نے قتل کردیا، وہ بھی اس وجہ سے کافر ہوگیا۔ اب مرزا قادیانی تو قبر میں چلا گیا اور وہاں وہ اپنے اعمال بھگت رہا ہوگا، مگر اس کے پیچھے جو چیلے چانٹے ہیں، جب دجال نکلے گا وہ سب کے سب اس کے ساتھ ہوں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے بعد دجال کو قتل کریں گے تو ان شاء اللہ مسلمان دجال کے چیلوں کو قتل کریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے بعد تمام کی تمام ملتیں اور تمام کے تمام مذاہب ختم ہوجائیں گے سوائے اسلام کے، یہ یہودی عیسائی بھی نہیں رہیں گے، امریکہ والے بھی نہیں رہیں گے، یہ چوٹیوں والے ہندو بھی نہیں رہیں گے، ایک مسلمان رہیں گے اور باقی تمام کے تمام کافر ختم ہوجائیں گے، یہ عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف کی برکت ہوگی۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

پھر ۱۸۹۱ء میں "مسیح موعود" ہونے کا دعویٰ کیا، بعد میں یہ کہا کہ میں "مہدی" بھی ہوں، اور یہ بھی کہا کہ مسیح اور مہدی ایک ہی چیز ہے، اور ۱۹۰۱ء میں اس نے "نبوّت" کا دعویٰ کیا۔

حضرت عیسیٰ ہی مسیح موعود ہیں:

میں نے قادیانیوں سے کہا کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد "مسیح موعود" ہے ...میری بات کو سن لو... "مسیح موعود" میں دو لفظ ہیں، ایک مسیح اور دوسرا موعود، جس کا معنی ہے: "وہ مسیح جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔" اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ قربِ قیامت میں کانا دجال نکلے گا، اور یہ تو آپ سب کو بھی معلوم ہے کہ کانا دجال نکلے گا تو اس کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، یہ ہے وہ "مسیح موعود" جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس مسیح کو مسیح موعود اور مسیح ابنِ مریم کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ: "مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ" اسی طرح قرآن میں جگہ جگہ "مسیح ابنِ مریم" کا لفظ آیا ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں، نبوّت کی تاریخ میں "مسیح" کتنے ہوئے ہیں؟ بلاشبہ ایک ہی مسیح ہوا ہے اور دنیا ایک ہی مسیح کو جانتی ہے اور وہ ہیں حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام، یعنی ان کے علاوہ کوئی دوسرا ہے تو مجھے بتاؤ! اگر قرآن مجید، حدیث اور پہلی یعنی پچھلی کتابوں میں اس ایک مسیح کے علاوہ کوئی دوسرا مسیح ہو تو مجھے اس کی نشاندہی کرو! دراصل مسیح ابنِ مریم ہی مسیح موعود ہے۔

نزولِ مسیح کے بارے میں غلام احمد کا اعتراف:

مرزا غلام احمد "روحانی خزائن" میں درج اپنی کتاب "ازالۂ اوہام" میں لکھتا ہے، دراصل قادیانیوں نے مرزا کی تمام کتابوں کو ۲۳ جلدوں میں چھاپ دیا ہے، اور انہوں نے ان کا نام رکھا ہے: "روحانی خزائن" اسی روحانی خزائن کی تیسری جلد کے صفحہ: ۴۰۰ میں لکھتا ہے:

"مسیح ابنِ مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجے کی

پیش گوئی ہے، جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے، پوری اُمت
کا اس پر اجماع ہے اور صحاح میں جس قدر پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں،
کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا
اوّل درجہ اس کو حاصل ہے، انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔“

(ازالہ اوہام روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

مرزا قادیانی کا اپنے کو مسیح کہنے سے انکار:

میرے پاس ایک قادیانی خاتون آئی، اس نے کہا کہ: مرزا صاحب ہی وہ مسیح ہیں جن کے آنے کا وعدہ ہے۔ میں نے اس قادیانی خاتون کے سامنے کتاب کھول کر رکھ دی اور میں نے کہا کہ: اب تم ہی بتاؤ کہ کس نے آنا ہے؟ دوم یہ کہ مسیح موعود کون ہے؟ اور مسیح ابن مریم کون ہے؟ پھر میں نے اسی کتاب کا صفحہ: ۱۹۲ نکالا جس کا عنوان اور سرخی ہے: ”علماء ہند کی خدمت میں نیازنامہ“ (غلام احمد کا علمائے ہند کی خدمت میں نیازنامہ) جس میں اس نے لکھا:

”اے علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین، میری معروضات کو متوجہ ہوکر سنو کہ اس عاجز نے جو مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو بعض کم فہم لوگ مسیح موعود سمجھ بیٹھے ہیں ...“

اس کے آخر میں پھر کہتا ہے:

”میں نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام مجھ پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔“

غلام احمد، مسیح موعود کیسے بن گیا؟

”مفتری“ کہتے ہیں بہتان باندھنے والے کو، اور ”کذاب“ کہتے ہیں بہت جھوٹے کو، تو یا جو آدمی غلام احمد کو مسیح موعود کہے، وہ غلطی کا شکار ہے، اور جو آدمی مرزا غلام احمد کو مسیح ابن مریم کہے، وہ مفتری اور کذاب ہے، کیونکہ آنا تو مسیح ابن مریم کو ہے، مگر یہ غلام احمد

کہ مسیح ابن مریم کے یہ دعوے مفتری اور کذاب ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ یہ غلام احمد ”مسیح موعود“ کیسے ہوا؟ جس کا مطلب یہ ہے کہ آنے والا مسیح، جس کو تم مسیح موعود کہتے ہیں، وہ تو مسیح ابن مریم ہے، چنانچہ خود غلام احمد قادیانی کا قول پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ: ”میں مسیح ابن مریم نہیں ہوں، بلکہ جو مجھے مسیح ابن مریم کہتا ہے وہ مرا مفتری اور کذاب ہے۔“ اب تم ہی بتاؤ کہ غلام احمد ”مسیح موعود“ کیسے بن گیا؟ اس پر وہ بی بی کہنے لگی کہ یہ نہیں ہو سکتا۔

غلام احمد مہدی بھی نہیں:

میں نے کہا: اور سنو! مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ: ”میں مہدی ہوں“ دراصل سب مسلمان اس کے قائل ہیں کہ حضرت مہدی آئیں گے، تم نے شاید سنا ہو، تو میں تمہیں سمجھا دوں کہ مہدی کا نام ”محمد“ ہوگا، اس کے باپ کا نام ”عبداللہ“ ہوگا، اور وہ حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے، حضرت حسینؓ کی اولاد سے نہیں ہوں گے، بلکہ حسنی اور فاطمی سید ہوں گے، حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے، اور یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ غلام احمد، ”محمد“ نہیں تھا، اللہ کی شان! اس کے نام میں کہیں ذرا دیکھ ”محمد“ کا لفظ نہیں آیا، ہاں! اگر مرزا اپنا نام محمد غلام احمد ہی رکھ لیتا تو چلو سچے جھوٹے کہیں ”محمد“ کا لفظ آ ہی جاتا، مگر ایسا بھی نہیں کر سکا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مہدی کا نام میرے نام پر ہوگا: محمد... اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا: عبداللہ... غلام احمد کا نام کیا تھا؟ قادیانی ہم سے زیادہ جانتے ہیں، چلو کہہ دو کہ اس کا نام... غلام احمد... تھا اور بچپن میں اس کو ”دھنگی“ کہتے تھے گویا اس کا پیار کا نام ”دھنگی“ تھا، اور بعد میں اس نے غلامی کا جوا اتار پھینکا تو خود ہی... احمد... بن گیا۔ ہمارے مولوی سعد اللہ لدھیانوی کہتے تھے: ”غلامی چھوڑ کر احمد ہوا تو“... اللہ کی شان...!

بدبخت غلام، آقا کے منصب پر:

ہم نے ایک قصہ سنا ہے، میری مائیں بہنیں بھی سن رہی ہوں گی، ہوا یہ کہ ایک

سکتا، نبی وہ ہوتا ہے جس کے پاس جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے، وحی لانے والا فرشتہ جبرائیل ہے۔" کیونکہ غلام احمد نے "ازالہ اوہام" میں لکھا ہے کہ: "نبی وہ ہوتا ہے جس کے پاس جبرائیل آئے" اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ: "جبرائیل کے آنے کا دروازہ قیامت تک بند ہے۔" میں نے مرزا طاہر سے کہا تھا کہ ایک سوال کا جواب دے دو اور مجھے یہ بتادو کہ غلام احمد نے تو اس وقت دروازہ بند کردیا تھا، بعد میں نبی بننے کے لئے یہ دروازہ کیسے کھلا؟ چابی کس کے پاس تھی؟ کوئی قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکتا، میرا چیلنج ہے مرزا طاہر سے لے کر ان کے سارے مبلغین تک کو۔

اگر یہاں کویت میں بھی کوئی مربی شربی ہوں تو ان کو بھی چیلنج ہے، اگر کسی قادیانی میں طاقت ہے تو میرے اس نکتہ کا جواب دے دے کہ جب جبرائیل بقول مرزا غلام احمد قادیانی بند ہوچکا تھا، اور جبرائیل کی آمد کے بغیر کوئی نبی نہیں بن سکتا، تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی بننے کے لئے یہ (نبوت کا) دروازہ کیسے کھول دیا؟ پتہ دراصل بتادو۔

مرزا البعثت محمد رسول اللہ!

پھر میں نے اس خاتون کو سمجھایا کہ بی بی! میں بتاتا ہوں کہ یہ نبی کیسے بنا ہے؟ غلام احمد کہتا ہے کہ: میں کوئی الگ نبی ہی نہیں، ہاں! اگر کوئی الگ نبی آئے تو اس کے لئے تم تلاش کرو کہ آیا جبرائیل آسکتا ہے یا نہیں؟ میں تو بعینہٖ "محمد رسول اللہ" دوبارہ آگیا ہوں، لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

چنانچہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

"محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ محمد رسول اللہ میں ہوں۔" (نعوذ باللہ!)

(روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۷)

پھر دوسرے حوالے بھی دکھائے، اور مرزا بشیر احمد ایم اے کا حوالہ بھی دکھایا۔

چنانچہ مرزا بشیر احمد کہتا ہے کہ: "ہمارے نزدیک تو بعینہٖ محمد رسول اللہ دوبارہ آگئے۔" اور اس کا ایک قاضی اکمل نامی شاعر ہوا ہے وہ کہتا ہے:

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں

دارالاماں قادیان کو کہتے ہیں، گویا وہ یہ کہتا ہے کہ ہمارا امام غلام احمد ہے۔

غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں

یعنی وہ مرزا رہتا ہے زمین پر، مگر مکان اس کا لامکاں میں ہے، نعوذ باللہ! استغفر اللہ!

آگے چل کے مزید کہتا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد جس نے دیکھنے ہوں اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

میں نے کہا کہ یہ نبوت کا دعویٰ ہے، نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ خود اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ ہے، اب کون سا بے غیرت مسلمان ایسا ہوگا جو کسی بھینگے، کانے کو کہتے "محمد رسول اللہ" قبول کرلے، نعوذ باللہ۔ بلاشبہ اس کے سارے دعوے جھوٹے تھے۔

اسی طرح مرزا غلام احمد نے "مجدد" ہونے کا دعویٰ بھی کیا، اس کا مجدد ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹا، جس طرح اس کے "مسیح"، "مہدی" اور "نبی" ہونے کا دعویٰ جھوٹا تھا، ٹھیک اسی طرح اس کا "مجدد" ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹا تھا۔

قادیانیوں کا کلمۂ اسلام پر ایمان نہیں:

اب ایک اور بات سنو! قادیانی کہتے ہیں کہ ہم "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

پڑھتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ کلمہ گو کو کافر نہ کہو۔

میں کہتا ہوں کہ قادیانیوں کا بلکہ ان کے ابا مرزا غلام احمد کا بھی کلمہ پر ایمان نہیں تھا، ان کا "لا الٰہ الا اللہ" پر ایمان کا دعویٰ جھوٹا تھا، اور جھوٹا نکلا، ملاحظہ ہو:

مرزا غلام احمد نے محمدی بیگم کے باپ کو لکھا تھا، کیونکہ اس نے محمدی بیگم کا، اس کے باپ سے رشتہ مانگا تھا... لمبی بات ہے... بہرحال مرزا نے محمدی بیگم کے باپ کو لکھا کہ: میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاکر کہتا ہوں، جس کے نام کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ آپ کی دخترِ کلاں کا رشتہ مجھ سے ہوگا، یعنی آپ کی بڑی لڑکی میرے نکاح میں آئے گی... کہتا ہے کہ... اللہ نے الہام کیا، لیکن اس کا "اللہ" بھی کوئی ایسا ہی ہوگا جو وعدہ کرکے مکر جاتا ہے، ہمارا خدا تو ایسا نہیں ہے۔

سنو! حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد تھیں، اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح کردیا تھا، ان کی آپس میں نہیں بنی اور طلاق ہوگئی، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ اس سے نکاح کرلیا جائے تاکہ اس بیچاری کی دل جوئی ہو، کیونکہ اس کو طلاق جو ہوگئی تھی، لیکن خطرہ اس بات کا تھا کہ کافر کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا، کیونکہ لے پالک کو جاہلیت میں بیٹا سمجھا جاتا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے بائیسویں پارے میں قرآن کریم کی آیت نازل کی اور فرمایا: "زَوَّجْنٰکَهَا" ہم نے تیرا نکاح اس خاتون (زینب رضی اللہ عنہا) سے کردیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب سے کس نے کیا؟... اللہ نے...! اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور اُٹھ کر بغیر کسی اجازت کے اور بغیر پردہ کے اپنے گھر یعنی حضرت زینبؓ کے گھر تشریف لے گئے، اس کو کہتے ہیں:... اللہ نے نکاح کیا...! اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنی سہیلیوں، یعنی دوسری اُمہات المؤمنین کے مقابلے میں فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح کسی کے باپ نے، کسی کے چچا نے کیا اور کسی کے بھائی نے کیا ہوگا، مگر میرا نکاح تو اللہ رب العالمین نے کیا ہے۔

ادھر غلام احمد کو بھی اس کے "رب" نے کہا تھا: "زوجنکھا" کہ ہم نے تیرا نکاح محمدی بیگم سے کردیا ہے، لیکن شاید اس کا "خدا" بھول گیا۔ نعوذ باللہ۔ خیر وہ تو جو ہوا سو ہوا۔

مرزا کا کلمۂ اسلام پر ایمان، اپنے الہامات کی مانند:

جو بات میں نے آپ کو سنانی ہے، وہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد اپنے "الہامی خسر" کو خط لکھتا ہے کہ:

> "میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، کہ مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ ہوگا، اور اگر کسی اور جگہ کیا تو بڑے غلط نتیجے نکلیں گے۔"

اور آگے چل کر کہتا ہے:

> "اور میں جیسے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاتا ہوں، ویسے ہی اپنے ان الہامات پر لاتا ہوں جو مجھے متواتر ہوئے۔" (کلمہ فضل رحمانی ص:۱۲۳، قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص:۵۹۰ مطبوعہ ختم نبوت)

یعنی غلام احمد کو "لا الٰہ الا اللہ" پر ویسا ہی ایمان ہے جیسا کہ محمدی بیگم کے نکاح پر ایمان ہے۔ یہی نتیجہ نکلے گا یا کوئی اور؟ ظاہر ہے کہ یہی نتیجہ نکلے گا... گویا وہ کہتا ہے کہ میں جیسے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر ایمان لاتا ہوں ایسا ہی ان متواتر الہامات پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئے۔ لیکن افسوس کہ وہ الہامات تو جھوٹے نکلے... اگر اللہ کی طرف سے الہام ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کو تو کوئی نہیں ٹال سکتا تھا، نہ محمدی بیگم کا باپ ٹال سکتا تھا، نہ کوئی اور ٹال سکتا تھا۔

سچے اور جھوٹے کا فرق:

اب سچے اور جھوٹے کا فرق دیکھو کہ سچے پر "زوجنکھا" کی آیت نازل ہوئی

ہے تو وہ اٹھ کر اپنی منکوحہ کے گھر چلے جاتے ہیں، اور وہ "اُمّ المؤمنین" بن جاتی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عقد کردیا تھا۔ ٹھیک ہے ناں...! دوسری طرف جھوٹے پر یہ جھوٹا الہام ہوتا ہے تو ساری عمر گزر گئی، مگر محمدی بیگم اس کو نہ مل سکی، اور وہ دوسرے کے پاس رہی، اور یہ بیچارہ ایڑیاں رگڑتا مرگیا۔

محمدی بیگم والا الہام جھوٹا، تو اس کی طرح کلمۂ اسلام پر ایمان بھی جھوٹا:

کہنا یہ ہے کہ جب محمدی بیگم والا یہ الہام جھوٹا نکلا کہ "محمدی بیگم تیرے نکاح میں آئے گی" اور وہ نہیں آئی تو یہ جھوٹ نکلا، اب جیسے اس الہام پر اس کا ایسا ہی ایمان تھا جیسا کہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر، گویا جتنا محمدی بیگم کے نکاح ہونے پر اس کا ایمان تھا، جب محمدی بیگم والا الہام جھوٹ نکلا تو یہ بھی جھوٹ نکلا، معلوم ہوا کہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر بھی اس کا ایمان جھوٹا ہے، کوئی قادیانی اس کو سچا کرکے دکھادے۔

حرمت بی بی دوزخی، تو مرزا اس کے جہنم میں جائے گا؟

غلام احمد قادیانی اپنی کتاب "انجامِ آتھم" میں لکھتا ہے کہ:

مجھے تین الہام ہوئے تھے، ایک الہام ہوا تھا کہ: "یا ادم اسکن انت وزوجک الجنة" اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں ٹھہرو... تیری زوجہ... یہ پہلی بیوی کی طرف اشارہ تھا، چنانچہ خود غلام احمد کہتا ہے کہ: یہ پہلی بیوی کی طرف اشارہ تھا، جو غلام احمد قادیانی کے بیٹے فضل احمد کی ماں تھی، اس بیچاری کا نام تھا حرمت بی بی، مگر اس کو کہتے تھے "پھجے دی ماں"۔ غلام احمد نے اس کو طلاق دے دی تھی، جب غلام احمد نے اس کو طلاق دی تو وہ بن گئی تھی "دوزخی"، سوال یہ ہے کہ یہ الہام کیا سچا ہوا؟ "یا ادم اسکن انت وزوجک الجنة" بیوی اُدھر جہنم میں جارہی ہے یہ اِدھر جا رہا ہے، تو یہ اپنی بیوی کے ساتھ کیسے جنت میں جائے گا؟ وہ تو بیوی ہی نہیں رہی!

مرزا "مریم" تو اس کا شوہر کون تھا؟

اس کو دوسرا الہام ہوا تھا: "یا مریم ادخل انت وزوجک الجنة" اے مریم!

تو داخل ہو جا اور تیرا زوج جنت میں۔ مرزا مریم تھی، کہنا چاہئے تھا کہ اے مریم! تو داخل ہو جا جنت میں، عربی میں اس کو ''ادخلی'' کہنا چاہئے تھا، کیونکہ عربی میں مرد کو کہتے ہیں: ''ادخل'' اور عورت کو کہتے ہیں: ''ادخلی''۔ جب مرزا مریم ہوا تو اگر قدس کو خطاب کرتا تو ''ادخل'' کے ساتھ کرتا یا ''ادخلی'' کے ساتھ کرتا؟ ظاہر ہے ''ادخلی'' کے ساتھ خطاب کرتے، تو مریم مرزا غلام احمد قادیانی ہوا تو اس کا شوہر کون تھا؟ (کیونکہ آگے ہے وزوجک الجنة) یہ عقدہ آج تک حل نہیں ہوا، اے مریم تو داخل ہو جا اور تیرا زوج جنت میں۔ قادیانیو! یہ تمہارے ذمہ قرض ہے، چلو تم اس کی تشریح کر کے دکھا دو! اگر تمہارا کوئی مربی ہے تو وہ میرے سامنے اس کی تشریح کر دے۔

تیسری بیوی محمدی بیگم والا الہام کیسے سچا ثابت ہوا؟

اسی طرح اس کو تیسرا الہام ہوا تھا: ''یا احمد ادخل انت وزوجک الجنة'' ''اے احمد! تو داخل ہو جا اور تیری بیوی جنت میں۔''

کہتا ہے کہ اس الہام میں تیسری بیوی کی طرف اشارہ ہے، وہ تیسری بیوی کون سی ہے؟ یعنی محمدی بیگم کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ جب وہ میری بیوی بنے گی تو احمدی ہو گی اور میں احمد بن جاؤں گا... سبحان اللہ... سوال یہ ہے کہ وہ نکاح تو نہیں ہوا، اور ساری عمر نہیں ہوا، اس نے بیوہ ہونے سے انکار کر دیا۔ اب مسلمانوں کا نکاح پر تو نکاح ہوتا نہیں۔ اگر محمدی بیگم کا شوہر سلطان بیگ مر جاتا تو کچھ توقع ہو سکتی تھی۔ کینڈی ڈیٹ بن جاتے، امیدوار بن جاتے، اس نے سیٹ نہیں خالی کی، وہ سلطان محمد کی منکوحہ رہی۔

میں نے ایک رسالے میں لکھا تھا کہ مقابلہ ''غلام'' اور ''سلطان'' کا تھا، ایک طرف غلام احمد اور دوسری طرف سلطان محمد، تو محمدی بیگم کی مت ماری گئی تھی کہ وہ ''سلطان'' کو چھوڑ کر ''غلام'' کے پاس جاتی؟

خیر! وہ تو قادیانی نہیں ہوئی اور محمدی بیگم کا غلام احمد سے نکاح نہیں ہوا، تو یہ الہام کیسے صحیح ہوا؟

یہ تین الہام کیسے تھے، جو مرزا غلام احمد قادیانی کو ہوئے: "یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة" وہ بیوی (یعنی مرزا کی) کافروں کے ساتھ مل گئی، کیا غلام احمد اس کے ساتھ جہنم میں جائے گا؟

اور دوسرا الہام ہوا تھا: "یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة" یہ مریم کون تھی؟ اور اس کا زوج کون تھا؟ اور جنت میں کیسے داخل ہوئے؟

اور تیسرا الہام تھا: "یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة" وہ احمد کیسے تھا جب وہ بیوی اس کے نکاح میں نہیں آئی تو الہام کیسے صحیح ہوا؟

مرزا سب جھوٹوں کا مجموعہ:

میں کہتا ہوں... کہ مجھ پر بھی اللہ تعالیٰ نے یہ راز کھول دیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک ایک بات جھوٹ کردی ہے۔ آدمی کو دعویٰ نہیں کرنا چاہئے بڑی بات ہے، لیکن ایک بات کہتا ہوں کہ دنیا میں جتنے جھوٹے ہوئے ہیں، ہر ایک کا جھوٹ مرزا غلام احمد قادیانی میں موجود تھا۔

مرزا کی کسی کتاب کا کوئی صفحہ جھوٹ اور کفر سے خالی نہیں:

میرا ایک دعویٰ تو یہ ہے، اور دوسرا دعویٰ یہ کرتا ہوں کہ مرزا کی کوئی کتاب کھول لو، جہاں سے چاہو کھول لو، میں ثابت کروں گا کہ یہ بات جھوٹ ہے، کوئی صفحہ جھوٹ سے خالی نہیں، کوئی صفحہ کفر سے خالی نہیں، کوئی صفحہ دجل سے خالی نہیں، کوئی صفحہ بے ایمانی سے خالی نہیں اور کوئی صفحہ لغویت سے خالی نہیں، میں پوچھتا ہوں کہ تمہیں "مسیح موعود" بنانا ہی تھا تو ایسے کو کیوں بنایا؟ کسی اچھے بھلے کو تو بناتے...!

مرزا تو انسان ہی نہیں تھا:

میں اپنے قادیانی دوستوں کی خدمت میں ایک دفعہ پھر عرض کرتا ہوں، مجھ سے سمجھو! اگر کوئی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی تو میں سمجھانے کے لئے حاضر ہوں، رب کعبہ کی قسم! مرزا غلام احمد نہ نبی ہے، نہ مہدی ہے، نہ مسیح موعود ہے، نہ مجدد ہے، نہ ملہم، نہ عاقل ہے،

اور نہ انسان ہے، وہ چیز ہے جو خود کہتا ہے:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں!
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار!

مرزا انسانیت کے لئے عار ہے!

آدمی کے بدن پر، جسم میں جو جائے نفرت ہوتی ہے، جس کو چھپا کر لوگ رکھتے ہیں، اور اسے ننگا نہیں کرتے، کیونکہ اس سے نفرت آتی ہے، وہ کون سی جگہ ہے؟ سب جانتے ہیں: وہ انسان کی شرمگاہ ہے! اس لئے وہ کہتا ہے: "ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار" یعنی اس کا وجود انسانیت کے لئے عار تھا، تم نبوت لئے پھرتے ہو، مسیحیت لئے پھرتے ہو۔

اب آخر میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ابھی مولانا اللہ وسایا نے کہا تھا کہ: "تمہیں ان کا کچھ تدارک کرنا چاہئے، یہ تو دجال اور خر دجال ہیں، ان کا عیسیٰ علیہ السلام ہی علاج کریں گے۔"

مرزائیوں سے بات کرنا سیکھو!

لیکن میں تم سے اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ ایک ایک بات مجھ سے بھی سیکھ لو، اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے "امتی ہونے کے ناطے سے اپنے اوپر فرض سمجھو کہ میں نے قادیانیوں سے بات کرنی ہے، جتنی باتیں میں نے سمجھائی ہیں ان کو یاد کرلو، حوالے لے لو۔ میں ان کی کتابوں کے حوالے دے دوں گا، مجھ سے حوالے لے لو، اور ایک ایک آدمی ایک ایک قادیانی سے ملے اور یہ بات پوچھے، کہو بھائی! اس پر تیار ہو گئے؟ ٹھیک ٹھیک بتاؤ! (لوگوں نے کہا ان شاء اللہ)۔

اپنے اپنے دائرہ میں کام کرو!

بھائی! تم سنجیدہ حضرات ہو، میں کہتا ہوں اگر تم بہت بڑے افسر ہو تو تم اپنی سطح کے افسروں سے بات کر سکتے ہو، اگر تم مزدور ہو تو مزدوروں سے بات کر سکتے ہو، اگر تاجر ہو

تو تاجروں سے بات کر سکتے ہو وکیل ہو تو وکیلوں سے بات کر سکتے ہو، ہو سکے مجھ سے لو اور دو چار کی طرح کے حقائق ہیں۔ مگر اس میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ ہو تو اس کے لئے میں جرمانہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ شک و شبہ والی بات ہی نہیں

کذب مرزا کا سورج نکلا ہوا ہے:

سورج نکلا ہوا ہے، سورج نکلنے کے بعد تو ہر چیز روشن ہوتی ہے۔ اگر کوئی آنکھیں بند کرلے تو آپ کی مرضی ہے، غلام احمد کے جھوٹ کا سورج نکلا ہوا ہے۔ جیسے سیاہ اور کالے رنگ کا حبشی ہے، اب کوئی کہے کہ اس کالے حبشی کو جس کی آنکھیں بھی چھوٹی ہوئی ہیں، چہرے ایسے ہیں شکل بگڑی ہوئی ہے، یا سبحان اللہ" چندے آفتاب، چندے ماہتاب" ہے، اور اللہ نے حسن یوسف سب کا سب اس کو دے دیا ہے تو پھر اس کی نظر کا قصور ہوگا۔

قادیانیوں کو بھاگنے پر مجبور کر دو!

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر امتی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا خادم بنائے اور قادیانیوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ میں نے سنا ہے کہ یہاں قادیانیوں کے دو زعمائی مرکز ہیں، میرا جی چاہتا ہے کہ تمہارا شہر قادیانیوں سے پاک ہو جائے، یا تو یہ مسلمان ہو جائیں یا پھر دم دبا کر بھاگنے والے بنیں، تم ان کو تنگ کرو، میں ذمہ دار نے تو نہیں کہا، ان سے باتیں کرو، باتوں سے ان کو تنگ کرو، ان سے ایک ایک بات پوچھو، روزانہ میں ایک بات بتلانے کے لئے تیار ہوں، سال کے تین سو پینسٹھ دنوں میں سے روزانہ مجھ سے ایک ایک بات غلام احمد کے جھوٹا ہونے کی پوچھو اور جہاں کی بات کی دلیل مانگتے جاؤ، میں بتاتا جاؤں گا، حوالے کے ساتھ، اور وہ حوالہ قادیانیوں کے سامنے پیش کرو، وہ بولیں تک نہیں، جیسے سانپ کا ڈسا ہوا پانی نہیں مانگتا۔ اللہ تمہیں توفیق عطا فرمائے اور آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ حضرات بہت جم کر بیٹھے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مرزا جی کی ذہنی اور فکری صلاحیت!
ایک فریب خوردہ مرزائی کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

مخدوم و مکرم زید مجدہم، آداب و دعوات!

نامۂ کرم موجب عزت افزائی ہوا، میرا مقصد آنجناب کو طلبِ حق کی طرف توجہ دلانا ہے، بحثیں تو ایک مدت سے ہوتی رہی ہیں، اس لئے بحث برائے بحث نہ پہلے میرا مقصد تھا، نہ اب ہے۔

ا:... جب کوئی شخص دعویٰ لے کر اٹھتا ہے تو ہمارا پہلا فرض یہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ شخص اپنی عام گفتگو اور تحریر و تقریر میں صدق شعار اور راست باز ہے یا نہیں؟ اور اس کی اخلاقی حالت کیسی ہے؟ ذہنی و فکری صحت کس معیار کی ہے؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ مدعی اپنی تقریر و تحریر میں غلط بیانی، دروغ گوئی اور کذب و افترا کا عادی ہے، یا اس کی اخلاقی حالت اور ذہنی و فکری صحت ایک عام آدمی سے بھی فروتر ہے تو اس کے دعوے کی طرف کوئی عقلمند التفات نہیں کرے گا۔

اس ناکارہ کو جناب مرزا صاحب سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں، بلکہ ان کے دعوے پر غور کرنے کے لئے جب ان کی تحریروں کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی تحریر و تقریر میں سچائی کے پابند نہیں، بلکہ ایسے ایسے جھوٹ بولتے ہیں کہ آدمی کانپ جاتا ہے، چنانچہ ان کے جھوٹ کی تیس مثالیں تو اپنے مضمون میں (جو چوہدری ظفر اللہ صاحب کے جواب میں لکھا گیا تھا) پیش کرچکا ہوں، ان کے علاوہ ایک طویل فہرست ان کی غلط بیانیوں کی میرے سامنے پھیلی ہوئی ہے، اور آنجناب جتنی تعداد چاہیں پوری کردوں گا، جس شخص کے سیکڑوں

جھوٹ ریکارڈ پر موجود ہوں، اسے لائقِ التفات آدمی سمجھنا صحیح نہیں۔

رہی اخلاقی حالت! سو وہ بھی اسی مضمون میں آچکی ہے، کیونکہ ان کی گالیوں کا نمونہ اس میں عرض کیا گیا ہے، جبکہ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریقِ شرافت نہیں۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر:۳،۴ ص:۵)

اسی مضمون میں "الحکم قادیان" کے حوالے سے یہ بھی بتاچکا ہوں کہ مرزا صاحب نامحرموں سے پاؤں دبواتے تھے۔

رہی دماغی صحت! اس کی طرف بھی اسی مضمون میں کتابوں کے حوالوں سے اشارہ کرچکا ہوں کہ مرزا صاحب مراق، ہسٹیریا، ذیابیطس اور سلسل البول ایسے امراض کے مریض تھے، یہ کتابیں موجود ہیں، اور آپ ان کا مطالعہ فرماسکتے ہیں۔

اب انصاف فرمائیے! جو شخص عام گفتگو میں بھی جھوٹا ثابت ہو، جس کی اخلاقی حالت معیارِ شرافت سے گری ہوئی ہو، اور جو باقرارِ خود مراق اور ہسٹیریا کا مریض ہو، اس کے دعوے کو صحیح سمجھو تو کیا؟ اس کی طرف التفات کرنا بھی عقلاً، شرعاً، اخلاقاً روا ہوسکتا ہے؟ اس لئے میں نے عرض کیا تھا کہ آپ سے مرزا صاحب کے دعوے کو ماننے میں غلطی ہوئی ہے۔ خدارا! اپنے عقیدے پر نظرِ ثانی کیجئے، اور خدا تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ وہ کریم ہدایت کی طرف دستگیری فرمائے۔

۴:... اور اگر کوئی شخص پہلے معیار پر پورا اُترتا ہے، یعنی وہ جھوٹا بھی نہیں، بداخلاق بھی نہیں، دماغی مریض بھی نہیں، تو اس کے بعد ہمارا فرض یہ ہوگا کہ یہ معلوم کریں کہ اس کا دعویٰ کیا ہے؟ اور اس کے دعوے کو اچھی طرح سمجھ لیں، کیونکہ جب تک اس کا دعویٰ ہی متعین نہ ہو، اس کے صحیح یا غلط ہونے پر غور ہی نہیں ہوسکتا۔

جب ہم جناب مرزا صاحب کو اس معیار پر جانچتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہیں خود بھی معلوم نہیں تھا کہ ان کا دعویٰ کیا ہے؟ انہوں نے اتنے مختلف اور متناقض دعوے کئے ہیں کہ ان کا نقشہ شاید وہ بھی نہیں جانتے تھے۔

قادیانی تیس جھوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں کی علمائے امت نے ہر پہلو سے قلعی کھول دی ہے، اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے سچے وارثوں کا بنیادی وصف صدق و راست گفتاری ہے، نبی کی زبان پر کبھی خلاف واقعہ بات آہی نہیں سکتی، اور جو شخص جھوٹ کا عادی ہو وہ نبی تو کجا شریف آدمی کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔

جو لوگ نبوت و رسالت یا مجددیت و مہدویت کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں، حق تعالیٰ شانہ ان کی ذلت و رسوائی کے لئے ان کا جھوٹ ان ہی کی زبان سے کھول دیتے ہیں، شیخ ملا علی قاریؒ ”شرح فقہ اکبر“ میں لکھتے ہیں:

”ما من احد ادعی النبوة من الکذابین الّا وقد ظهر علیہ من الجهل والکذب لمن له ادنیٰ تمییز بل وقد قیل: ما اسر احد سریرة الّا اظهر اللہ علی صفحات وجهه و فلتات لسانه“ (شرح فقہ اکبر ص:۲۰۳ طبع مجتبائی)

ترجمہ: ”جھوٹے لوگوں میں سے جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، اللہ تعالیٰ نے معمولی عقل و تمیز کے شخص پر بھی اس کا جہل و کذب واضح کردیا بلکہ کہا گیا ہے کہ جس نے بھی اپنے دل میں کوئی بات چھپائی، اللہ تعالیٰ نے اس کے چہرے پر اور زبان کی لغزش میں اس کو ظاہر کرکے چھوڑا۔“

راقم الحروف نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزا کی تحریر میں سچائی و دیانت کا تلاش کرنا کارِ عبث ہے، جو بڑے سے بڑے جھوٹے بھی کبھی سچی بات کہہ دیتے ہیں، لیکن مرزا نے گویا قسم کھا رکھی ہے کہ وہ کوئی بات بھی لکھے گا تو اس میں اپنے جھوٹ کی آمیزش ضرور کرے گا۔ چند سطور میں بطور نمونہ مرزا کے تیس جھوٹ ذکر کئے گئے ہیں، دس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر، دس حق تعالیٰ شانہ پر، اور دس حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر مرزا کے دس جھوٹ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی غلط بات کو منسوب کرنا خبیث ترین گناہ کبیرہ ہے، احادیث متواترہ میں اس پر دوزخ کی وعید آئی ہے، اور جس شخص کے بارے میں معلوم ہوجائے کہ اس نے ایک بات بھی جھوٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی ہے، وہ مفتری اور کذاب ہے، اور اس کی کوئی بات اور کوئی روایت لائق اعتبار نہیں رہتی۔

مرزا غلام احمد قادیانی اس معاملہ میں نہایت بے باک اور جری تھا، وہ بات بات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا پردازی کرنے کا عادی تھا، یہاں اس کی دس مثالیں پیش کرتا ہوں:

ا:... "انبیائے گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگادی کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔" (اربعین نمبر:۲ ص:۲۳)

انبیائے گزشتہ کی تعداد کم و بیش ہے، ان کی طرف مرزا نے دو باتیں منسوب کی ہیں، مسیح کا چودھویں صدی کے سر پر آنا، اور پنجاب میں آنا، اور یہ سب قطعی جھوٹ ہے، اس طرح مرزا نے صرف ایک فقرہ میں ڈھائی لاکھ جھوٹ جمع کرنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے۔

نوٹ:... پہلے ایڈیشن میں انبیائے گزشتہ کا لفظ تھا، بعد میں اس کی جگہ "اولیائے"

گزشتہ" کا لفظ کردیا گیا، اس تحریف کے بعد بھی جھوٹ کی تکذیب میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔

۱۲:... "مسیح موعود کی نسبت تو آثار میں یہ لکھا ہے کہ علماء اس کو قبول نہیں کریں گے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۸۶، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۵۷)

آثار کا لفظ کم از کم تین احادیث پر بولا جاتا ہے، حالانکہ یہ مضمون کسی حدیث میں نہیں۔

۱۳:... "ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ (مسیح موعود) صدی کے سر پر آئے گا اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا...... اور لکھا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کی رو سے دو صدیوں پر اشتراک رکھے گا اور دو نام پائے گا، اور اس کی پیدائش دو خاندان سے اشتراک رکھے گی، اور چوتھی دو گونہ صفت یہ کہ اس کی پیدائش میں جوڑے کے طور پر پیدا ہوگا، سو یہ سب نشانیاں ظاہر ہوگئیں۔"

(ضمیمہ براہین پنجم ص:۱۸۸، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۵۹)

اس فقرہ میں مرزا نے چھ باتیں احادیث صحیحہ کی طرف منسوب کی ہیں، حالانکہ ان میں سے ایک بات بھی کسی "حدیث صحیح" میں نہیں آئی، اس لئے اس فقرے میں افادہ جھوٹ ہوئے۔

۱۴:... "ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا کہ: "کان فی الهند نبیا اسود اللون اسمه کاهنا" یعنی ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اور نام اس کا کاہن تھا یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔"

(ضمیمہ چشمہ معرفت ص:۱۰، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۳۸۲)

مرزا کی ذکر کردہ حدیث کسی کتاب میں موجود نہیں، اس لئے یہ خالص افترا ہے، غالباً مرزا کو عربی کی صحیح عبارت بھی نہ بنانی آئی، سیاہ رنگ ’’شاید اپنی تصویر دیکھ کر یاد آ گیا۔

۵:… ’’اور آپ سے پوچھا گیا کہ زبانِ فارسی میں بھی کبھی خدا نے کلام کیا ہے؟ تو فرمایا کہ ہاں خدا کا کلام زبانِ پارسی میں بھی اترا ہے، جیسا کہ وہ اس زبان میں فرماتا ہے: ایں مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم۔‘‘

(ضمیمہ چشمۂ معرفت ص:۱۰، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۳۸۲)

یہ مضمون بھی کسی حدیث میں نہیں، خالص جھوٹ اور افترا ہے۔

۶:… ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔‘‘

(اشتہار مریدوں کے لئے ہدایت مؤرخہ ۲۳ اگست ۱۹۰۷ء)

وبا کی جگہ کو بلاتوقف چھوڑ دینے کا حکم کسی حدیث میں نہیں، یہ خالص مرزائی جھوٹ ہے، بلکہ اس کے برعکس حکم ہے کہ اس جگہ کو نہ چھوڑا جائے:

’’واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فرارا منہ۔‘‘ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص:۱۳۵)

۷:… ’’افسوس ہے کہ وہ حدیث بھی اس زمانہ میں پوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ مسیح کے زمانہ کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہیں۔‘‘

(اعجاز احمدی ص:۱۳، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۲۰)

مسیح کے زمانہ کے علماء کے بارے میں یہ بات ہرگز نہیں فرمائی گئی، یہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے اور دوسری طرف علمائے امت پر صریح بہتان ہے۔

۸:… ’’چونکہ حدیث صحیح میں آ چکا ہے کہ مہدی موعود کے

پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی، جس میں اس کے تین سو تیرہ
اصحاب کا نام درج ہوگا، اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیش
گوئی آج پوری ہوگئی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۴۰، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۳۲۴)

”چھپی ہوئی کتاب“ کا مضمون کسی ”صحیح حدیث“ میں نہیں، لطف یہ ہے کہ
مرزا نے اپنے تین سو تیرہ اصحاب کے جو نام ”ازالہ اوہام“ میں لکھے تھے، ان میں سے کئی
مرزا کی صحابیت سے نکل گئے، اس لئے یہ جھوٹی روایت بھی اس کی جھوٹی مہدویت پر
راست نہ آئی۔

۹:... ”ضرور تھا کہ وہ مجھے کافر کہتے اور میرا نام دجال
رکھتے کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہ فرمایا تھا کہ اس مہدی کو
کافر ٹھہرایا جائے گا، اور اس وقت کے شریر مولوی اسے کافر کہیں گے،
اور ایسا جوش دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۴۸، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۳۳۲)

اس عبارت میں تین باتیں ”احادیث صحیحہ“ کے حوالے سے کہی گئی ہیں، اور
تینوں جھوٹ ہیں، اس لئے اس عبارت میں تو جھوٹ ہوئے۔

۱۰:... ”بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ بنی آدم کی
عمر سات ہزار برس ہے، اور آخری آدم پہلے کی طرز ظہور پر الف ششم
کے آخر میں جو روز ششم کے حکم میں ہے پیدا ہونے والا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص:۶۹۶، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۷۵)

آخری آدم کا افسانہ کسی حدیث میں نہیں آتا، اس لئے یہ بھی خالص جھوٹ ہے،
دنیا کی عمر کے بارے میں بعض روایات آئی ہیں، مگر وہ روایات ضعیف ہیں، اور محدثین نے
ان کو ”ابن الکذاب“ سے تعبیر کیا ہے۔ (موضوعات کبیر ص:۱۲۲)

افتراء علی اللہ کی دس مثالیں:

۱:... ”سورۂ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس اُمت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر پوری اتباعِ شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہوگیا اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص:۱۸۹، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۶۱)

سورۂ تحریم سب کے سامنے موجود ہے، مرزا نے صریح طور پر جس امر کا سورۂ تحریم میں بیان کیا جانا ذکر کیا ہے، کیا یہ صریح افتراء علی اللہ نہیں؟

۲:... ”لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر (یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر) ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا، اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے قرآن میں یحییٰ کا نام ”حصور“ رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

(دافع البلاء ص:۴، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۲۰)

حضرات انبیائے کرام کی طرف فواحش کا منسوب کرنا کفر ہے، مرزا قادیانی ایسے قصے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرتا ہے، اور ایسے قصص بد کے لئے قرآن کریم کے لفظ ”حصور“ کا حوالہ دیتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان قصوں میں ملوث تھے، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان بھی ہے اور افتراء علی اللہ بھی۔

۳:... "اور اس عاجز کو جو خدا تعالیٰ نے آدم مقرر کرکے بھیجا..... اور ضرور تھا کہ وہ ابن مریم جس کا انجیل اور فرقان میں آدم بھی نام رکھا گیا ہے..."

(ازالہ اوہام ص:۶۹۵، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۷۵)

یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام قرآن کریم میں آدم رکھا گیا ہے، خالص جھوٹ ہے، اور اس مضمون کو انجیل سے منسوب کرنا دوسرا جھوٹ ہے، اور یہ کہنا کہ مرزا کو اللہ تعالیٰ نے آدم مقرر کرکے بھیجا ہے، یہ تیسرا جھوٹ ہے۔

۴:... "اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے، اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ھو الذی ارسل رسولہ ..... کلہ۔"

(اعجاز احمدی ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۱۳)

کون نہیں جانتا کہ اس آیت کریمہ کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، پس یہ کہنا کہ تیری خبر قرآن میں ہے، ایک جھوٹ، حدیث میں ہے، دوسرا جھوٹ اور مرزا اس آیت کا مصداق ہے، تیسرا جھوٹ۔

اور ان تمام باتوں کو "مجھے بتلایا گیا ہے" کہہ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا بدترین افترا علی اللہ ہے۔

۵:... "قادیان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیش گوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا۔" (ازالہ اوہام ص:۷۳ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۳ ص:۱۴۰)

یہ بھی سفید جھوٹ اور افترا علی اللہ ہے۔

۶:... "لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا، وہ اس کو کافر قرار دیں گے

اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے، اور اس کی سخت
توہین کی جائے گی اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ
کرنے والا خیال کیا جائے گا۔"

(اربعین نمبر۳ ص:۱۷، روحانی خزائن ج:۱۷ ص:۴۰۴)

ان چھ باتوں کو قرآن کریم کی پیش گوئیاں قرار دینا صریح جھوٹ اور افترا علی اللہ ہے۔

۷:... "پھر خدائے کریم جل شانہ نے مجھے بشارت دے
کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری
کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں تو بعض کو اس کے بعد پائے
گا تیری نسل بہت ہوگی۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۱۰۲)

اس اشتہار کے بعد مرزا کے عقد میں کوئی خاتون نہیں آئی، نسل کیسے چلتی؟ اس
لئے اس فقرے میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو بشارت منسوب کی گئی ہے یہ دروغ بے فروغ اور
افترائے خالص ہے۔

۸:... "الہام بکر و ثیب، یعنی خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ دو
عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔
چنانچہ یہ الہام جو بکر سے متعلق تھا پورا ہوگیا...... اور بیوہ کے الہام کی
انتظار ہے۔" (ضمیمہ تریاق القلوب ص:۳۴، روحانی خزائن ص:۲۰۱)

مرزا کے نکاح میں کوئی بیوہ نہیں آئی، محمدی بیگم کے بیوہ ہونے کے انتظار میں ساری
عمر کٹ گئی مگر وہ بیوہ نہ ہوئی، اس لئے "بکر و ثیب" کا الہام محض افترا علی اللہ ثابت ہوا۔

۹:... "شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا
کہ ایک فرزند قوی الطاقتین کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا
سو اس کا نام بشیر ہوگا...... اب زیادہ تر الہام اس بات پر ہورہے ہیں
کہ عنقریب ایک نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الٰہی میں یہ قرار

پاگئی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی وہ
صاحب اولاد ہوگی۔" (مکتوبات احمدیہ ج:۵ ص:۲)

یہ سارا مضمون سفید جھوٹ ثابت ہوا۔

۱۰:... "اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ
اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں (محترمہ محمدی بیگم مرحومہ) کے
لئے سلسلہ جنبانی کر... پھر ان دنوں جو زیادہ تصریح کے لئے بار
بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب
الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک
دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔"

(اشتہار ۱۰- جولائی ۱۸۸۸ء)

یہ بھی دروغ فروغ ثابت ہوا، مرزا محمدی بیگم کی حسرت لے کر دنیا سے رخصت ہوا، اس عفت مآب کا سایہ بھی مدۃ العمر نصیب نہ ہوا، اور اس سلسلہ میں جتنے "الہامات" گھڑے تھے، سب جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئے، مرزا نے اس نکاح کے سلسلہ میں کہا تھا:

"یاد رکھو! کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز (یعنی سلطان محمد کا مرنا اور اس کی بیوہ کا مرزا کے نکاح میں آنا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۵۴، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۳۳۸)

اللہ تعالیٰ نے ثابت کردیا کہ مرزا واقعتا اپنے اس فقرہ کا مصداق تھا۔

یہ تمام مثالیں خدا و رسولؐ پر افترا کی تھیں، اب دس مثالیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر افترا کی ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دس جھوٹ:

۱:... "یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

غیر مسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مسجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا، اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا، اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا، اور شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پروا نہ کرے گا۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۲۹)

مرزا کا اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے، جن کی تشریف آوری کے مسلمان قائل ہیں، مگر مرزا نے ان کی طرف جو جو باتیں منسوب کی ہیں، یہ نہ صرف صریح جھوٹ بلکہ شرمناک بہتان ہے۔

۲:... "یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔"

(حاشیہ کشتی نوح ص:۶۵، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۷۱)

۳:... "مسیح ایک لڑکی پر عاشق ہوگیا تھا جب استاد کے سامنے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو استاد نے اس کو عاق کردیا..... یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کس طرح مسیح ابن مریم جوان عورتوں سے ملتا اور کس طرح ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا۔"

(الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء)

۴:... "اور یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے، اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتدا ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بدنتیجہ تھا۔"

(حاشیہ ست بچن ص:۱۷۲، روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۲۹۶)

ان تینوں حوالوں میں شراب نوشی اور بدگمانیوں کی جو نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے، یہ نہایت گندہ بہتان ہے، اور ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے اس گندے بہتان کی مذمت کرسکیں، اور ہم یہ تصور نہیں کرسکتے کہ کوئی شخص کسی نبی کی بدگوئی اور کمینہ پن کی اس سطح پر بھی اتر سکتا ہے!!

۵:... "ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔"

(اعجاز احمدی ص:۱۴، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۲۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں کو جھوٹا کہنا سفید جھوٹ اور صریح کفر ہے۔

۶:... "عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا... آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص:۷، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی نفی نہ صرف کذب صریح ہے بلکہ قرآن کریم کی کھلی تکذیب ہے، اور عجیب تر یہ کہ "تالاب کا معجزہ" ماننے کے لئے تیار ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ماننے پر تیار نہیں۔

۷:... "اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ حضرت مسیح بن مریم باذن و حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔"

(حاشیہ ازالہ اوہام ص:۳۰۸، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۵۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مسمریزم کی نسبت کرنا ایک جھوٹ، ان کے معجزات کو مسمریزم کا نتیجہ قرار دینا دوسرا جھوٹ، اس پر "باذن و حکم الٰہی" کا اضافہ تیسرا جھوٹ، اور حضرت مسیح علیہ السلام کو اس میں [illegible] بتانا چوتھا جھوٹ۔

۸:... "حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ

بائیس برس تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔"

(حاشیہ ازالہ اوہام ص:۳۰۲، ۳۰۳، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۵۵)

یوسف نجار کو حضرت مسیح علیہ السلام کا باپ کہنا ایک جھوٹ، حضرت مسیح علیہ السلام کو بڑھئی کہنا دوسرا جھوٹ، اور ان کے معجزات کو نجاری کا کرشمہ کہنا تیسرا جھوٹ۔

۹:... "بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں، مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں، اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔"

(حاشیہ ازالہ اوہام ص:۳۰۹، روحانی خزائن ج:۳ ص:۲۵۷)

حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کو تربی کارروائیاں کہنا، انہیں مکروہ اور قابل نفرت کہنا صریح بہتان اور تکذیب قرآن ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے برتری کی امید رکھنا اور اس کو فضل و توفیق خداوندی کی طرف منسوب کرنا صریح کفر اور افترا علی اللہ ہے۔

۱۰:... "آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین ہو گیا تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو، شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۶، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۹۰)

"یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔"

(حاشیہ ست بچن ص:۱۷۱، روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۲۹۵)

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف نعوذ باللہ قتل، دشنام، مکاری اور بے حیائی کی نسبت کرنا سفید جھوٹ ہے، یہ اور اس قسم کی دیگر تحریریں غالباً مرزا نے "مراق" کی حالت میں لکھی ہیں، جس کا انہوں نے خود کئی جگہ اعتراف کیا ہے، یہ مرزا کے جھوٹ کے چند نمونے پیش کئے گئے ہیں، جن سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مرزا کو سچائی اور راستی سے کتنی نفرت تھی، اس تحریر کو مرزا کی ایک عبارت پر ختم کرتا ہوں:

"ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔"

(چشمہ معرفت ص:۲۲۲، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۲۳۱)

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسے جھوٹ سے بچائے، اور مرزائیوں کو بھی اس جھوٹ سے نکلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ

وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۱ ش:۳۵)

معیارِ نبوّت اور مرزا قادیانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''محترم مولانا صاحب! السلام علیکم

آپ کو تھوڑی سی زحمت دینا چاہتا ہوں، امید ہے آپ اس سلسلے میں میری مدد فرماکر ضرور میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ دراصل میرا واسطہ ایک احمدی (یہ لکھنا اور کہنا صحیح نہیں، انہیں قادیانی یا مرزائی لکھا جائے۔ ناقل) سے پڑا اور جب میں نے اس کو احمدیت چھوڑ دینے کے لئے کہا تو اس نے درج ذیل وضاحت طلب خطاب کئے، میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، تاکہ آپ اس سلسلے میں مدلل جواب دیں، جس پر وہ لاجواب ہوجائے اور دینِ حق کو قبول کرلے۔

الف:... بقول مرزا غلام احمد کے: قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ حضور کو کہتا ہے کہ: ''اگر وہ مجھ پر افترا کرتا تو میں اسے فی الفور پکڑ لیتا، اور اس کی رگِ جان کاٹ دیتا۔'' (انجامِ آتھم ص:۳۹)

اب میں اس سلسلے میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا:

۱:... یہ بات اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کس مقام پر کہی ہے؟

۲:... اس قرآنی آیت سے درحقیقت کیا مراد ہے؟

۳:... کیا دنیا میں جتنے بھی جھوٹے نبی آئے، یعنی جنھوں نے اللہ تعالیٰ پر افترا کیا، ان سب کی اللہ تعالیٰ نے رگِ جان کاٹ دی، اور وہ قتل ہوئے؟ یا کچھ ایسے بھی تھے جو قتل نہیں ہوئے بلکہ وہ

کیونکہ ہمیشہ رمضان میں سورج گرہن ۲۷، ۲۸، ۲۹ کو ہوتا ہے۔

جواب یہ ہے کہ:

۱:... آپ اس حدیث کے معانی کی تشریح کریں۔

۲:... مرزا نے جو تشریح کی ہے اس پر تبصرہ کریں۔

۳:... اور ۱۸۹۴ء میں ہونے والے خسوف و کسوف کی کیا حقیقت تھی؟

ج:... مرزا نے براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۱۸ پر لکھا ہے کہ قرآنی آیت: "فلما توفیتنی" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھیں گے کہ کیا تُو نے لوگوں کو کہا تھا کہ وہ تجھے اور تیری ماں کو معبود ٹھہرائیں؟ تو عیسیٰ جواب دیں گے کہ جب تک میں اپنی قوم میں تھا، تو میں ان کے حالات سے مطلع تھا اور گواہ تھا، پھر جب تُو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان کے حالات سے واقف تھا، یعنی بعد وفات کے مجھے ان کے حالات کی کچھ خبر نہیں۔

مرزا اس آیت سے دو باتیں ثابت کرتا ہے:

۱:... یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت میں اقرار کرتے ہیں کہ جب تک میں ان میں تھا، میں ان کا محافظ تھا، اور وہ میرے روبرو نہیں بگڑے، پس اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر زندہ ہیں تو ساتھ ہی اقرار کرنا پڑے گا کہ عیسائی بھی نہیں بگڑے، کیونکہ اس آیت میں عیسائیوں کا بگڑنا: "فلما توفیتنی" کا نتیجہ ٹھہرایا گیا ہے، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر موقوف رکھا گیا ہے۔ جبکہ ظاہر ہے کہ عیسائی بگڑ چکے ہیں تو ساتھ ہی ماننا پڑتا ہے کہ عیسیٰ بھی فوت ہوچکے ہیں، ورنہ تکذیب

آیت قرآنی لازم آتی ہے۔

۲:... آیت میں صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ عیسائیوں کے بگڑنے کی نسبت سے لاعلمی ظاہر کریں گے اور کہیں گے مجھے تو ان کے حالات کی اس وقت تک کی خبر ہے جب تک میں ان میں تھا، اور بعد وفات کے کچھ خبر نہیں، اگر حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئے ہوتے اور عیسائیوں کی ضلالت پر بھی اطلاع پاتے تو پھر ان کا یہ عذر محض دروغ گوئی ٹھہرتا، اور اس کا جواب تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ہونا چاہئے تھا کہ اے گستاخ شخص! میرے روبرو کیوں جھوٹ بولتا ہے، اور کیوں محض دروغ گوئی کے طور پر کہتا ہے کہ مجھے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔ حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ میں نے قیامت سے پہلے دوبارہ تجھے دنیا میں بھیجا تھا تو تو نے عیسائیوں سے لڑائیاں کی تھیں، صلیب توڑی تھی اور خنزیر قتل کئے تھے، تو پھر ایسا عقیدہ رکھنا کہ دوبارہ آئیں گے، اس سے ظاہر ہے وہ دروغ گو نعوذ باللہ ٹھہرتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہیں:

۱:... اس آیت کی اصل تشریح کیا ہے؟

۲:... مرزا کی تشریح پر تبصرہ کریں۔

مجھے امید ہے کہ آپ جلد از جلد اس سلسلہ میں آسان اور واضح جواب بھیج کر حوصلہ افزائی فرمائیں گے، نوازش ہوگی۔

ڈاکٹر حفیظ الرحمن بہاول پور"

جواب:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى!

مکرم و محترم زیدت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ان سوالوں کے جوابات مختصراً لکھتا ہوں۔

۱:... مرزا صاحب کا ان آیات کو اپنی صداقت میں پیش کرنا کئی وجہ سے غلط ہے۔

اول:۔ سورۂ الحاقہ کی یہ آیات (۴۴ تا ۴۶) قضیہ شخصیہ ہیں، قاعدہ کلیہ نہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ جن مدعیانِ نبوت کاذبہ نے مہلت پائی ان کو سچا نبی سمجھا جائے، اور جو انبیائے کرام علیہم السلام کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے ان کو نعوذ باللہ! جھوٹا سمجھا جائے۔

دوم:... کسی چیز کو کسی معیار پر پرکھنے کی ضرورت تب ہوتی ہے جبکہ اس کے صحیح یا غلط ہونے کے دونوں احتمال موجود ہوں، جو چیز بالبداہت غلط اور کھلی ہوئی ہو اس کو کوئی عاقل کسی معیار پر پرکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کیا کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے، اور اس کا امکان ہی باقی نہیں رہا کہ کسی شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے منصب سے سرفراز کیا جائے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بالبداہت باطل ہے، اس کو کسی معیار پر جانچنے کی کوشش ہی عبث ہے، ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

"التحدی فرع دعوی النبوة ودعوی النبوة
بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالاجماع" (ص:۲۰۲)

ترجمہ:۔ "معجزہ نمائی کا چیلنج فرع ہے دعویٔ نبوت کی،
اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالاجماع
کفر ہے۔"

سوم:... ان دونوں باتوں سے قطع نظر اگر بفرض محال یہ مان لیا جائے کہ یہ آیت ہر مدعی نبوت کے صدق و کذب کا معیار مقرر کرتی ہے تو اس آیت کی رو سے خود مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے، اس کی تقریر تین مقدمات پر موقوف ہے۔

ایک یہ کہ مرزا صاحب کے نزدیک یہ آیت ہر ایک مفتری کے لئے نہیں، بلکہ صرف مدعی نبوت کے لئے ہے (دیکھئے ضمیمہ اربعین نمبر:۳ و ۴، ص:۱۱)۔

دوسرے یہ کہ مرزا صاحب کے نزدیک اس آیت کریمہ کی رو سے سچے نبی کو ۲۳

برس تک مہلت ضرور ملتی ہے، اگر کوئی مدعی نبوت اتنی مہلت نہ پائے تو جھوٹا ہے، چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"اگر کوئی شخص بطور افترا کے نبوت اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ نبوت کے مانند ہرگز زندگی نہیں پائے گا۔" (اربعین نمبر:۳ ص:۱۱)

تیسرا مقدمہ یہ کہ مرزا صاحب نے، ان کے صاحبزادے مرزا محمود صاحب کے بقول، ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اس سے پہلے وہ دعویٰ نبوت سے انکار کرتے تھے، چنانچہ مرزا محمود صاحب لکھتے ہیں:

"اور چونکہ ایک "غلطی کا ازالہ" ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے) اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے (یعنی اپنے آپ کو نبی سمجھنے لگے) اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے پس..... یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص:۱۲۱)

مرزا محمود صاحب کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ۱۹۰۱ء سے پہلے اپنے نبی ہونے کا انکار کرتے تھے، ۱۹۰۱ء میں آپ نے کھل کر نبوت کا دعویٰ کیا، اور ۱۹۰۰ء میں دعویٰ نبوت کا کچھ کچھ خیال پیدا ہو رہا تھا۔

ان تینوں باتوں کو ملحوظ رکھ کر دیکھئے کہ مرزا صاحب ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ سے (جس کی انہوں نے مولانا ثناء اللہ مرحوم کے مقابلے میں اپنے لئے بددعا کی تھی) مر جاتے ہیں، ان کو دعویٰ نبوت کے بعد صرف ساڑھے سات سال مہلت ملی، جبکہ یہ خود ان کے بقول قرآنی معیار کے مطابق ان کے جھوٹے

ہونے کی دلیل ہے۔

۳:۔ دارقطنی کی روایت سے مرزا قادیانی کا استدلال چند وجوہ سے غلط ہے۔

اول:۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں، بلکہ امام محمد باقرؒ کا قول ہے جو شہید کربلا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں۔

دوم:۔ اس روایت کے دو راوی عمرو بن شمر اور جابر جعفی جھوٹے رافضی ہیں۔ عمرو بن شمر کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کی آراء یہ ہیں: امام دارقطنی و نسائی کہتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ جوزجانی کہتے ہیں کہ وہ کذاب جھوٹا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ غالی رافضی تھا جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دیتا اور موضوع روایتیں بیان کیا کرتا تھا۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں: "لیس بشیء" (یعنی وہ کچھ نہیں محض لغو ہے)۔ امام بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ سلیمانی کہتے ہیں کہ وہ رافضیوں کے لئے حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ (میزان الاعتدال ج:۳ ص:۲۶۸) امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ شخص جابر جعفی کے حوالے سے بکثرت من گھڑت روایتیں نقل کیا کرتا تھا۔ امام ابونعیم فرماتے ہیں کہ یہ جابر جعفی کی منکر اور موضوع روایتیں نقل کرتا ہے۔ (لسان المیزان ج:۴ ص:۳۶۷)

اس روایت کو عمرو بن شمر جابر جعفی سے نقل کرتا ہے، جابر جعفی کٹر رافضی تھا جو رجعت کا عقیدہ رکھتا تھا۔ امام شعبیؒ نے اس سے کہا تھا کہ تو نہیں مرے گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ باندھے۔ اسماعیل کہتے ہیں کہ امام شعبیؒ کے اس ارشاد پر چند ہی دن گزرے تھے کہ جابر کو متہم بالکذب پایا گیا۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں جن لوگوں سے ملا ہوں ان میں جابر جعفی سے بڑھ کر کسی کو جھوٹا نہیں پایا۔

(تہذیب التہذیب ج:۲ ص:۴۹)

غالباً پہلے اس شخص کا رفض مخفی رہا ہوگا، اس لئے بعض اکابر نے اس کی توثیق بھی کی ہے، بعد میں جب اس کی حقیقت کھلی تو اسے ترک کردیا گیا۔ حافظ تقریب میں لکھتے ہیں: "ضعیف رافضی" انصاف کیجئے! جس روایت کی سند میں ایک چھوڑ دو دو کذاب راوی موجود ہوں، کیا اس سے کوئی دینی و شرعی مسئلہ ثابت ہوسکتا ہے؟ خصوصاً جبکہ اس کا تعلق

فروعی مسائل سے نہیں بلکہ اعتقادی و نظریاتی مسائل سے ہو؟

سوم:... اس روایت کے صحیح یا غلط ہونے سے قطع نظر اس کے الفاظ پر غور کیجئے! اس روایت میں کہا گیا کہ امام مہدی کی خاص علامت یہ ہے کہ رمضان مبارک کی پہلی رات کو چاند گہن اور پندرھویں تاریخ کو سورج گہن ہوگا، اور یہ علامت جب سے آسمان و زمین کی تخلیق ہوئی ہے کبھی ظہور میں نہیں آئی۔ اب ذرا ماہرین فلکیات سے دریافت کیجئے کہ کیا رمضان مبارک میں کبھی اس شان کا کسوف و خسوف ہوا ہے؟ خود مرزا قادیانی نے صراحت کی ہے کہ ۱۸۹۴ء کا چاند گہن رمضان مبارک کی ۱۳ تاریخ کو اور سورج گہن رمضان کی ۲۸ تاریخ کو ہوا تھا۔ کیا ۱۳ تاریخ رمضان کی پہلی اور ۲۸ تاریخ رمضان کی درمیانی تاریخ کہلاتی ہے؟ پس جب روایت کے مطابق یہ علامت پائی ہی نہیں گئی تو اس کو اپنی صداقت کا نشان قرار دینا کیا معنی رکھتا ہے؟

رہا مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ ان تاریخوں میں کبھی کسی مدعی کے زمانے میں خسوف و کسوف کا اجتماع نہیں ہوا، محض ابلہ فریبی ہے۔ ماہرین فلکیات کے مطابق گزشتہ بارہ تیرہ صدیوں میں ساٹھ مرتبہ رمضان مبارک میں کسوف اور خسوف کا اجتماع ہوچکا ہے، اور ان موقعوں پر متعدد مدعیان مہدویت و مسیحیت بھی موجود تھے۔ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری "رئیس قادیان" میں لکھتے ہیں:

"مرزا صاحب کا یہ بیان بھی ناقابل التفات ہے کہ دونوں نشان میرے سوا کسی مدعی نبوت کے واسطے جمع نہیں ہوئے، کیونکہ کتاب حدائق النجوم (ص:۲۰۴، ۲۰۷) اور اسٹرانومی مؤلفہ مسٹر نارمن لوکیئر (ص:۱۰۲) اور مسٹر کیتھ کی کتاب "یوز آف دی گلوبس" (ص:۲۷۳، ۲۷۶ جدول کسوف و خسوف) کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ تیرہ صدیوں تک (۱۸ھ سے ۱۳۱۲ھ تک) ساٹھ مرتبہ رمضان المبارک میں اجتماع کسوفین ہوا، اور تاریخ دیکھئے، خاکسار راقم الحروف کی کتاب "ائمہ تلبیس" کے مطالعہ

سے معلوم کر سکتے ہیں کہ ان تیرہ صدیوں میں کتنے مدعیان مہدویت و نبوت ہر قرن میں مسندِ تزویر پر بیٹھ کر خلقِ خدا کو گمراہ کرتے رہے ہیں۔

ایران میں مرزا علی محمد باب نے ۱۲۶۰ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا، اس کے ساتویں سال یعنی رمضان ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۱ء میں ۱۳ اور ۲۸ رمضان کو خسوف اور کسوف کا اجتماع ہوا، اس کے مارے جانے کے بعد اس کے دونوں جانشین صبحِ ازل اور بہاء اللہ بھی مہدویت اور مقام "من یظہرہ اللہ" کے مدعی تھے، پس مرزا صاحب کا یہ زعم کہ ۱۸۹۴ء کا اجتماعِ کسوفین میری مہدویت کا نشان تھا، خیالی رجمی جسارت اور دریدہ دلیری ہے۔"

(رئیس قادیان ج:۲ ص:۲۰۰)

"اسی طرح مرزا صاحب کا یہ دعویٰ بھی سخت لغو ہے کہ:
"اس گرہن کے وقت میں مہدی موعود ہونے کا کوئی مدعی زمین پر بجز میرے نہیں تھا۔" کیونکہ قادیانی صاحب ہی کے زمانے میں محمد احمد مہدی سوڈانی نے علمِ مہدویت بلند کیا تھا۔"

(رئیس قادیان ج:۲ ص:۱۹۹)

الغرض مرزا قادیانی کا دارقطنی کی اس روایت کو اپنے نشان کے طور پر پیش کرنا کسی صاحبِ عقل و ہوش کے نزدیک صحیح نہیں ہو سکتا، بلکہ خود یہ روایت اس کے دعویٰ کی تکذیب کرتی ہے، کیونکہ روایت میں جس غیرمعمولی اور خارقِ عادت کسوف و خسوف کے اجتماع کا ذکر کیا گیا ہے وہ مرزا کے زمانہ میں نہیں پایا گیا، اور جو اس کے زمانہ میں کسوف و خسوف ہوا وہ خرقِ عادت نہیں تھا، جیسا کہ اس روایت میں ذکر کیا گیا ہے، بلکہ معمول کے مطابق تھا، جو ہمیشہ ہوتا آیا ہے، اور جس میں کوئی ندرت نہیں، پس جب معلوم ہوا کہ مہدی کے زمانے میں جو خرقِ عادت کے طور پر کسوف و خسوف ہوگا وہ مرزا کے زمانے میں

نہیں پایا گیا، تو اس سے معمولی عقل و فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ مرزا مہدی نہیں بلکہ دعویٰ مہدویت میں جھوٹا ہے، کیونکہ مہدی کی خاص علامت اس میں نہیں پائی گئی۔

۳... مرزا صاحب نے آیت کریمہ: "فلما توفیتنی" کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس میں چند امور قابل غور ہیں:

اول:... مرزا کی پہلی کتاب براہین احمدیہ کا حصہ چہارم ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا تھا، جیسا کہ اس کے سرورق پر درج ہے، اور اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام بزندہ تھے، چنانچہ قرآن کریم کی آیت اور اپنے الہام کے حوالے سے مرزا صاحب نے ان کی دوبارہ تشریف آوری کی اطلاع ان الفاظ میں دی تھی:

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔" یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دینِ اسلام کا وعدہ (اس آیت میں) دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا، لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار..... مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت متشابہ واقع ہوئی ہے..... سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے، یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم طبع اول ص:۴۹۸، ۴۹۹)

مرزا صاحب کی اس عبارت سے واضح ہے کہ ۱۸۸۴ء میں حضرت عیسیٰ علیہ

السلام بقید حیات تھے، قرآن کریم ان کی دوبارہ تشریف آوری کا اعلان کر رہا تھا، اور مرزا صاحب پر بطور الہام یہ بات ظاہر کی گئی تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس قرآنی پیش گوئی کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ۱۸۸۴ء کے بعد کون سی تاریخ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی؟ اور اس کے بعد کون سی آیت کریمہ نازل ہوئی، جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کی اطلاع دی گئی ہو؟ اور یہ امر بھی قابل دریافت ہے کہ آیت کریمہ ”فلما توفیتنی“ سے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے تو یہ آیت تو قرآن کریم میں اس وقت بھی موجود تھی، پھر مرزا نے ایک جھوٹی پیش گوئی کو قرآن کریم کے حوالے سے کیوں اپنی کتاب میں درج کیا اور اس کے ملہم نے مرزا کو کیوں یہ جھوٹی اطلاع دی کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس قرآنی پیش گوئی کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہیں؟

اور یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر مرزا صاحب براہین احمدیہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ دنیا میں تشریف لانے پر قرآن کریم کی آیت سے غلط استدلال کر سکتے ہیں اور اس کے لئے اپنا جھوٹا الہام پیش کر سکتے ہیں تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وفات مسیح پر جو آیات سے استدلال کرتے ہیں وہ غلط نہیں ہے، اور جو الہامات پیش کرتے ہیں وہ جھوٹے نہیں ہیں؟

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ خود مرزا صاحب بھی بعلم خود حیات مسیح پر قرآن کریم کی آیت اور اپنا الہام پیش کر چکے ہیں، بعد میں انہوں نے اسلامی عقیدے سے انحراف کر کے نیچریوں کی تقلید کرلی اور وفات مسیح کا عقیدہ تراش لیا، جو شخص قرآنی اور اسلامی عقیدے سے انحراف کر کے ایک نیا عقیدہ تراش لے وہ مجدد نہیں بلکہ بے دین کہلاتا ہے، اور اگر اس نئے عقیدے پر قرآن کریم کی کسی آیت یا کسی حدیث شریف سے استدلال کرے تو وہ ملحد اور زندیق کہلاتا ہے، حیات مسیح کا عقیدہ خود مرزا کی تصریح کے مطابق قرآنی اور الہامی عقیدہ تھا، مرزا نے نیچریوں کی تقلید میں اس قرآنی عقیدہ کو چھوڑا اور اس کے برخلاف قرآن کریم کی آیتوں سے استدلال کرنے لگے تو ان کے بے دین، ملحد اور زندیق

ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟

دوم:... یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ آیت کریمہ: ”فلما توفیتنی“ یا دوسری وہ آیات جن کو مرزا قادیانی وفات مسیح کے ثبوت میں پیش کرتا ہے، چودھویں صدی میں نازل نہیں ہوئیں، پہلے بھی وہ قرآن مجید میں موجود تھیں، اور گزشتہ تیرہ چودہ صدیوں کے اکابر اُمت اور مجددین ملت کی نظر سے اوجھل نہیں تھیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور تمام صدیوں کے اکابرین اُمت ان آیات کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ تشریف لانے کا عقیدہ رکھتے تھے، خود مرزا صاحب لکھتے ہیں:

> ”مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی
> پیش گوئی ہے، جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے، اور جس قدر
> صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور
> ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے، انجیل
> بھی اس کی مصدق ہے۔“

(ازالہ اوہام ص:۵۵۷ طبع اول، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

اور یہ بات عقلاً و شرعاً ناممکن اور محال ہے کہ قرآن کریم کی آیات کا مطلب نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا ہو، نہ صحابہ کرامؓ نے، نہ تابعین عظامؒ نے، نہ تیرہ چودہ صدیوں کے اکابر اُمت اور مجددین ملت نے، پس اگر ان آیات کا وہی مطلب ہوتا جو مرزا صاحب بیان کر رہے ہیں تو مرزا صاحب کو وفات مسیح کے عقیدے کا اعلان کرنے کی ضرورت نہ تھی، بلکہ یہ عقیدہ روزِ اول سے اُمت میں متواتر چلا آنا چاہئے تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں، وہ دوبارہ نہیں آئیں گے، لیکن اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مرزا صاحب کی براہین احمدیہ تک تمام اکابر اُمت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھتے چلے آئے ہیں اور اس عقیدہ کو قرآن کریم کی آیات بینات اور احادیث متواترہ سے ثابت کرتے آئے

ہیں۔ تفسیر، حدیث اور عقائد کی تمام کتابوں میں اس عقیدے کو جلی عنوان سے ذکر کیا
ہے۔ اب انصاف کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام اکابر امت کا عقیدہ تو
غلط ہو، وہ قرآن کریم کی آیات بینات کا مطلب نہ سمجھیں اور مرزا قادیانی کا عقیدہ (جو
عیسائیوں کی تقلید میں بنایا گیا) وہ صحیح ہو اور مرزا صاحب قرآن کریم کی ان آیات کا مطلب
سمجھ جائیں؟ کیا کسی کی عقل میں یہ بات آسکتی ہے؟ اس نکتہ کو سامنے رکھ کر ہر شخص بالبداہت
سمجھ سکتا ہے کہ براہین احمدیہ میں مرزا صاحب نے صحیح عقیدہ لکھا تھا، بعد میں وہ اس سے پھر
گئے، اور یہ کہ قرآن مجید میں وفات مسیح کے عقیدے کا نام و نشان نہیں ہے، مرزا صاحب
محض اپنی ذہنی اختراع کو لفاظی کے زور سے قرآن کریم کے سر منڈھنا چاہتے ہیں۔

سوم:... آیت کریمہ "فلما توفیتنی" وفات مسیح کو ثابت نہیں کرتی بلکہ خود
قادیانی عقیدے کی جڑ کاٹتی ہے، کیونکہ اس آیت شریفہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دو
حالتیں ذکر کی گئی ہیں، پہلی قوم کے درمیان موجود رہنے کی، جس کو "وکنت علیہم
شہیدا ما دمت فیہم" میں ذکر فرمایا گیا ہے، اور دوسری اس کے بالمقابل قوم کے
درمیان غیر موجودگی کی، جس کو "توفیتنی" میں ذکر کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
بارگاہ خداوندی میں عرض کر رہے ہیں کہ میں جب تک ان کے درمیان موجود رہا تب تک
ان کے احوال پر مطلع رہا، اور ان کی نگرانی کرتا رہا کہ کوئی غلط عقیدہ نہ اپنالیں، پھر جب
میرے ان کے درمیان قیام کی مدت پوری ہوگئی اور آپ نے ان کے درمیان سے مجھے
اٹھالیا تو اس کے بعد آپ ہی ان کے نگہبان تھے، اس کے متعلق چونکہ میں بے خبر ہوں نہ اس کی
کوئی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے۔

مسلمان مفسرین یہاں توفی کی تفسیر رفع آسمانی سے کرتے ہیں، اور اس تفسیر کے
مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قوم کے درمیان رہنے اور ان کے اٹھائے جانے کی دو
حالتوں کے درمیان تقابل بالکل واضح ہے، یعنی جب تک نہیں اٹھائے گئے اس وقت تک
قوم کے درمیان تھے، اور جب ان کو اٹھالیا گیا تو قوم کے درمیان نہیں رہے، لیکن مرزا
قادیانی یہاں توفی کے معنی موت کے کرتے ہیں، اور اس کے ساتھ اس کے بھی قائل ہیں کہ

عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی، وہ صلیب پر "کالمیت" ہوگئے تو تین دن تک ایک قبر نما حجرے میں رہے، اسی قبر میں ان کے زخموں کا علاج کیا گیا، پھر وہ بھاگ کر کشمیر چلے آئے، یہاں ستاسی سال زندہ رہنے کے بعد ان کا انتقال ہوگیا، گویا مرزا کے بقول عیسیٰ علیہ السلام کی تین حالتیں تھیں، ایک قوم کے درمیان قیام پذیر رہنے کی، دوسری کشمیر کی طرف ہجرت کرکے ایک عرصہ تک زندہ رہنے کی اور تیسری موت کی۔ مرزا کی اس تقریر کے مطابق ان دونوں حالتوں میں جو قرآن کریم میں ذکر کی گئی ہیں کوئی تقابل نہیں رہتا، مرزا کے عقیدے کے مطابق تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ فرمانا چاہئے تھا کہ جب تک ان کے درمیان موجود رہا ان پر گواہ رہا، پھر میں نے کشمیر کی طرف ہجرت کی تو آپ ان کے نگہبان تھے، الغرض "فلما توفیتنی" کے معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھے اپنی تحویل میں لے کر آسمان پر اٹھالیا تو آپ ہی نگہبان تھے، کوئی سی تفسیر اٹھا کر دیکھئے آپ کو یہی تفسیر ملے گی، اس لئے مرزا نے آیت کا جو مفہوم بیان کیا ہے، وہ خود اس آیت کی رو سے غلط ٹھہرتا ہے۔

یہاں ایک نکتہ اور بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے (یہ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری کا افادہ ہے) وہ یہ کہ جب کسی نبی کو اپنی قوم کے درمیان میں سے ہجرت کر جانے کا حکم ہوتا ہے تو سنت اللہ یوں ہے کہ یا تو اس قوم کو تہس نہس کردیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم السلام کی قوموں کے واقعات قرآن کریم میں ذکر کئے گئے ہیں، یا پھر اس نبی کو فاتحانہ شان سے قوم میں واپس لایا جاتا ہے اور قوم اس کی مطیع ہوجاتی ہے جیسا کہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا کہ آپ جس شہر سے ہجرت فرماگئے تھے، سات سال بعد اس میں فاتحانہ واپس تشریف لائے اور پوری قوم آپ کی مطیع ہوگئی۔

اہل اسلام کے نزدیک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان پر تشریف بری ان کی ہجرت تھی، مگر ان کے تشریف لے جانے کے بعد ان کی قوم (یہود) کو عاد و ثمود کی طرح ہلاک نہیں کیا گیا، بلکہ ان کا معاملہ قرب قیامت تک ملتوی رکھا گیا، قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے لئے، جو اس وقت یہود کا رئیس ہوگا، دوبارہ

تشریف لائیں گے، جو لوگ آپ پر ایمان لائیں گے وہ باقی رہ جائیں گے، باقی سب کا صفایا کردیا جائے گا، جیسا کہ احادیث شریف میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

لیکن مرزا قادیانی کے قول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر کی طرف ہجرت کرگئے اور وہیں مرگئے، ان کے جانے کے بعد نہ قوم کو ہلاک کیا گیا اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واپس لایا گیا، مرزا قادیانی کا یہ قول حق تعالیٰ کے قطعاً خلاف ہے، اگر عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت آسمان کی طرف نہیں بلکہ کشمیر کی طرف ہوئی تھی تو وہاں ان کی گمنامی کی موت واقع نہ ہوتی، بلکہ ان کو فاتحانہ شان سے دوبارہ ان کی قوم میں واپس لایا جاتا۔

نمبر:۲ میں آپ نے مرزا کی جو تقریر نقل کی ہے کہ:

"اس آیت میں صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ عیسائیوں کے بگڑنے سے لاعلمی ظاہر کریں گے اور کہیں گے کہ مجھے تو ان کے حالات کی اس وقت تک خبر ہے جب تک میں ان میں تھا، اور وفات کے بعد کی خبر نہیں۔"

مرزا کی یہ تقریر خود اس کی اپنی تصریح کے خلاف ہے، چنانچہ وہ "آئینہ کمالات اسلام" میں لکھتا ہے:

"اور میرے پر کشفاً یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی حضرت عیسیٰ کو اس کی خبر دی گئی۔"

(آئینہ کمالات ص:۲۵۴، روحانی خزائن ص:۲۵۴)

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہے:

"خدائے تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری امت نے اس طوفان کو برپا کیا ہے۔"

(آئینہ کمالات ص:۲۶۸ حاشیہ، روحانی خزائن حاشیہ ص:۲۶۸)

جب اللہ تعالیٰ نے بقول مرزا آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں کے بگاڑ اور

فقرہ کی تحریر سے دونی کی تو خود ہی سوچئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیسے کر سکتے ہیں؟ کیا اس صورت میں بھی وہ پوری بے ہودہ تقریر جاری نہیں ہوتی جو مرزا نے عیسیٰ علیہ السلام اور خدا تعالیٰ کی گفتگو کی نقل کی ہے؟ اور جس کے نقل کرنے سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں!!

دراصل مرزا کو قرآن سے اپنی مطلب براری کے سوا کوئی تعلق نہیں تھا، اس لئے اس نے جیسا موقع دیکھا قرآن کریم کی آیات کا مطلب گھڑ لیا، زیر بحث آیات کا یہ مطلب نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اپنی قوم کے بگاڑ سے لاعلمی کا اظہار فرمائیں گے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ: اس بگڑی ہوئی قوم سے اپنی برأت فرمائیں گے کہ: میں جب تک ان کے درمیان قیام پذیر رہا ان کی پوری پوری نگرانی کرتا رہا کہ کسی غلط عقیدہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، پھر جب آپ نے مجھے اٹھالیا تو میری ذمہ داری ختم ہوگئی، اس کے بعد اگر انہوں نے گمراہی اختیار کی ہے تو میں ان سے بری الذمہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قوم کے بگاڑ کا علم ہونے یا نہ ہونے کی بات تو زیر بحث نہیں کہ وہ یہ جواب دیتے کہ مجھے علم نہیں۔ جو بات زیر بحث ہے کہ کیا تم نے ان لوگوں سے کہا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالینا؟ اس کے جواب میں وہ عرض کریں گے کہ توبہ! توبہ! میری کیا مجال کہ میں ان سے ایسی بات کہتا، میں نے تو ان کو توحید کی تعلیم دی تھی، اور جب تک ان میں رہا ان کے عقیدہ توحید کی پوری پوری نگرانی کرتا رہا، یہ میرے اٹھائے جانے کے بعد بگڑے ہیں، جس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ خود انہی پر عائد ہوتی ہے۔

غور فرمایئے کہ یہ تقریر صحیح ہے یا جو مرزا نے کی وہ صحیح ہے...!!

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۲ ش:۲۰)

قادیانی دجل و تلبیس

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ وقتاً فوقتاً جذبۂ نصح و خیر خواہی کے تحت قادیانی مغالطوں اور اشکالات کا جواب دیتے رہتے تھے، جنہیں رسائل کی شکل میں شائع کیا جاتا، قادیانی حضرات ان کے اُلٹے سیدھے جوابات دیتے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے۔ اس پر ایک صاحب نے حضرتؒ سے قادیانی رسائل کے جوابات لکھنے کی فرمائش کی، تو حضرتؒ نے ان کو درج ذیل مکتوب لکھا۔ سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

حضرت مخدوم و معظم زید لطفہم و دمت فیوضہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کرامت نامہ شرفِ صدور لایا، قادیانیوں نے اس ناکارہ کے بعض رسائل کا جواب لکھا تھا، وہ رسائل بندہ کی نظر سے بھی گزرتے رہتے ہیں، اور میں ضروری سمجھتا ہے کہ مخالفین کی جانب سے اس ناکارہ کی کسی غلطی پر آگاہ کیا جائے تو بصد احسان شکر کروں، لیکن افسوس ہے کہ قادیانی رسائل میں اس ناکارہ کی کسی غلطی پر مطلع نہیں کیا گیا، البتہ دجل و تلبیس اور مغالطہ انگیزی سے... جو قادیانیت کا خاص شعار ہے... ضرور کام لیا گیا، اور ان کا مقصد احقاقِ حق نہیں ہوتا، بلکہ اپنی جماعت کے افراد کو "فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ" کا مصداق بنانا ہوتا ہے گویا جو جماعت

اصطلاح میں "تلبیسِ ابلیس" پر صرف کرتا ہے کہ کسی کی معقول بات اور کسی کی سنجیدگی اور جذبۂ خیر خواہی سے کہی جائے، ان پر اثر انداز نہ ہو۔

چونکہ ان جوابی قادیانی رسائل میں محض ضد، عناد اور مکابرہ کا مظاہرہ کیا گیا تھا، اس لئے میں نے چاہا کہ آپ جیسے ضروری مشاغل کو چھوڑ کر ان کا جواب لکھوں، اگر کسی مستعد نوجوان عالم کو اس کے لئے تجویز فرمادیا جائے تو بہت مناسب ہے، اور اگر اس ناکارہ کی تحریر پر قادیانی صاحبان کا کوئی اشکال ایسا نظر آئے جس کے لئے اس ناکارہ سے استفسار کی ضرورت ہو تو اس کے لئے بسر و چشم حاضر ہوں۔ اسی طرح ان جوابات کے اس ناکارہ کو لکھنے کی ضرورت محسوس فرمائی جائے، تو اس کے لئے بھی حاضر ہوں۔ اور اگر آپ حضرات کا حکم ہو کہ فلاں رسالہ کا جواب یہی لکھے تو یہ رو سیاہ اس کی بھی تعمیل کرے گا۔ والسلام!

دیگر اکابر کی خدمت میں بھی سلام اور درخواستِ دعا کی التجا۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۵ شعبان ۱۴۱۲ھ

پری کے رُوپ میں ڈائن

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى!

قادیانیوں کا کلمۂ اسلام پر ایمان نہیں:

قادیانیوں کا کلمۂ اسلام پر ایمان نہیں ہے، اس لئے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے غلام احمد قادیانی کو نبی و رسول کہتے اور مانتے ہیں نعوذ باللہ! اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و شریعت کو منسوخ اور ناقابلِ ایمان کہتے ہیں۔

اس لئے جب قادیانی مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے کلمۂ اسلام: "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتے ہیں تو ان کے نزدیک "محمد رسول اللہ" سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں ہوتے، بلکہ ان کے نزدیک "محمد" سے مراد۔نعوذ باللہ۔ غلام احمد قادیانی ہوتا ہے، اس لئے وہ کلمہ گو نہیں، بلکہ کلمۂ اسلام کے منکر ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص کلمۂ اسلام تو پڑھے مگر اس میں موجود "محمد رسول اللہ" سے کوئی دوسری شخصیت مراد لے تو کہا جائے گا کہ یہ کلمہ کا منکر ہے، کیونکہ وہ کلمہ تو پڑھتا ہے مگر کلمۂ اسلام نہیں، بلکہ کسی دوسرے کا کلمہ پڑھتا ہے، ٹھیک اسی طرح اگرچہ قادیانی کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تو پڑھتے ہیں مگر چونکہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے غلام احمد قادیانی کو رسول و نبی مانتے ہیں اس لئے منکرِ اسلام اور منکرِ کلمہ ہیں۔

مرزا قادیانی اپنے کو "محمد رسول اللہ" کہتا ہے:

اس تمہید کے بعد اب سنو کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" میں لکھتا ہے:

"محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۰۷)

یعنی مرزا غلام احمد کذاب کہتا ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اسی وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے، اور رسول بھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ، اب اس دور کا "محمد رسول اللہ" غلام احمد ہے۔ اب بتاؤ کہ جو لوگ غلام احمد کو "محمد رسول اللہ" مانتے ہوں، اور غلام احمد کے الہاموں کو وحی الٰہی کہتے ہوں، وہ مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں؟ یہ تو آپ ہی بتائیں۔

جو غلام احمد قادیانی کو "محمد رسول اللہ" کہیں وہ مسلمان ہیں؟

سوال:... کالج اور یونیورسٹی کے لڑکے آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم قادیانیوں کو کافر کیوں کہتے ہو؟

جواب:... میں کہتا ہوں جب ایسے لڑکے تم میں سے کسی کے پاس آئیں یا کسی دوست کے پاس آئیں تو ان کو اس کتاب کا حوالہ دو بلکہ کتاب کا حوالہ مجھ سے لے جاؤ، اور ان کے سامنے وہ حوالہ رکھ کے پوچھو کہ جو آدمی غلام احمد کو "محمد رسول اللہ" کہتا ہے تم ہی بتاؤ کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں؟

تردیدِ مرزائیت کے لئے "کلمۃ الفصل" کافی ہے:

مرزا غلام احمد کا لڑکا ہے بشیر احمد ایم اے، نام معلوم ہے کسی کو یا پتہ نہیں تھا؟ اس کی کتاب ہے "کلمۃ الفصل"، ۱۹۷۴ء میں اسمبلی کی کارروائی کے دوران اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے مجھ سے کہا تھا کہ تم تو خواہ مخواہ کتابوں کا پلندہ اٹھائے پھرتے ہو، قادیانیت کی تردید کے لئے تو صرف یہی ایک کتاب کافی تھی، یعنی قادیانیت کے خلاف مقدمہ کے لئے مرزا بشیر احمد کی ایک کتاب "کلمۃ الفصل" ہی کافی تھی۔

خود ہی بتلاؤ کہ وہ شخص مرزا کا کلمہ پڑھتا ہے یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہے؟ اور یہ بھی بتلاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والا مسلمان ہوتا ہے یا مرزا کا کلمہ پڑھنے والا؟

منکرِ کلمہ کی طرح مدعیٔ نبوت بھی کافر ہے:

میں نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا اور آپ حضرات کو بھی وہ بات اچھی طرح سمجھا دیتا ہوں کہ جس طرح کوئی آدمی اگر کلمہ کا منکر ہو جائے تو وہ مسلمان نہیں رہتا، ٹھیک اسی طرح . . خدا معاف کرے... اگر کوئی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ بھی مسلمان نہیں رہتا۔ چنانچہ اگر قادیانی "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھ کر اس کا مصداق مرزا کو رسول اللہ مانیں تو یہ کیونکر مسلمان کہلا سکتے ہیں؟

قادیانی، پیشاب پر زمزم، خنزیر کے گوشت پر بکرے اور کفر پر ایمان کا لیبل لگانے کی وجہ سے ڈبل مجرم ہیں:

یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے گندگی کے اوپر لیبل لگا دیا جائے حلویات کا اور اس کے اوپر چاندی کے ورق بھی لگا دیئے جائیں، کیا وہ حلوہ بن جائے گا؟ نہیں! ہرگز نہیں! بلکہ یہ صرف جرم ہی نہیں بلکہ ڈبل جرم ہوا، کیونکہ ایک تو یہ کہ یہ گندگی کھاتا ہے، دوسرا یہ کہ یہ حلوہ کہہ کر کھلاتا ہے۔ اسی طرح ایک آدمی شراب کو شراب سمجھ کر پیتا ہے تو شریعت کی نظر میں مجرم ہے، لیکن ایک آدمی وہی شراب پیتا ہے مگر کہتا ہے کہ: نعوذ باللہ، استغفراللہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ... یہ زمزم ہے، تو یہ بھی مجرم ہے، مگر کتنا بڑا مجرم ہے؟ ہے تو یہ بھی اور وہ بھی مجرم، لیکن یہ پہلے کی نسبت زیادہ بڑا مجرم ہے۔ اسی طرح ایک آدمی، نعوذ باللہ، استغفراللہ، لوگوں کو خنزیر کا گوشت کھلاتا ہے، یہ مجرم ہے، لیکن اگر ایک آدمی خنزیر کے گوشت سے بھرے ڈبے پر لیبل لگا دیتا ہے کہ یہ جنت سے حضرت اسماعیل کے بدلے میں آیا تھا، یہ اس کا گوشت ہے! گویا خنزیر کے گوشت کو دنبہ کا گوشت کہہ کر بیچتا ہے تو اس کو ڈبل مجرم کہا جاتا ہے!

قادیانیوں کے لئے "کافر" کا لفظ بھی چھوٹا ہے:

قادیانیو! تم کہتے ہو کہ مسلمان ہمیں کافر کیوں کہتے ہیں؟ ہمیں تو یہ بھی نہیں آتی کہ ہم تمہیں کہیں تو کیا کہیں؟ کیونکہ تم نے جتنا بڑا اور سنگین جرم کیا ہے کہ اس کے لئے کافر کا لفظ بھی چھوٹا ہے، کیونکہ تم نے غلام احمد جیسے آدمی کو... نعوذ باللہ... محمد رسول اللہ بنا دیا اور اس کا کلمہ پڑھا، تم کلمے کے منکر تو اس وقت سے تھے جب تم نے غلام احمد قادیانی کو نبی مانا اور "لا الٰہ الا اللہ مرزا رسول اللہ" کہا تھا، لیکن جب تم نے کہا کہ: "محمد رسول اللہ مرزا ہے، اور مرزا محمد رسول اللہ ہے" تو تم ہی بتاؤ کہ یہ گستاخی کس حد تک جا پہنچی ہے؟ اس کے باوجود بھی تم کہتے ہو کہ مسلمان ہمارے کلمہ کا اعتبار نہیں کرتے۔

کلمہ میں مرزا بھی شامل ہے؟

پھر تو میں کہہ رہا تھا کہ مرزا بشیر احمد نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ ہم اپنا کلمہ کیوں نہیں بناتے؟ اس نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

ایک جواب تو یہ دیا ہے کہ "محمد رسول اللہ کا لفظ کہنے سے اس میں سارے نبی آجاتے ہیں، مرزا بھی ان میں شامل ہے"... نعوذ باللہ... "محمد رسول اللہ" میں مرزا بھی شامل ہے۔

مرزا بعینہٖ محمد رسول اللہ ہے؟

آگے دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ: "ہمارے نزدیک تو کوئی نیا آدمی آیا ہی نہیں، بلکہ محمد رسول اللہ ہی آیا ہے یعنی غلام احمد قادیانی بعینہٖ محمد رسول اللہ ہے، جب غلام احمد بعینہٖ محمد رسول اللہ ہے تو ہمیں نئے کلمہ کی ضرورت ہی نہیں، گو یا لفظ وہی پرانے ہیں مگر مفہوم نیا ہے۔

مرزائیوں کے جھوٹ کا پول:

آج کل قادیانی اس کا بڑے زور و شور سے انکار کرتے ہیں اور مرزا طاہر نے بھی اس کا انکار کیا ہے کہ جھوٹ ہے، میں نے کہا: جھوٹ بولنے کے تم عادی ہو! ہمیں کوئی

شکایت نہیں، جو جھوٹی نبوّت کا دعویٰ کرسکتا ہے اس سے ہر قسم کے جھوٹ کی توقع رکھی جاسکتی ہے، اس لئے کہ ''ریویو آف ریلیجنز'' بابت مارچ/اپریل ۱۹۱۵ء جلد: ۱۴، شمارہ: ۳/۴، بعنوان ''کلمۃ الفصل'': ۹۱، ۱۸۴، آج بھی مطبوعہ موجود ہے، اور اس میں مرزا بشیر احمد ایم اے کا یہ اقتباس قادیانی اُمت کا منہ چڑا رہا ہے، ملاحظہ ہو:

''پانچواں اعتراض: یہ کیا جاتا ہے کہ اگر نبی کریمؐ کے بعد مرزا صاحب بھی ایسے نبی ہیں کہ ان کا ماننا ضروری ہے تو پھر مرزا صاحب کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب انسان کسی حق کا انکار کرتا ہے تو اس کی عقل ماری جاتی ہے، اور وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے کہ ایک بچہ بھی انہیں سن کر ہنسے۔ اب یہ کیسی بیوقوفی کی بات ہے کہ مرزا صاحب کا ماننا اگر ضروری ہے تو ان کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے۔ غالباً معترض کا یہ خیال ہے کہ کلمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اس غرض سے رکھا گیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں، تبھی تو یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر محمدؐ رسول اللہ کے بعد کوئی اور نبی ہے تو اس کا کلمہ بناؤ، نادان اتنا نہیں سوچتا کہ محمدؐ رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں، ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں حضرت مسیح موعود کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود کی بعثت سے پہلے تو محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر مسیح موعود کی بعثت کے بعد محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی، لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ باطل نہیں

ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعودؑ کی آمد نے محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے اور بس۔ علاوہ اس کے اگر ہم بفرضِ محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسمِ مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: صار وجودی وجودہ نیز: من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رای اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت اٰخرین منھم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعودؑ خود محمدؐ رسول اللہ ہے جو اشاعتِ اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی، فتدبروا۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۵۷، ۱۵۸)

غلام احمد کے بارے میں مرزائیوں کا عقیدہ:

سنو! غلام احمد قادیانی کا ایک شاعر تھا... نعوذ باللہ... گویا مرزا غلام احمد کا "حسان بن ثابت" جس کا نام تھا: اکمل، اور اکمل کے نام سے ہی شاعری کرتا تھا، اس نے مرزا غلام احمد کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس کو اس نے خوشخط لکھوا کر، فریم کرکے مرزا غلام احمد کو پہنچایا، یعنی اس کی خدمت میں پیش کیا، اور مرزا نے اس کو بہت ہی پسند کیا اور اس کو دعائیں دیں، وہ قصیدہ کیا تھا؟ اس کے چند شعر میں تمہیں سنا دیتا ہوں:

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دار الاماں میں

یعنی اے عزیزو مرزائیو! اپنا امام غلام احمد ہے اور "دارالامان" کہتے ہیں قادیان کو۔ امام اپنا عزیزو! اس جہاں میں یعنی اس جہان میں ایک ہی امام ہے ہمارا اور وہ ہے غلام احمد، غلام احمد ہوا دارالاماں میں۔

غلام احمد عرش رب اکبر؟

غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں

نعوذ باللہ! یعنی غلام احمد عرش رب اکبر ہے اور اس کا مکان گویا لامکان میں ہے۔

غلام احمد بعینہٖ محمد رسول اللہ؟

آگے چل کے مزید کہتا ہے کہ:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

تم نہیں سمجھے کہ کیا بک رہا ہے؟ کہتا ہے کہ نعوذ باللہ! محمد پھر اتر آئے ہم میں۔ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مرزا کی شکل میں آ گئے ہیں، اور پہلے سے بڑھ کر اس کی شان ہے۔

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

اس کو اس پر آج تک مرزائی خود شرمندہ ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ تو شاعر نے کہہ دی تھی کوئی نظم! حالانکہ یہ نظم غلام احمد قادیانی کی خدمت میں پیش کی گئی اور آپ نے اس شاعر کو دعائیں دیں، پھر بعد میں یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اخبار "بدر" میں چھپی تھی، جو آج تک ہمارے پاس اصل رسالے میں چھپی ہوئی محفوظ ہے، ہم تو اس کی نقل نہیں کر رہے۔ لکھو یہ نظم مرزا غلام احمد کے اس اخبار میں چھپی ہے جو مرزائی وحی کا ترجمان تھا، چنانچہ مرزا غلام احمد ایک جگہ لکھتا ہے کہ:

وہ بو تیج دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوگا اور دو فرشتے یہ شینک مسعودا خبار ہیں: "الحکم" اور "بدر"۔

تو جو لوگ غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مانتے ہوں اور یہ کہتے ہوں کہ غلام احمد بعینہٖ محمد رسول اللہ ہے، اگر وہی لوگ کہیں: "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تو تم ہی بتاؤ کیا یہ کلمہ گو ہیں؟

مرزائی کلمہ گو نہیں:

میں آپ سے کہتا ہوں کہ جب بھی کوئی قادیانی تم سے کہے کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں، پھر ہمیں کیوں کافر کہتے ہو؟ تو اس سے کہو کہ تم کس کا کلمہ پڑھتے ہو؟ جواب دو! کیا تم محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہو؟ ہرگز نہیں! بلکہ تم مرزا غلام احمد کا کلمہ پڑھتے ہو، اور جو شخص کسی دجال کو، نعوذ باللہ محمد رسول اللہ کہے، کیا وہ حضور کو ماننے والا کہلا سکتا ہے؟

"تحذیر الناس" کی عبارت سے دھوکا:

قادیانی کہتے ہیں کہ "تحذیر الناس" میں لکھا ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اگر بالفرض کوئی اور نبی آجائے تب بھی حضور کی خاتمیت میں فرق نہیں پڑتا، لہٰذا اگر غلام احمد قادیانی کو نبی مان لیں تو ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

"تحذیر الناس" کی آڑ میں حضرت نانوتوی پر اعتراض:

ہمارے بریلوی بھائی اور مرزائی دونوں ہی یہ اعتراض کیا کرتے ہیں، جبکہ قادیانی ختم نبوت کا انکار کرنے کے لئے مولانا کی آڑ لیتے ہیں، البتہ ہمارے بریلوی بھائی اس کی آڑ میں مولانا قاسم نانوتوی قدس سرہ کی برائی کرتے ہیں، مقصد دونوں کا الگ ہے، لیکن نقل وہ بھی کرتے ہیں، اور وہ بھی کرتے ہیں۔

ایک دلچسپ لطیفہ:

اس کا جواب دینے سے پہلے میں تمہیں ایک لطیفہ سناتا ہوں، وہ یہ کہ میں انگلینڈ گیا تھا، وہاں ڈیوزبری میں تھا، ہم نے وہاں جلسہ کردیا، اور ایک بریلوی مولوی کو بھی بلالیا،

کیونکہ ختم نبوت کا جلسہ تھا، یہاں تو سب آتے ہیں، سب کو آنا بھی چاہئے، یہاں کسی دیوبندی، بریلوی یا کسی دوسرے مسلک کی بات نہیں ہوتی، یہاں تو ایک ہی ختم نبوت کی بات کرنی چاہئے۔ ہاں! اگر کوئی آگے پیچھے کوئی دوسری بات کرتا ہے تو وہ اپنی ذمہ داری پر کرتا ہے، ہم اس سے بری ہیں، ان باتوں کے کرنے کے لئے دوسرے اسٹیج بہت ہیں، چنانچہ میں نے بھی متعدد کتابیں لکھی ہیں اور تقریباً سارے موضوعات پر ہیں، لیکن میں جب اسٹیج پر بیٹھوں گا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی بات کروں گا، اور اسی حوالے سے بات کروں گا، دوسرے کسی حوالے سے بات نہیں کروں گا، لیکن اگر تم دوسرے حوالے سے کوئی بات کرنے پر مجبور کرو گے تو جواب بھی دینا ہوگا، میں یہاں مرزائیوں کے سوا کسی فرقے کی بات نہیں کروں گا، کیونکہ مرزائی مسلمان ہی نہیں ہیں، مسلمان کا طبقہ نہیں ہے۔ خیر وہ بریلوی مولوی صاحب وہاں پر بولتے رہے اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو جو کچھ انہوں نے برا بھلا کہنا تھا کہا، لیکن جب وہ تقریر سے فارغ ہوکر آ بیٹھے تو میں نے ان سے کہا کہ: "تحذیر الناس" آپ کے پاس ہے؟ کہنے لگا: نہیں، میرے پاس تو نہیں ہے! میں نے کہا: کبھی آپ نے تحذیر الناس دیکھی بھی ہے؟ کہنے لگا: ابھی میں نے دیکھی بھی نہیں ہے! دراصل میں یہ چاہ رہا تھا کہ اگر اس کے پاس کتاب ہو تو میں اسی کی کتاب اسی کو دکھا دیتا، خیر تو میں نے دوسرے دوستوں سے کہا کہ بھائی کسی کے پاس کتاب "تحذیر الناس" مل جائے گی؟ اب انگلینڈ میں "تحذیر الناس" کا ہونا کارے دارد! بہرحال ایک دوست نے کہا کہ: میرے پاس ہے، میں لاتا ہوں! اتنے میں وہ کتاب لے آئے، میں عصر کے بعد ان بریلوی مولوی صاحب کے پاس چلا گیا، چند دوست اور بھی میرے ساتھ تھے، کیونکہ میں نے مولوی صاحب سے کہہ دیا تھا کہ میں عصر کے بعد آؤں گا اور کتاب ساتھ لے کر آؤں گا، مجھے بھی وہ حوالہ دکھا دینا کہ کہاں ہے؟ جب میں مولوی صاحب کے پاس پہنچ گیا تو میں نے کتاب ان کے سامنے رکھ دی، مولوی صاحب تلاش کرتے رہے مگر ان کو وہ حوالہ نہیں ملا۔

منکرِ ختمِ نبوت، منکرِ قرآن ہے!

میں نے کہا: مولوی صاحب! تمہیں تو طے یا نہ طے البتہ میں تمہیں ایک حوالہ دکھاتا ہوں، جس میں مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا انکار کرنے والا قرآن کریم کا انکار کرتا ہے، حدیث متواتر کا انکار کرتا ہے اور اجماعِ اُمت کا انکار کرتا ہے، لہٰذا وہ کافر ہے۔

کوئی صاحب مجھ سے یہ حوالہ آکر دیکھنا چاہے تو شوق سے آئے، میں دکھا سکتا ہوں۔ "تحذیر الناس" اس وقت اگرچہ میرے پاس نہیں ہے، مگر کتب خانہ میں شاید ضرور ہوگی نہیں تو فیصل آباد سے تو بالکل ہی نئی مل جائے گی۔

ختمِ نبوت کا منکر، نمازِ پنج گانہ اور زکوٰۃ کے منکر کی طرح کافر ہے:

چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تحذیر الناس" طبع قدیم کے صفحہ گیارہ پر تصریح کی ہے کہ: یہ مسئلہ چونکہ قرآن سے بھی ثابت ہے اور چونکہ حدیث متواتر سے بھی ثابت ہے اور چونکہ تمام اُمت کا اس پر اجماع ہے، لہٰذا اس کا انکار کرنے والا ایسا کافر ہوگا جیسا کہ نمازِ پنجگانہ کا اور زکوٰۃ کا انکار کرنے والا کافر ہے، چنانچہ حضرت نانوتوی قدس سرہ لکھتے ہیں:

> "......ادھر تصریحاتِ نبوی مثل: "انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی" اوکما قال۔ جو بظاہر بطرزِ مذکور اسی لفظ "خاتم النبیین" سے ماخوذ ہے، اس باب میں کافی، کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا، گو الفاظِ مذکور بہ سند متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدمِ تواترِ الفاظ، باوجود تواترِ معنوی، یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواترِ تعدادِ رکعاتِ فرائض و وتر وغیرہ، باوجودیکہ الفاظِ احادیث مشعر تعدادِ رکعات متواتر نہیں، جیسا اس کا منکر کافر ہوگا ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔"
>
> پہلے سوال کا جواب ہوگیا۔

حضرت نانوتویؒ کی عبارت کا مفہوم!

باقی دوسری عبارت جو تم لئے پھرتے ہو کہ: ”اگر بالفرض“ کیا ہوا؟ بھلا یہ بات اگر تمہاری سمجھ میں نہیں آئی تو اس میں بھی حضرت نانوتویؒ کا قصور ہے؟ نہیں یہ تمہاری عقل کا قصور ہے۔ مگر طرفہ تماشا یہ کہ اس پر دھڑلے سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ عبارت لکھنے والا کافر ہے۔ کیا یہ کہنا اور لکھنا صحیح ہوگا؟ کیونکہ حضرت نانوتویؒ نے فرمایا: ”اگر بالفرض“ یہ تو تم خود ہی سمجھو کہ ”اگر بالفرض“ کے الفاظ کے اندر کیا مفہوم ہوگا؟ اگر تم یہ بھی نہیں سمجھ سکتے تو تم ہی بتلاؤ پھر ہم تمہیں کیسے سمجھائیں کہ ”ختم نبوت زمانی“ کیا ہوتی ہے؟ ”ختم نبوت مکانی“ کیا ہوتی ہے؟ اور ”ختم نبوت مرتبی“ کیا ہوتی ہے؟

دراصل ”ختم نبوت مرتبی“ یہ ہے کہ جس میں ساری قسم کی ختمیتوں کا ذکر ہو، غالباً یہ تمہاری سمجھ میں آنے کا مسئلہ نہیں ہے۔ تم تو بس اسی سے سمجھو کہ ایک شخص کہتا ہے کہ ختم نبوت زمانی یعنی زمانے کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ہونا، پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قرآن سے ثابت ہے، حدیث متواتر سے ثابت ہے اور اجماع امت سے ثابت ہے، اور اس کا انکار کرنے والا قطعی کافر ہے۔ سوال یہ ہے کہ تم اس عبارت کو ذکر کیوں نہیں کرتے؟ یہ بھی ”تحذیر الناس“ میں ہے۔

مرزائیوں اور بریلویوں کی عقل کا ماتم!

مرزائیو! تم سے بھی پوچھتا ہوں اور اپنے ان بریلوی بھائیوں سے بھی پوچھتا ہوں کہ آخر کس منطق سے یہ عبارت چھپاتے ہو...؟ اگر بالفرض! ختم نبوت کے وہ معنی لئے جائیں جو اس حضرت نے بیان کئے ہیں تو پھر بالفرض اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آجاتا تب بھی تو ختمیت میں فرق نہ آتا، یہاں یہ فرمایا گیا کہ: ”اگر بالفرض کوئی نبی آجاتا“ اب یہ کتنی سی بات ہے کہ لفظ ”آجاتا“ اور ”آتا ہے“ کے معنی میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اب اگر کسی کو ”آجاتا“ اور ”آتا ہے“، ”آجاتا“ اور ”آتا ہے“، ”آتے“ اور ”آجاتے“ کا فرق بھی نہیں آتا تو اسے میں کیا سمجھاؤں...!

فرضِ محال سے حقیقت ثابت نہیں ہوتی:

کیا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ: ”اگر زید عورت ہوتا تو بچے جن سکتا تھا“ کیا اس کہنے سے زید عورت بن گیا؟ اسی طرح اگر کوئی اپنی گھر والی سے کہے کہ: ”میں عورت ہوتی تو بچے جنتی“ تو کیا اس سے وہ عورت بن گیا؟ یا وہ بچے جننے لگ گیا؟ اسی طرح کیا حضرات امہات المومنینؓ نے یہ نہیں کہا تھا کہ: ”اگر ہم مرد ہوتے تو ہم جہاد میں حصہ لیتے“ کیا ان کے اس کہنے سے وہ مرد بن گئیں؟ اور جہاد میں حصہ لینا ثابت ہوگیا؟ اسی طرح اگر میں کہہ دوں کہ: ”میں عورت ہوتی تو بچے جنتی“ کیا اس سے میرا عورت ہونا ثابت ہوگیا؟ اور بچے جننا ثابت ہوگیا؟ لہٰذا جیسے یہاں فرضِ محال سے حقیقت ثابت نہیں ہوتی، تو اگر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ایک محال کا فرض کرتے ہیں تو اس سے اجرائے نبوت کیسے ثابت ہوگیا؟ لہٰذا مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو معنی میں نے لئے ہیں، اگر بالفرض یہ معنی لئے جائیں تو اس صورت میں اگر بالفرض حضورؐ کے بعد بھی نبی آجاتا تو خاتمیت میں کوئی فرق نہ آتا۔ یعنی حضرتؒ اس خاتمیت کی بات کر رہے ہیں، جس کے منکر پر وہ خود کفر کا فتویٰ دے رہے ہیں مطلقاً خاتمیت کی بات نہیں فرما رہے، کسی دوسری خاتمیت کی بات نہیں ہو رہی کہ اگر حضورؐ کے بعد بالفرض کوئی نبی آجاتا، ”آجاتا“ سے ”آنا“ مراد نہیں ہے، اس سے زیادہ تمہیں کیا سمجھائیں؟

ظہورِ مہدی کا ذکر قرآن میں:

سوال:... قرآن مجید میں تو مہدی کے ظہور کا کوئی ذکر نہیں ہے؟

جواب:... اگر ایسا ہے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیوں کیا تھا؟ یعنی اگر قادیانی یہ سوال کرتے ہیں کہ قرآن میں تو ظہورِ مہدی کا کوئی ذکر نہیں! تو میں نے کہا کہ پھر غلام احمد قادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیوں کیا؟ یہ تو ہے الزامی جواب۔

تحقیقی جواب:... یہ ہے کہ ذکر تو ہے مگر قادیانیو! تمہاری عقل وہاں تک نہیں

چھوٹی علامتیں تو بہت ہیں، مگر بڑی علامتیں وہ کہلاتی ہیں جن کو دیکھ کر اندازہ لگالیا جائے کہ اب دنیا کے ختم ہونے کا وقت قریب ہے، جیسے مریض میں بعض علامتیں دیکھ کر اندازہ کرلیا جاتا ہے کہ اب یہ بیمار ختم ہے۔

دیکھو تمہاری اور میری زندگی کو خطرہ تو ہر وقت ہی ہے، خدا جانے کب موت آجائے؟ لیکن ظاہری آثار تو کوئی نہیں نظر آرہے، نزلہ، زکام تو ہم کو ہوتا ہی رہتا ہے، طبیعت میں گڑبڑ بھی ہوجاتی ہے، لیکن جب کوئی آدمی اتنا بیمار ہوجاتا ہے کہ اس کی جان سے اور زندگی سے مایوسی ہوجاتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اب اس کا وقت قریب ہے۔ ٹھیک اسی طرح قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ دس علامتیں ظاہر فرماویں گے اور یہ علامتیں قیامت کی علاماتِ کبریٰ کہلاتی ہیں، چنانچہ حضرت مہدی رضوان اللہ علیہ کا ظہور بھی قیامت کی علاماتِ کبریٰ کا مقدمہ ہے، تو جب قیامت کا اور اس کی علامات کا ذکر ہے تو اس کی علامتِ کبریٰ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا ذکر بھی اجمالاً قرآن مجید میں موجود ہے، البتہ اس کی تفصیلات احادیثِ مبارکہ میں ملتی ہیں، اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ ظہورِ مہدی کا ذکر قرآن مجید میں ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

کوئی طاقت اور لالچ تم سے دامنِ نبوت نہ چھڑا سکے!

میرے بھائیو! تم نے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑا ہوا ہے، کوئی طاقت اور کوئی لالچ تم سے اس دامن کو نہ چھڑا سکے، یعنی تمہارا ایمان اتنا مضبوط ہونا چاہئے، اس کے برعکس تمہارا ایمان ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ خدانخواستہ دو پیسے یاد آنے میں دے دو یا فروخت کردو۔ تمہارے ایمان کی قیمت اتنی بڑی ہونی چاہئے کہ:

موحد کہ در پائے ریزی زرش
کہ فولادِ ہندی نہی برسرش

یعنی موحد کے پاؤں پر سونا لاکر ڈھیر کردو یا چاہو تو فولادِ ہندی کی تلوار اس کی گردن پر رکھ دو۔

آتا میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ چنانچہ میرے پاس بہت سے ایسے خطوط آتے ہیں جن کے جواب میں، میں پوری بات کہہ دیتا ہوں کہ مجھے نہیں آتا!

دنیا بھر کے سوالوں کے جواب کا گر:

ہمارے حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ: مجھے ایک ایسا گر آگیا ہے کہ دنیا بھر کے سوالوں کا جواب دے سکتا ہوں، اور دنیا کے ہر سوال کا جواب میرے پاس ہے۔ عرض کیا گیا کہ: حضرت! وہ کیسے؟ فرمایا: جو بات آتی ہوگی اس کا جواب لکھ دوں گا اور جو بات نہیں آتی ہوگی کہہ دوں گا کہ مجھے نہیں آتا! لیکن میرے نہ جاننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی بھی نہیں جانتا، کیونکہ "فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ" ہر علم والے کے اوپر خدا نے ایک علم والا بنایا ہے۔ یہاں تک کہ چلتے چلتے سلسلہ اللہ کی ذات تک پہنچ جاتا ہے، اس سے اوپر کوئی عالم نہیں، ہر عالم سے بڑا عالم ہے، لیکن اس کے بعد اور اس کے اوپر کوئی عالم نہیں۔ تو میں نے ان سے عرض کیا کہ ان علمائے کرام نے سمجھا کہ نہیں تھا، اس لئے ان کو جواب نہیں آیا، تو ان کو جواب نہ آنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ کسی کو بھی نہیں آتا۔

علماء سے شکایت:

ہمارے دوستوں کو علمائے کرام سے شکایت ہے، ضرور شکایت کریں، اجازت ہے، لیکن میں شکایت کا عادی نہیں ہوں، پھر خصوصاً اپنے لوگوں کی میں شکایت نہیں کیا کرتا، لیکن ایک شکایت تو مجھے بھی کرنی ہے، دیکھئے! وہ یہ کہ ان بیچارے (علماء) کو تو سیاست سے فرصت نہیں، سیاسی مسائل سے فرصت نہیں، آپس کے جھگڑوں کے مسائل سے فرصت نہیں، غرض یہ کہ دوسرے مسائل سے فرصت نہیں رہی! ملک و ملت کے اور بھی بہت سارے مسائل ہیں، ان پر بھی روشنی ڈالو!

علمائے کرام کا اصل کام:

اصل بات تو یہ ہے کہ علمائے کرام کا کام ہے: "لوگوں کے ایمان اور اعمال کی حفاظت کرنا۔" آج یہاں سے میری یہ نصیحت لے کر جاؤ اور تمام علماء کو میری طرف سے یہ

پیغام پہنچاؤ کہ تمہاری یہ سوچ کہ فلاں چیز دے دو، فلاں چیز خرید لو، اور فلاں اور فلاں، ان تمام فکروں کو چھوڑ دو، اس لئے کہ تم نائب نبی ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے امت کے ایمان اور ان کے عمل کی حفاظت کرنا اور ان کو ایمان اور عمل کی تلقین کرنا، اور بس! لہٰذا جو لوگ دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے دروازے پر کوئی پہرہ دار کھڑا ہو اور پاسبانی کر رہا ہو، تاکہ کوئی چور اور ڈاکو ہمارے اموال کو لوٹ کر نہ لے جائے۔

اسی طرح یہ ختم نبوت والے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج ختم نبوت کی پاسبانی کر رہے ہیں، کیونکہ اصل مقصود امت کے ایمان اور عمل کی حفاظت ہے۔

آپ کی بعثت کا مقصد؟

ایک ہی لفظ یاد رکھو اور پلے باندھ لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اسی مقصد کے لئے تشریف لائے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

"..... یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ....." (الجمعہ:۲)

ترجمہ:... "(ایک رسول انہی میں کا) پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور عقل مندی۔"

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں سے ہے کہ امت کے سامنے قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کریں، ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیں اور ان کو پاک کریں، کیونکہ کتاب و حکمت سکھانا، ایمان اور عمل سکھانے کے لئے ہے، اور ان کو پاک کرنا، اسی طرح جو چیزیں کہ ایمان و عمل کے لئے مضر ہوں ان سے حفاظت کی تعلیم دینا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں سے ہے۔

تزکیہ کا مقصد:

آپ نے دیکھا ہوگا، خصوصاً چوہدری صاحبان اور جو زمیندار آدمی ہیں وہ جانتے

طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے۔

مولانا عبدالغنی پٹیالوی اور تردیدِ قادیانیت:

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ کام کوئی مشکل نہیں، چنانچہ تمہاری عبرت کے لئے اس پر ایک قصہ سناتا ہوں کہ حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ ضلع پٹیالہ میں گزرے ہیں، انہوں نے بیٹھ کر ایک مہینے تک مرزا غلام احمد کی کتابیں دیکھیں اور مطالعہ کیا، پھر ایک مہینے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید میں ایک کتاب لکھی، جس کا نام ہے: "ھدایۃ المسترشد عن غوایۃ المفتری" جس کو بعد میں، میں نے ختم نبوت کی طرف سے "اسلام اور قادیانیت" کے نام سے چھاپا ہے، اور مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ الحمدللہ! ہمارے مرکزِ اسلامی دارالعلوم دیوبند نے بھی اسے اسی انداز اور نام سے چھاپا ہے، کتنی پائے کی کتاب ہے! اس کا اندازہ تو پڑھنے سے ہی ہوگا، بہرحال انہوں نے قادیانیت پر محنت کی، قادیانی کتابوں کا مطالعہ کیا اور کتاب لکھ دی، انہوں نے صرف کتاب ہی نہیں لکھی بلکہ مولانا نے الٰہ آباد ہائی کورٹ میں جاکر ان کے خلاف مقدمہ لڑا۔

تو قادیانیت ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جو تمہارے لئے ناقابلِ حل ہو، خاص طور پر علمائے کرام کے لئے، مگر اے کاش! کہ تھوڑا سا وقت دے کر اس پر محنت کرلو، متوجہ ہوجاؤ اور اس کو سیکھ لو۔

قادیانیوں کو غیرمسلم کیوں قرار دیا گیا؟

اچھا تو مولانا صاحب نے سوال اٹھایا تھا کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ قادیانیوں کو کیوں غیرمسلم قرار دیا گیا؟ اس کے جواب کے سلسلے میں تمہیں اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں، ہوا یوں کہ ایک بار تین نوجوان دفتر میں میرے پاس آئے، چونکہ میں جب دفتر میں کام کرتا ہوں تو میری نظر صرف کاغذ پر ہی ہوتی ہے، اس لئے جب وہ آئے اور انہوں نے سلام کیا تو میں نے بھی وعلیکم السلام کہہ دیا اور اپنے کام میں لگ گیا، لیکن جب انہوں نے کہا: ہم وحدت کالونی فیصل آباد سے آئے ہیں، تو میں نے کہا: سناؤ! ناصر صاحب ٹھیک ہیں؟ میں

اب بھی اپنا کام کر رہا ہوں اور بات چیت بھی کر رہا ہوں۔ اتنے میں وہ کہنے لگے کہ: ہم احمدی ہیں! میں نے کاغذ اور قلم وہیں چھوڑ دیا اور کہا: کیسے تشریف آوری ہوئی؟ وہ کہنے لگے: آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے! میں نے کہا: کیا پوچھنا ہے؟ کہنے لگے کہ: تم لوگ ہمیں کافر کیوں کہتے ہو؟ حالانکہ ہم قرآن کو مانتے ہیں، ہم نماز پڑھتے ہیں، ہم روزہ رکھتے ہیں، تو تم ہمیں کافر کیوں کہتے ہو؟ جیسے ہمارے بعض نادان مسلمان کہتے ہیں کہ وہ ہم سے اچھے مسلمان ہیں، تو انہوں نے بھی کہا کہ ہم تو اچھے مسلمان ہیں، ہمیں کافر کیوں کہتے ہو؟

اب دیکھو جو خود صاحب واقعہ ہے، اس کی طرف سے اگر سوال ہو تو جواب دینے کا بھی مزہ آتا ہے، اگر تم کوئی سوال بنا کے دے دو اور میں اس کا جواب دوں تو مزہ نہیں آتا۔

خیر میں نے ان نوجوانوں سے کہا: میرا بھائی! آپ کے اس سوال کے دو جواب ہیں: ایک چھوٹا اور ایک بڑا، ایک آسان اور ایک مشکل۔

قادیانی ہمیں اور دوسرے مسلمانوں کو کیوں کافر کہتے ہیں؟

چھوٹا اور آسان جواب تو یہ ہے کہ میں تمہارے سامنے بیٹھا ہوں، اور کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھ رہا ہوں، میں قرآن کو بھی مانتا ہوں، محمد رسول اللہ کو بھی مانتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں، کلمہ گو ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین کو الف سے لے کر یا تک ماننے کا تمہارے سامنے اقرار کرتا ہوں، تم ہی بتاؤ کہ تم مجھے کافر کیوں کہتے ہو؟ تم نے کہا کہ: ہم کلمہ پڑھتے ہیں، تم ہمیں کافر کیوں کہتے ہو؟ میں نے تمہارے سامنے کلمہ پڑھ دیا، اور میں نے تمہارے سامنے حلفاً اقرار کیا، خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر مجھ سے اقرار کراؤ کہ میں الف سے لے کر یا تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین کو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے مانتا ہوں، بغیر کسی تاویل کے، بغیر کسی شک و شبہ کے، اور بغیر کسی تقاضائے نفس کے۔

یہاں میں حاضرین سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ دعا کرو کہ مجھے اللہ تعالیٰ اس پر موت دے، بلکہ ہم سب کو اس پر موت دے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو بغیر کسی شک و شبہ کے، بغیر مصلحت کے، اور بغیر اپنی عقل کو استعمال کئے مانیں۔

وہ جس مقام پر بیٹھ کر وہ بات کرتے ہیں بلا شبہ ہماری عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی، یعنی ان کا یہ کہنا ہے کہ ہم امتی بننے کے لائق ہو جائیں، اس لئے دعا کرو کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بننے کے لائق ہو جائیں، ہم تو اس لائق بھی نہیں۔

قادیانیوں سے سوال!

ہاں! تو میں عرض کر رہا تھا کہ میں نے ان سے کہا کہ: میں "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" غیر مشروط طور پر پڑھتا ہوں، اور واللہ! باللہ! دل سے پڑھتا ہوں۔ "اقرار باللسان وتصدیق بالقلب" (زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرتا ہوں)۔ فرمایئے! میں تمہارے نزدیک کیوں کافر ہوں؟ فرمایئے مرزا طاہر صاحب! میں کیوں کافر ہوں؟ مرزائیو! اپنے گرو سے پوچھو، اپنے بڑے سے پوچھو کہ میں کیوں کافر ہوں؟ محمد یوسف لدھیانوی کیوں کافر ہے؟ کیا ہم کلمہ گو نہیں؟ اگر تم ہمیں کافر کہو تو تم ماشاء اللہ شہزادے، اور اگر ہم تمہیں کافر کہیں تو ہم مجرم قرار پائیں، آخر کیوں؟ یہ تو وہی بات ہوئی ناں! کہ:

تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں ہے!

کس قدر لائق شرم ہے کہ اگر ہم جھوٹے مدعی نبوت غلام احمد کے ماننے والوں کو کافر کہیں تو ہم مجرم قرار پائیں، اور اگر تم سچے نبی کے ماننے والوں کو کافر کہو تو تم دنیا کے معزز! کچھ تو شرم کرو!

مختصر سا جواب:

میں نے ان نوجوانوں سے کہا: میرے بھائیو! آپ کے سوال کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ تم بتاؤ کہ تم مجھے کیوں کافر کہتے ہو؟ تمہارے پاس کیا عذر ہے؟ کیا میں قرآن کو نہیں مانتا؟ میں نے کہا: دیکھو میں نے حدیث کی، تفسیر کی کتابیں لکھی ہوئی ہیں، کیا میں ختم نبوت کا منکر ہوں!

میں نے کہا: میں "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتا ہوں، مگر تم پھر بھی کہتے ہو کہ یہ کافر ہے، کیوں؟ اگر تم میرے سوال کا جواب دے دو تو میں بھی دے دوں گا۔

عمل نہیں کرتا تو یہ صرف گناہ گار ہے کیونکہ عمل میں کوتاہی ہے، مگر مانتا تو ہے ناں! اور جو نہیں مانتے وہ منکر اور کافر ہیں، لیکن جو مانتا ہے مگر عمل نہیں کرتا اس کو فاسق اور گناہ گار کہیں گے، کافر نہیں کہیں گے، تو میں نے کہا: تمہارے سوال کا جواب تو میں نے دے دیا ہے۔ اگر تو ہمارے مولانا صاحب کا سوال جو انہوں نے اٹھایا تھا، اسی طرح کا تھا، جس طرح کالج کے لڑکوں نے مجھ سے کیا تھا، تو بھائی! اس کے لئے تو کتاب پڑھنے کی ضرورت نہیں، بلکہ میں نے جو جواب دیا ہے اس کے لئے تو کتابیں پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں، تمہیں کتنا آسان جواب بتادیا ہے! لہٰذا جب بھی کسی کالج کا کوئی لڑکا یا بہت ہی اونچی تعلیم والا کسی سے سوال کرے، چاہے کسی جاٹ اور ان پڑھ کے سامنے یہ کہے کہ تم ہمیں کافر کیوں کہتے ہو؟ تو فوراً کہہ دو کہ تو مجھے کافر کیوں کہتا ہے؟ حالانکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مانتا ہوں۔ یہ جواب تو اچھی طرح یاد کرلو اور پکا کرلو، کیونکہ یہ بہت آسان، بہت چھوٹا سا اور مختصر سا جواب ہے، ان شاء اللہ وہ مان جائے گا، اور اس پر چوں بھی نہیں کرے گا۔

اس کو پھر دہراتا ہوں کہ کہو: میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیوں کو مانتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے پورے دین کو مانتا ہوں، اول سے آخر تک مانتا ہوں، ہاں! میری کوتاہی ہے کہ میرا عمل اس کے خلاف ہے، لیکن مانتا ضرور ہوں، لیکن غلام احمد کو نہیں مانتا، یہ بات سن کر مرزائی کہیں گے کہ یہ کافر ہے، جب وہ یہ کہیں گے تو ہم کہیں گے کہ تم خود کافر ہو اس لئے ہم تمہیں کافر کہتے ہیں۔

مشکل اور طویل جواب:

اس کا ایک جواب مشکل اور ذرا لمبا بھی ہے، میں تمہیں وہ بھی سمجھا دیتا ہوں، وہ یوں ہے کہ مشہور روایت کے مطابق قرآن کریم کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں۔ یہ قاری صاحبان میرے سامنے بیٹھے ہیں، مجھے ٹوک ہی نہ دیں، اس لئے عرض کرتا ہوں کہ مشہور یہی ہے، اور جن حضرات نے آیات کی تعداد اس کے علاوہ بتلائی ہے وہ بھی ٹھیک ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی نے ایک آیت کو پورا شمار کرلیا، کسی نے آدھی شمار کرلی اور دو ٹکڑے اور دو حصے کردیئے، تو اس کی دو آیتیں شمار کردیں، جیسے کہ: "صراط الذین

"انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" کے بارہ میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ایک آیت ہے، اور دوسرے امام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دو آیتیں الگ الگ ہیں، اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ "صراط الذین انعمت علیہم" ایک آیت ہے، اور "غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" ایک آیت ہے۔ تو کسی نے کہا کہ قرآن کریم کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں، اور کوئی آدمی کہے کہ میں قرآن کریم کی چھ ہزار چھ سو پینسٹھ آیتوں کو مانتا ہوں، مگر ان میں سے ایک آیت غلط ہے اور جھوٹ ہے۔ تو بھائی! بتلاؤ! وہ مسلمان ہے؟ حالانکہ وہ تو آپ کی بات ہے کہ تم کہتے ہو کہ وہ قرآن کو تو مانتا ہے مگر چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ میں کا منکر ہے، نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ، اگر کوئی شخص قرآن کی ایک ادنیٰ چھوٹی سی آیت یعنی: "ان شانئک ھو الابتر" جو صرف چار پانچ کلمات پر مشتمل ہے، اس کا انکار کر دیتا ہے تو بتاؤ وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے تم یہی کہو گے کہ وہ مسلمان نہیں ہے، کیوں؟ وجہ تم نہ جانتے ہو، نہیں تو تم نہیں بتا سکتے، ہاں! میں بتاؤں گا! اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور اس پورے پر ایمان لانا فرض ہے، لہٰذا جس طرح پورے قرآن پر ایمان لانا فرض ہے اسی طرح اس کے ایک ایک لفظ اور آیت پر ایمان لانا بھی فرض ہے، اور اس کی کسی سورۃ، آیت یا حرف کا انکار کرنا اس کے جھٹلانے کے مترادف ہے، لہٰذا اس آیت کے انکار کا مطلب ہے وہ قرآن کو نہیں مانتا اور جو قرآن کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کی آیت کا مفہوم جو پوری امت نے سمجھا ہے اس کو ماننا بھی فرض ہے، جو قرآن کریم کا اپنی طرف سے یا مفہوم بیان کرتا ہے جو خود قرآن کریم، احادیث نبویہ، صحابہ، ائمہ محدثین و مجتہدین اور پوری امت کے تعامل کے خلاف ہو، وہ بھی کافر ہے۔

تو قادیانی اجرائے نبوت، انکار حیات و نزول مسیح، اور انکار ختم نبوت ایسے تمام متواترات کا انکار اور تحریف کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد، ملحد و زندیق اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زمانے میں:

"سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے، اور صرف اسلام رہ جائے گا، شیر اونٹوں کے ساتھ، اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ، اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہیں دیں گے، عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) چالیس سال رہیں گے اور پھر فوت ہو جائیں گے، اور مسلمان ان کے جنازے کی نماز پڑھیں گے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص:۱۹۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی میں نے آپ کے مرزا طاہر احمد کے والد بزرگوار مرزا محمود صاحب کی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" سے نقل کی ہے۔ یہ حال تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زمانے کا بیان فرمایا، اب اس فرمودۂ نبوی کے آئینے میں قادیان کے کاغذی مسیح مرزا غلام احمد کی شکل دیکھئے: ساڑھے سترہ سال تو وہ خود مسیحیت کے بعد زندہ رہے، اور اُمت کی مسیحائی کی کاغذی پتنگ اُڑاتے رہے، آج ان کو قادیان کی ڈھاب کے کنارے دفن ہوئے بھی پورے ۸۴ برس ہو چکے ہیں، مگر ان کی مسیحیت کا اُلٹا کرشمہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اس پوری صدی میں اہلِ باطل کو ترقی ہے اور دینِ اسلام کمزور۔ یہی حال آپ کے مرزا طاہر کی دعاؤں کا ہے، دراصل آپ کی مشکل یہ ہے کہ آپ نے قادیان کے خانوادۂ مسیحیت سے باہر نکل کر کسی بندۂ خدا کو دیکھا ہی نہیں، اس لئے آپ کو ایک فانی وجود معبود نظر آرہا ہے۔

ناز ہے گل کو چمن میں اپنی نزاکت پہ اے ذوقؔ
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے!

جناب محترم! آپ نے اپنے نام کے ساتھ "حنیف" لکھا ہے، اور میرے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم... میری جان اور میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

پر فدا ہوں... کی آل، اولاد لائق صد احترام ہے۔ کیا آنجناب نے کبھی اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کو مسیح قادیان مرزا غلام احمد قادیانی پر منطبق کرنے کی زحمت فرمائی ہے؟ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد، جس کا اقتباس میں نے اوپر نقل کیا ہے، اس کا ایک حرف بھی قادیانی مسیح پر صادق آتا ہے؟ کیا قادیانی مسیح کے زمانے میں اسلام کے سوا باقی سب مذاہب دُنیا سے مٹ گئے؟ نہیں...! کیا انسانوں اور جانوروں کے دلوں سے عداوت نکل گئی؟ نہیں...! کیا قادیانی مسیح، عیسیٰ بن مریم تھا؟ نہیں...! یقین نہ آئے تو "ازالہ اوہام" ص:۱۹۰ میں مرزا قادیانی کے یہ الفاظ پڑھ لیجئے:

> "اس عاجز نے جو مثیلِ موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔"

(ازالہ اوہام ص:۱۹۰، رُوحانی خزائن ج:۳ ص:۱۹۲)

کیا قادیانی مسیح، مسیحیت کا دعویٰ کرنے کے بعد چالیس سال زندہ رہا تھا؟ نہیں...! (کیونکہ اس نے ۱۸۹۱ء میں مسیحیت کا دعویٰ کیا، اور ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو چل بسا، مدت قیام: ۱۷ سال، چار ماہ، ۲۵ دن) کیا مسلمانوں نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی تھی؟ نہیں...!

سید صاحب! اگر آپ واقعی سید ہیں، آلِ رسول ہیں تو انصاف فرمائیے کہ آپ کے نانا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں کیا پیش گوئی فرماتے ہیں؟ اور قادیان کے کاغذی مسیح کا ناک نقشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی سے کتنا مختلف ہے؟ اور یہ ایک ارشادِ نبوی کے آئینے میں قادیانی مسیح کی شکل ہے، ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے متواتر ارشادات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک علامت بھی قادیانی مسیح پر صادق نہیں آتی، اس کا ایک نمونہ میں نے اپنے رسالے "شناخت" میں ذکر کردیا ہے۔

سید صاحب! آپ نے اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا ہوگا: "من کذب

علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار" جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔ اور مرزا قادیان کا یہ حال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتا تھا۔ اس ناکارہ نے اپنے ایک مضمون میں ... جو بعد میں "چوہدری ظفر اللہ خان کو دعوتِ اسلام" کے نام سے شائع ہوا۔ مرزا قادیانی کے افترا علی اللہ، افترا علی الرسول اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر افترا کی بیس بیس مثالیں ذکر کر دی ہیں، انصاف فرمائیے کہ ایسا مفتری آپ کا مقتدا ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں...!

سید صاحب! جب تفہیم و تفہیم اور مباحثہ و مناظرہ کے ذریعہ بھی دو فریقوں کے درمیان فیصلہ نہ ہو سکے کہ ان میں کون حق پر ہے اور کون باطل پر؟ کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟ تو آخری فیصلے کے لئے حق تعالیٰ شانہ کی عدالت سے رجوع کیا جاتا ہے۔ جس کا نام "مباہلہ" ہے۔ مرزا قادیانی کے متعدد مباہلے ہوئے، اور ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ کی عدالت نے مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کیا۔ اس ناکارہ نے ان کی تفصیل اپنے رسالہ "مرزا طاہر احمد کے جواب میں" اور "مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت" میں ذکر کر دی ہے، اور اپنے ایک چھوٹے سے رسالے میں جس کا نام "آسمانی فیصلہ" ہے، ان امور کا خلاصہ درج کر دیا ہے، کاش! آپ کی جماعت کے احباب حق طلبی و انصاف پسندی کے ساتھ ان رسائل کا مطالعہ کر لیتے تو عجب نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر حق کھول دیتے!

سید صاحب! کیا آپ کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی کا مولانا عبدالحق غزنوی کے ساتھ مباہلہ ہوا تھا؟ اور یہ مباہلہ اس نکتے پر تھا کہ مرزا قادیانی مسلمان ہے یا کافر و مرتد اور کذاب و زندیق؟ اور کیا آپ کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی نے خود یہ اصول بیان کیا تھا کہ: "مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔" اور کیا آپ کو معلوم ہے کہ مولانا عبدالحق غزنوی مرحوم کے ساتھ مباہلہ کرنے کے بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی، مولانا مرحوم کی زندگی میں ہلاک ہوئے، اور مولانا مرحوم مرزا قادیانی کی ہلاکت کے نو سال بعد تک بخیر و عافیت زندہ رہے؟ اس خدائی فیصلے کے بعد انصاف فرمائیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا، کافر و مرتد اور ملحد و زندیق ہونے میں کیا شبہ رہا؟

اسی طرح مرزا قادیانی کے ایک چہیتے حافظ محمد یوسف کا مولانا عبدالحق مرحوم کے ساتھ مباہلہ ہوا، اس مباہلے میں بھی یہی نکتہ زیر بحث تھا کہ مرزا قادیانی اور اس کے دو بڑے چیلے: حکیم نور دین اور محمد احسن امروہی مسلمان ہیں یا دجال و کذاب اور مرتد؟ مرزا نے اپنے مرید حافظ محمد یوسف کی تحسین کی اور مباہلے کی ذمہ داری کو بڑی شد و مد سے قبول کرلیا۔ اس مباہلے کے نتیجے میں حافظ محمد یوسف صاحب مرزائیت سے توبہ کرکے مسلمان ہوگئے، اور ساحرانِ فرعون کی طرح: "اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ" پکار اٹھے، دار انصاف دیجئے کہ حافظ صاحب موصوف کا مولانا غزنوی کے قدموں میں آگرنا، مرزا قادیانی اور اس کے چیلوں کے دجال و کذاب اور مرتد ہونے کا خدائی اعلان تھا یا نہیں...؟

سید صاحب! مرزا قادیانی کا دجال و کذاب اور مرتد ہونا آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس قرآن کریم کی رو سے بھی، آپ کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم... فداہ ابی وامی واجسدی... کے فیصلوں کی رو سے بھی، مرزا کی تعلیمات کفریہ کی رو سے بھی، اور آخر میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کی رو سے بھی، اور خود مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے قول و اقرار کی رو سے بھی، اس لئے یہ ناکارہ نہایت اخلاص کے ساتھ آپ ہی کے الفاظ مستعار لے کر عرض پرداز ہے کہ:

"ہم آپ کے حقیقی ہمدرد اور خیرخواہ ہیں، کاش! آپ کی آنکھیں کھلیں اور آپ (قرآن کریم، ارشاداتِ نبویہ اور خدائی فیصلوں کے) اس نور کو پہچان لیں، جو آپ کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جانے کے لئے آسمان سے اترا ہے۔"

آپ نے مرزا طاہر احمد صاحب کے حوالے سے چند باتیں ایسی لکھی ہیں، جو اس ناکارہ کی نظر میں حقائق کے خلاف ہیں، مگر میں ان پر گفتگو کرکے بے ضرورت اس عریضے کو طویل نہیں کرنا چاہتا، اس لئے اس باب میں جناب کو معذور سمجھتا ہوں۔ اور "حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ" پر محمول کرتا ہوں۔ میں آپ کی توجہ صرف اس نکتے پر مرکوز کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا طاہر احمد کا دادا مرزا غلام احمد قادیانی واقعتا مسیح موعود تھا، یا اللہ تعالیٰ کی نظر

قادیانی عقائد پر ایک نظر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

لوگوں کا خیال ہے کہ آئینی ترمیم سے قادیانی مسئلہ حل ہوگیا ہے، چنانچہ اس پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے، ہمارے مولانا عبدالمجید صاحب نے تحفظِ ختمِ نبوت کا مفہوم بیان کیا ہے اور بتلایا ہے کہ ختمِ نبوت کیا چیز ہے؟ اور تحفظِ ختمِ نبوت کیا ہے؟ میں بھی اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

فتنوں کی پیش گوئی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُمت میں فتنوں کے ظاہر ہونے کی پیش گوئی فرمائی تھی، اس لئے فرمایا:

”عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ! یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ كَافِرًا، اَوْ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَّیُصْبِحُ كَافِرًا، یَبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا۔“ (صحیح مسلم ج:۱ ص:۷۵)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ان فتنوں کے آنے سے پہلے پہلے، جلدی جلدی نیک اعمال کرلو، جو فتنے کہ ایک تاریک اور سیاہ رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے، جس میں آدمی کو پتہ نہیں چلتا، سیاہ و سفید کا امتیاز نہیں ہوتا، آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر... اللہ پناہ میں رکھے... شام کو مومن سوئے گا تو صبح کو کافر ہوگا، جس طرح

لوگوں کو گمراہ کرے گا۔

فتنۂ دجال سے بارہ ہزار مرد، سات ہزار عورتیں محفوظ رہیں گی:

فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے ایک تابعی سے یہ روایت نقل کی ہے اور بقول حافظ اس تابعی تک، اس کی سند صحیح ہے کہ دجال کے فتنہ سے صرف بارہ ہزار مرد اور سات ہزار عورتیں بچیں گی... اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے... اس وقت اس کی شدت کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے، وہ ایک مستقل موضوع ہے۔ (فتح الباری ج:۱۳ ص:۹۲)

دجال کا حلیہ:

دجال آنکھ سے کانا ہوگا، اور ایک آنکھ سے بھینگا ہوگا، یعنی اس کی ایک آنکھ مٹی ہوئی ہوگی یعنی بالکل سپاٹ، اور دوسری انگور کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہوگی، گویا یہ شخص اتنا بدنما ہوگا کہ داہنی آنکھ سرے سے ہوگی ہی نہیں، اور بائیں ہوگی تو سہی مگر وہ پھولی ہوئی اور انگور کے دانے کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہوگی، وہ گدھے پر سوار ہوگا، مگر دعویٰ کرے گا خدائی کا۔

دجال کی شعبدہ بازیاں:

دجال اپنے شعبدوں اور نظربندیوں کے ذریعہ سے... جن کو لوگ خدائی کا کارنامہ سمجھیں گے... تمام مادّی وسائل پر قبضہ کرلے گا، جو لوگ اس کو ماننے والے ہوں گے، ان کے مویشی شام کو خوب پیٹ بھرے ہوئے واپس آئیں گے، اور جو اس کو نہ ماننے والے ہوں گے ان کے مویشی بھوکے آئیں گے، اس کے ماننے والوں کی زمین میں غلہ ہوگا، اور نہ ماننے والوں کی زمین میں غلہ نہیں ہوگا، مسلمان ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہوجائے گا، بچے بلبلائیں گے، اور اس کے ماننے والی عورتیں ٹھیک ٹھاک ہوں گی، وہ زمین کے خزانوں کو حکم دے گا تو وہ نکل کر اس کے پیچھے چل پڑیں گے، ایک اعرابی کو کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں اور وہ تسلیم کریں کہ میں خدا ہوں تو تو مجھے خدا مان لے گا؟ وہ کہے گا: ہاں تب مان لوں گا! دجال کہے گا: اچھا بتا ان کی قبر کہاں ہے؟ وہ ان کی قبر پر جائے گا اور اس کے ماں باپ کا نام لے کر کہے گا: کھڑے ہوجاؤ تو شیاطین ان کے ماں

جواب:

اس پر میں نے کہا: مرزا کو تو ایک منٹ کی بھی نبوت نہیں ملی۔ آپ تو خواہ مخواہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر دیتے تھے مگر پھر مکر جاتے تھے، کبھی کہتا میں نبی ہوں، کبھی کہتا میری مراد یہ نہیں۔

جو یہ جانتا ہو کہ نبی کس کو کہتے ہیں؟ وہ نبی کیسے؟

جو یہ بھی نہ جانے کہ میں نبی ہوں یا نہیں ہوں، اس کو نبی کیا کہا جائے؟ چنانچہ مرزا محمود لکھتا ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے تک حضرت صاحب کو یہی پتہ نہ چلا کہ نبی کس کو کہتے ہیں؟ دیکھو! نبی کو یہ بھی پتہ نہیں چلا کہ نبی کس کو کہتے ہیں؟ یہی تو کہہ رہا ہے وہ اس کا خلیفہ، اور یہ کہہ رہا ہے کہ حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء سے پہلے جتنے موقعوں پر یہ لکھا کہ میں نبی نہیں ہوں وہ سب منسوخ ہیں۔ مگر یہ ایک مستقل موضوع ہے۔

تو میں نے کہا کہ ۱۹۰۱ء کو یہ معلوم ہوا اور کہنے لگا کہ میں نبی ہوں، اور پھر کبھی کہتا تھا کہ میں ظلی نبی ہوں، کبھی کہا کہ میں مجازی نبی ہوں، کبھی کہا استعارے کے طور پر نبی ہوں، ظلی طور پر نبی ہوں، بروزی طور پر نبی ہوں، لغوی معنی پر نبی ہوں، یہ نبی تو نہیں یہ تو مذاق ہے۔

دعویٰ نبوت سے اگلے دن مرزا کی ہلاکت:

یاد رکھو! جیسے اس زمانہ میں روزنامہ "جنگ" مشہور اخبار ہے، اسی طرح اس زمانہ میں لاہور سے "اخبار عام" کے نام سے ایک پرچہ نکلتا تھا، اس کی ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ قادیان کا مرزا صاحب نے اپنی نبوت کا انکار کر دیا ہے۔ مرزا کی اور چپ تفصیل ذکر کی گئی کہ اس کے ساتھ کسی کی گفتگو ہوئی تو کہہ دیا کہ میں تو نبی نہیں ہوں، ایسے ہی لوگ خواہ مخواہ مجھے بدنام کرتے ہیں، وہ مجھے مولوی بدنام کرتے ہیں، میں نے تو نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

جب غلام احمد نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کا یہ پرچہ پڑھا تو اس نے "اخبار عام" کے ایڈیٹر کو خط لکھا کہ آپ نے اپنے ۲۳ مئی کے پرچے میں یہ لکھا ہے کہ گویا میں نے نبی

نبوت سے انکار کردیا ہے، یہ صحیح نہیں، ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ آپ نے ”اخبارِ عام“ کے ایڈیٹر کو جو خط لکھا اس کے الفاظ یہ ہیں کہ: ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں، اور میں اس دعویٰ پر قائم ہوں جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔“ مطلب یہ کہ مرتے دم تک قائم ہوں۔ بہرحال اب خط تو یہ اس کا آخری فقرہ تھا: ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں، اور میں اپنے دعویٰ پر قائم ہوں جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔“ ”اخبارِ عام“ کے ایڈیٹر نے مرزا جی کا خط ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کو شائع کردیا، ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی صبح کو اس کا خط چھپ کر آیا تو اسی دن دس بجے حق تعالیٰ نے اس کا چالان کردیا اور اس کی شہ رگ کاٹ دی۔

مرزا کو دعویٰ نبوت کے بعد ایک دن کی مہلت بھی نہیں ملی:

اس لئے میں کہتا ہوں کہ ایک دن بھی اس کو دعویٰ نبوت کے بعد مہلت نہیں ملی، بہرحال ان کے ساتھ بھی اس طرح کیا کہ اللہ کی پناہ! یعنی وبائی ہیضہ سے مرا۔

مرزا طاہر چاہے تو باپ دادا جیسی موت کی دُعا کر دیکھے:

میں نے انگلینڈ کے جلسے میں دو سال پہلے مرزا طاہر کو چیلنج کیا تھا کہ مرزا طاہر! میں تیرے کو چیلنج کرتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو جھوٹا سمجھتے ہو، اپنے ابا کو جھوٹا سمجھتے ہو، اپنے دادا مرزا غلام احمد کو جھوٹا سمجھتے ہو، کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم جھوٹے ہیں، یہ سب لوگوں کو معلوم ہو جاتا ہے، اس لئے میرا یہ چیلنج ہے کہ اگر تم لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم سچے ہیں، تیرا دادا غلام احمد سچا تھا اور تیرا باپ مرزا محمود سچا تھا، اور تو سچا ہے تو صرف یہ لفظ لکھ دے اور قومی اخباروں میں چھاپ دے کہ: ”یا اللہ! میں دعا کرتا ہوں میری موت ایسی آئے جیسی میرے باپ کی اور میرے دادا کی آئی تھی۔“ بس زیادہ بات نہیں۔

میں اپنے اکابر کی سی موت کی دُعا کرتا ہوں:

میں نے اسی جلسے میں کہا تھا کہ اس پوری جماعت میں برادروں کا مجمع ہے، میں اس کو گواہ کرکے دُعا کرتا ہوں کہ: یا اللہ! مجھے ایسی موت نصیب فرما جیسی میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوئی، اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ

تو مرزا صاحب کو خیال ہوا کہ میں بھی نبی ہوں، چہ جائیکہ اس کا بیٹا مرزا محمود کہتا ہے کہ ۱۹۰۰ء میں مرزا صاحب کو نبوت کا خیال پیدا ہوا اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ مرزا غلام احمد کے بیٹے کی یہ شہادت بڑی کافی ہے، چنانچہ یہی وجہ اس کا تخفیف ہے، اس طرح یہ مرزا، مسلمانوں کی مخلوق کو گمراہ کرتا رہا۔ اور مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ سے کھیلتا رہا یہاں تک کہ مسلمانوں کے ایمان کی حالت اتنی کمزور ہوگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبوت کا دعویٰ کرنے والا دعویٰ کرتا ہے، اور دعویٰ بھی وہ کرتا ہے جس کا نام غلام احمد ہے، جو آنکھوں سے بھینگا، ہاتھ سے لنجا (ٹنڈا) اور پاؤں سے لنگڑا تھا، مرزا کا بچپن میں چوٹی سے گر کر سیدھا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا، حتیٰ کہ چائے کی پیالی بھی اس ہاتھ سے نہیں اٹھا سکتا تھا۔ چنانچہ "سیرت المہدی" کا مصنف اور مرزا غلام احمد کا بیٹا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے کہ حضرت صاحب جب نماز کے لئے اٹھتے تھے تو بائیں ہاتھ سے اس کو سہارا دیتے تھے۔ بہرحال مرزائی فتنہ چلتا رہا، چلتا رہا، اور قادیانی اپنے بارے میں کہتے رہے کہ ہم مسلمان ہیں، بلکہ ہم ہی مسلمان ہیں، اور احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔

قادیانیوں سے ہمارا جھگڑا:

ہمارا قادیانیوں سے دو باتوں پر جھگڑا تھا، ایک یہ کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہوں گے، چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہونے والا مسیح نہیں ہوسکتا۔

دوسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا امکان ہی نہیں۔ جیسے کلمہ اسلام "لا الٰہ الا اللہ" (نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے) کے اقرار کے بعد اللہ کے سوا کسی قسم، بروزی، حقیقی، مجازی، اشارہ، کنایہ والے کسی چھوٹے بڑے اور ماتحت خدا کی گنجائش نہیں، اور نہ ہی استعارہ کے رنگ میں کوئی دوسرا خدا ہوسکتا ہے۔ اسی طرح "لا نبی بعدی" کے "لا" کے بعد بھی کسی نبی کی گنجائش نہیں ہے۔

امیر شریعتؒ اور لائے نفی جنس کی تشریح:

ہمارے امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بطور لطیفہ کے فرماتے تھے "لا الٰہ الا اللہ" میں "لا" کے بعد آ گئے "الا" یعنی کوئی معبود نہیں مگر اللہ۔

اس "الا" نے آ کر رکاوٹ ڈال دی ورنہ اس "لا" نے تو ایسی نفی کی تھی کہ اس نے تو خدا کا بھی تختہ نکال دیا تھا، حضرت شاہ صاحب اپنے ظریفانہ انداز میں یہ بات کیا کرتے تھے۔ دیکھو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" (میرے بعد کوئی نبی نہیں) مگر مرزا ملعون کہتا ہے: نہیں! آپ کے بعد بھی نبی ہے، وہ کم از کم ظلی، بروزی اور مجازی نبی تو آسکتا ہے۔ یاد رکھو! جس طرح "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" کے "لا" کے بعد کسی الٰہ کی گنجائش نہیں ایسے ہی "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" کے "لا" کے بعد بھی کسی نبی کی گنجائش نہیں ہے، یہ "لا" نفی جنس کا ہے، جو جنس نبی کی نفی کرتا ہے۔

حیات و نزولِ مسیح اور ختمِ نبوت کا منکر مسلمان نہیں:

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارا قادیانیوں کے ساتھ ان دو عقیدوں میں اختلاف ہے، ایک حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرا ختمِ نبوت میں، قادیانی ان دونوں کا انکار کرتے ہیں، اور ان دونوں عقیدوں کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں۔ آسمان سے عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قطعی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قطعی ہے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، جو نبوت کا دعویٰ کرے یا مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ کافر۔ لیکن یہ کافر ہونے کے باوجود کہتے ہیں کہ ہم سچے مسلمان ہیں۔ ہم کہتے ہیں تم اپنے دین کا کوئی اور نام رکھ لو، اسلام نہ رکھو، پھر جو مسلمانوں کا رویہ ہوتا ہے اس کو دیکھو، مگر یہ باز نہیں آئے، یہ ہر جگہ مسلمانوں کی سیٹوں پر قابض رہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک کے اسباب:

پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف تین تحریکیں چلیں، پہلی تحریک ۱۹۵۳ء میں چلی تھی، جس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مرزا محمود نے... جو مرزا طاہر کا باپ تھا... یہ کہا تھا کہ ۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ صوبہ بلوچستان کو احمدی بنالو۔ چنانچہ قادیانیوں نے طوفان اور آندھی کی طرح اس منصوبہ پر کام شروع کردیا، ادھر سے حضرت امیر شریعتؒ نے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کا منصوبہ ناکام بنانے کے لئے مسلمانوں کو بیدار کرنا شروع کردیا، اور شاہ

جی نے یہ نعرہ مستانہ لگایا کہ مرزا محمود ۱۹۵۲ء تیرا ہے تو ۱۹۵۳ء ہمارا ہے۔ خیر! شاہ جی نے تحریک چلائی۔ الحمدللہ! دس ہزار مسلمانوں نے اس کے لئے شہادت کی قربانی پیش کی۔ خواجہ ناظم الدین کا دور تھا، حکومت نے اس تحریک کو دبانے کی کوشش کی مگر بچے، بچے کو پتہ چل گیا کہ یہ قادیانی مسلمان نہیں۔ تحریکیں تو تم نے بھی دیکھی ہوں گی مگر کبھی کسی تحریک میں ایسا بھی ہوا کہ ریل گاڑی چلانے والے ڈرائیوروں نے تحریک میں شمولیت کے لئے ہڑتال کردی ہو؟ لاہور کی تاریخ میں سب سے بڑی اور کامیاب ہڑتال ہوئی، یعنی اس تحریک کی وجہ سے تمام سرکاری محکموں نے ہڑتال کردی۔

خواجہ ناظم الدین کو حضرت شاہ جیؒ کی پیشکش:

خواجہ ناظم الدین جو اس وقت کراچی میں رہتا تھا، سے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہؒ نے یہ آفر دیتے ہوئے کہا تھا کہ: حاجی صاحب!... کیونکہ وہ حاجی، نمازی کہلاتا تھا... اس مسئلے کو حل کردو، اگر تم نے غیرملکی مہمانوں کے لئے کوئی خنزیر وغیرہ رکھے ہوئے ہیں تو میں ان کو بھی چرانے کے لئے تیار ہوں، بس! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ حل کردے، میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔

اس وقت مسلمانوں کے صرف دو ہی مطالبے تھے کہ قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دو، اور وزیر خارجہ ظفراللہ خان قادیانی کو اس عہدہ سے ہٹادو، مگر افسوس! کہ "حاجی" صاحب کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ خیر تحریک تو جیسی کیسی ہوئی، سو ہوئی، مگر دنیا نے دیکھا کہ نہ ظفراللہ قادیانی رہا، نہ خواجہ ناظم الدین رہا، اور نہ ہی ان کی وزارت رہی، اور حکومت بھی چلی گئی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک کے اسباب:

بیس سال کے بعد قادیانیوں کو پھر بخار اٹھا اور ربوہ اسٹیشن پر مسلمان نوجوانوں کی پٹائی کردی۔ جس کا قصہ یہ ہوا کہ ملتان نشتر کالج کے کچھ نوجوان ریل پر سفر کر رہے تھے، انہوں نے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر قادیانیت کے خلاف کچھ نعرے لگائے، تو قادیانی

جوانوں کو برداشت نہ ہوا۔ بہرحال کالج کے نوجوان تھے اور کالج کے نوجوان کیسے ہوتے ہیں؟ آپ جانتے ہیں، جیسا کہ اقبال نے کہا ہے:

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہو گئے!
وعظ میں فرمادیا تو آپ نے کل صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو؟ جب مرد ہی زن ہو گئے!

تو کالج کے لڑکوں سے تو شیطان بھی پناہ مانگتا ہے۔ بہرحال جب چناب ایکسپریس ربوہ سے گزری تو انہوں نے کچھ نعرے لگا دیئے، چونکہ یہ لڑکے تو سیر سپاٹے کے لئے سرحد کے علاقے کی طرف جا رہے تھے، شاید اس وقت تو قادیانیوں کو سوجھ نہ آئی یا انہیں انتقامی کارروائی کا موقع ہی نہیں ملا، مگر بعد میں انہوں نے سوچا اور منصوبہ بنایا کہ جب یہ واپس آئیں تو ان کی پٹائی کرو، جب یہ نوجوان طلبہ اور لڑکے واپس آئے تو چونکہ ان کو کچھ پتہ نہیں تھا، اس لئے انہوں نے اپنے مزاج کے مطابق پھر نعرے لگائے، تو یہ مرزا طاہر جو آج قادیانیوں کا امام ہے، اس وقت خدام دین کا امام تھا، اس کی قیادت میں ان نہتے اور معصوم طلبہ پر بلہ بول دیا گیا، ان کی پٹائی کی گئی، اور ان کو لہولہان کر دیا گیا، حالانکہ وہ چند نوجوان تھے، بس شور کرتے، نعرے لگاتے، وہ گزر جاتے، آخر پہلے بھی گزر ہی گئے تھے، اس سے قادیانیوں کا کیا بگڑتا؟ لیکن ربوہ کا فرعون اس وقت ایسا تھا کہ یہاں چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی تھی۔ یہ ان کی فرعونیت کے لئے ناقابل برداشت تھا، اس لئے قادیانیوں نے ان معصوم بچوں کو مار مار کر ادھ موا کر دیا۔

اسمبلی کی طرف سے قادیانیوں کے کفر کا فیصلہ، ایک کٹھن مرحلہ

یہ قصہ ہے ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کا، اور ۷ ستمبر کو ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی اسمبلی نے فیصلہ کیا۔ وہ ہوشیار آدمی تھا۔ آخر بے نظیر کا باپ تھا، یقیناً وہ اس سے بھی زیادہ چالاک تھا، لیکن نہیں! میں غلط کہہ گیا، بیٹی اس سے زیادہ چالاک ہے۔

خیر! آپ نے پوری قومی اسمبلی کو ایک جج اور عدالت کی حیثیت دے دی، اور کہا کہ میں ایسا فیصلہ نہیں کرسکتا، قومی اسمبلی فیصلہ کرے، اس کی حیثیت جج کی ہے، دوسری طرف ارکانِ اسمبلی کا حال یہ تھا کہ شاہ احمد نورانی، مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک اور مولانا ظفر احمد انصاری جیسے چند علماء اور دوچار اس قسم کے اور مولانا حضرات تھے، اس کے علاوہ ساڑھے تین سو ممبروں کی اسمبلی کے ارکان سارے کے سارے جدید تعلیم یافتہ، انگریزی خواندہ، وکیل اور بیرسٹر وغیرہ تھے، جن کی ساری کی ساری ہمدردیاں مولویوں کے بجائے قادیانیوں کے ساتھ تھیں، بلاشبہ یہ مرحلہ علماء کے لئے نہایت کٹھن اور مشکل تھا کہ ایسے لوگوں سے قادیانیوں کے کفر کا فیصلہ کرانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا، بہرحال بالآخر ۱۳ دن تک قادیانیوں کو اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت دی گئی، چنانچہ مرزا طاہر کے بڑے بھائی مرزا ناصر نے ۱۱ دن تک اپنا موقف پیش کیا، اس کے علاوہ دو دن تک لاہوری جماعت کے اس وقت کے بڑے لیڈر کو اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت دی گئی، اٹارنی جنرل اس وقت یحییٰ بختیار تھا، اس وقت وہی سوالات کرتا تھا، اور وہی جرح کرتا تھا، جب ۱۳ دن کی جرح مکمل ہوگئی، تو مسئلہ پوری اسمبلی... جو اس وقت عدالت کا روپ دھار چکی تھی... کے سامنے اور ان کے ۳۵۰ ججوں کے سامنے نکھر کر آچکا تھا، میں علمی ذوق والے دوستوں سے کہتا ہوں کہ الحمدللہ! مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہ پوری کارروائی کتابی شکل میں چھاپ دی ہے، اب تک یہ خفیہ تھی، اور حکومت کے نزدیک اب بھی خفیہ ہے، لیکن الحمدللہ! وہ کارروائی منظرِ عام پر آگئی ہے، جو حضرات اس پوری کارروائی کو، اور مرزا ناصر کی جرح کو، اور دوسرے لوگوں کی جرح کو دیکھنا چاہیں وہ یہ کتاب خرید لیں، ہمارے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر سے مل جائے گی۔

قادیانیت کے کفر کا فیصلہ ملّا کا نہیں، اسمبلی کا ہے:

مختصر یہ کہ ۱۳ دن کی جرح کے بعد پوری قومی اسمبلی نے فیصلہ دیا کہ مرزائی

غیر مسلم ہیں، اسلام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں، چلو جی اب تو ملّا کا مسئلہ نکال لو، پہلے تو تم کہتے تھے کہ یہ ملّا کا مسئلہ ہے، اور ملّا مولوی جس کو چاہتے ہیں کافر بنا دیتے ہیں، یہاں اسمبلی میں تو سارے ملّا نہیں تھے، دو چار کے علاوہ سارے کے سارے جدید تعلیم یافتہ تھے، اب تو تمہیں اپنے آپ کو کافر اور غیر مسلم تسلیم کر لینا چاہئے۔

ایمان وکفر کا فیصلہ اقوال وافعال سے:

مگر اب انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ کسی اسمبلی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ کسی کے ایمان و کفر کا فیصلہ کرے؟ بھائی! ایمان تو اندر کی چیز ہے، میرے اندر کیا ہے؟ آپ کو کیا معلوم؟ آپ کے اندر کیا ہے، مجھے کیا معلوم؟ لیکن اقوال اور افعال بھی تو کوئی چیز ہیں یا نہیں؟ تمہاری زبان سے جو بول اور قلم سے جو لفظ نکلتے ہیں، ان کو دیکھا جائے گا کہ نہیں؟ پھر یہ کہ ان الفاظ وکلمات سے آدمی مسلمان رہتا ہے یا کافر ہو جاتا ہے، اور یہ الفاظ و کلمات مسلمانوں کے ہیں یا کافروں کے؟ ارکان اسمبلی نے یہی دیکھا اور انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ ایسے کلمات ومعتقدات کے لوگ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہیں۔

کیا خیال ہے جب تم داورِ محشر کے سامنے پیش ہوگے تو اس وقت بھی تم یہی کہو گے کہ آپ کو کیا حق پہنچتا ہے ہمارے کفر کا فیصلہ کرنے کا؟

۱۸۲ ملکوں کے نمائندے بھی ملّا تھے؟

میں کہتا ہوں علماء نے تمہارے خلاف کفر کا فتویٰ دیا، ٹھیک ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ایک سو بیاسی ملکوں کی جماعتیں اور نمائندے جدہ سعودی عرب میں موجود تھے، انہوں نے آخر تمہارے کفر کا فتویٰ اور فیصلہ کیوں دیا؟ کیا وہ بھی سارے ملّا تھے؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں مانتے؟ قومی اسمبلی کے ساڑھے تین سو ممبروں نے تمہارے خلاف فیصلہ دیا، لیکن اب بھی تم ماننے کے لئے تیار نہیں۔

یہ مان لو کہ تمہارا اسلام سے تعلق نہیں:

ہماری تم سے کوئی لڑائی نہیں، صرف اتنی سی گزارش ہے کہ تم یہ مان لو اور کہو کہ ہمارا

اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، تم اپنے مذہب کی بات کرو، ہم تم سے تعرض نہیں کریں گے۔

اسلام کا لبادہ چھوڑ دو:

ہاں! البتہ اتنی گزارش ضرور کریں گے کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو دھوکا دینا بند کردو، پارسیوں نے بھی دعوے کئے، بہائیوں نے بھی دعوے کئے، یہودیوں نے بھی دعوے کئے، لیکن انہوں نے اسلام سے اپنا تعلق توڑ دیا، ہماری صرف اتنی ہی گزارش ہے کہ یہ منافقت چھوڑ دو، کفر بھی اور اس پر اسلام کا لبادہ بھی، یہ نہیں چلے گا، فارسی کا مصرعہ ہے:

در کفر مخلص نئی زنار را رسوا مکن

تم کفر میں بھی مخلص نہیں ہو، تو زنار کو رسوا نہ کرو، تم اسلام میں تو کیا مخلص ہوتے، کفر میں بھی مخلص نہیں ہو، زنار کو رسوا نہیں کرو۔

بھٹو کی عیاری اور مفتی محمودؒ کی دانشمندی:

بھٹو صاحب نے بامر مجبوری اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دے دیا لیکن بھٹو صاحب دستخط کرنے کے لئے تیار نہیں تھے، ۷ اور ۸ ستمبر کی رات ہمارے لئے عجیب وغریب کشمکش کی رات تھی، بھٹو جیسے ضدی آدمی سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ یہ مان جائے گا، بہرحال حضرت بنوری رحمہ اللہ اور مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ سے مذاکرات کرتا رہا، مفتی محمود صاحبؒ سے مذاکرات کرتے ہوئے وہ کہنے لگا کہ: مفتی صاحب! آئین میں قادیانیوں کا نام ذکر کیوں؟ آئین کو ناپاک کرتے ہو؟ اس پر حضرت مفتی صاحبؒ نے برجستہ کہا کہ: اگر شیطان اور فرعون کا نام آنے سے قرآن ناپاک نہیں ہوتا تو قادیانیوں کے نام آنے سے تمہارا آئین بھی ناپاک نہیں ہوگا! کہنے لگا: نہیں مفتی صاحب! نہیں! یہ ممکن نہیں!

مولانا بنوریؒ دس کروڑ مسلمانوں کے نمائندہ:

مفتی صاحبؒ نے کہا: ٹھیک ہے! میں جا کر بتادیتا ہوں مولانا محمد یوسف بنوری کو کہ بھٹو صاحب نہیں مانتے، یہ سن کر اس کا چہرہ سرخ ہوگیا اور کہنے لگا: محمد یوسف بنوری

کون ہوتا ہے؟ تم منتخب نمائندے ہو، یہ تجربات کرو۔ حضرت مفتی محمودؒ فرمانے لگے: میں بتاؤں محمد یوسف بنوری کون ہوتا ہے! ڈیرہ اسماعیل خان کے حلقے والوں نے مجھے منتخب کر کے اسمبلی میں بھیجا، میں ایک قوم کا نمائندہ بن گیا، اور تمہیں ربوہ کے حلقے والوں نے منتخب کر کے اسمبلی میں بھیجا، تو تم قوم کے نمائندے بن گئے۔ لیکن جس وقت مولانا محمد یوسف بنوری کی شخصیت دس کروڑ مسلمانوں کی نمائندہ ہے۔ اگر ڈیرہ اسماعیل خان کے حلقے کے انتخاب سے میں قوم کا نمائندہ بن گیا ہوں، ربوہ کے حلقے کے انتخاب سے تم قوم کے نمائندے بن گئے ہو تو وہ دس کروڑ کا نمائندہ ہے جس کا نام محمد یوسف بنوری ہے اور اس وقت پوری کی پوری دس کروڑ مسلمان قوم اس کی آواز پر فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہے، کیا وہ قوم کا نمائندہ نہیں؟ یہ سن کر تو بھٹو جھلا پڑ گیا، کہنے لگا: اچھا! ٹھیک! اس نے دستخط کر دیئے۔ رات کے ایک بجے دستخط ہوئے اس لئے یہ ۷ ستمبر کا فیصلہ نہیں، ۶ ستمبر کا فیصلہ ہے، لیکن بعد میں اس نے مجھ کو بلوایا اور چار گھنٹے ملاقات ہوئی مرزا ناصر سے کہ ملاؤں نے مجھ سے یہ کروا لیا، اب کیا کروں؟

۱۹۸۴ء کی تحریک کے اسباب:

اس سال کے بعد قادیانیوں کو پھر جوش آیا، پھر تحریک چلی، یہ ۱۹۸۴ء کی تحریک تھی۔ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو جنرل ضیاء الحق مرحوم نے آرڈیننس جاری کیا، جس کو امتناع قادیانیت آرڈیننس کہا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ تھا کہ قادیانی اذان، نماز، مسجد اور دوسرے شعائر اسلام میں مسلمانوں کی نقل نہیں اتار سکتے، تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس جمعرات کو نافذ ہوا، اگلا دن جمعہ کا تھا، ربوہ (حال چناب نگر) میں قادیانیوں کی نام نہاد "مسجد اقصیٰ" ہے۔ بہرحال وہ ہر چیز کے جوڑے کی کی نام تو رکھتے ہیں نا! میں بھی وہاں اس سال اس ملعون مسجد کو دیکھ کے آیا ہوں، جس کو "مسجد اقصیٰ" کہتے ہیں۔

خیر! یہ مرزا طاہر بھگوڑا اگلے دن جمعہ پڑھنے کے لئے وہاں گیا تو چونکہ اذان کی

اسلام اور قادیانیت دو ضدیں ہیں

مرزائی اپنے باوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اُلٹے اُلجھانے، دجل، تلبیس اور دھوکا دینے میں ماہر ہوتے ہیں، ان کا چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا ہر قادیانی اس فن میں طاق ہوتا ہے اور ہر ایک سے بڑھ کر کج زبانی ان کا محبوب مشغلہ ہے، انہیں اس سے سروکار نہیں ہوتا کہ ان کا سوال صحیح ہے یا غلط؟ اور نہ ہی ان کو اس کا لحاظ ہوتا ہے کہ معقول جواب مل جانے کے بعد دین و دیانت اور عقل و شرافت کا تقاضا ہے کہ خاموشی اختیار کرلی جائے، بلکہ وہ کج روی اپنانے کو اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔

اسی طرح ایک لاہوری مرزائی خلیل الرحمٰن مدیر "پیغامِ صلح" نے بھی کافی دنوں تک حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو اُلجھانے کی کوشش کی، اور خط و کتابت کی، ان میں کے چند خطوط مع جوابات تحفہ قادیانیت جلد چہارم میں شائع ہوچکے ہیں، ذیل کا خط اور اس کا جواب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو تا حال کہیں شائع نہیں ہوا تھا۔ سعید احمد جلال پوری

مکرمی و محترم جناب مولانا محمد یوسف صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا مکتوب گرامی مل گیا، الحمدللہ آپ سعودی عرب سے بخیریت اپنے مقام پر واپس پہنچ چکے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے آپ کو اپنے ۱۸/۲ / ۱۹۷۷ء کے خط میں اپنے یہ عقائد لکھے تھے، ان کے متعلق آپ نے اپنے ۲۱/۳/۱۹۷۷ء کے خط میں لکھا کہ: "اگر (بطور حیثیت) سائل کی ہوتی تو یہ سمجھتے کہ مجھے آپ کے ہر دعویٰ میں شبہ ہے۔" میں اپنے ان عقائد میں سے پہلے کو دہراتا ہوں، اگر یہی مسلمانوں کے عقائد ہیں تو مجھے ان میں کوئی شبہ نہیں:

۱:... خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔

۲:... تمام رسولوں، کتابوں، فرشتوں اور یوم آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۳:... کلمۂ شہادت اور کلمۂ توحید پڑھنا لازمی ہے۔

۴:... نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ فرائض میں شامل ہیں۔

۵:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

۶:... اسلام آخری اور مکمل دین ہے۔

۷:... اور قرآن کریم خاتم الکتب ہے، اس میں کوئی ناسخ اور منسوخ آیات نہیں۔

آپ نے مجھے "اسلامی عقائد" میں شبہات پیش کرنے کے لئے فرمایا ہے، مجھے مذکورہ عقائد میں کوئی شبہ نہیں، مگر اس "اسلامی عقیدہ" میں نہیں بلکہ "مسلمانوں" کے اس عقیدہ میں ضرور شبہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم بنی اسرائیلی نبی اب تک زندہ آسمان پر موجود ہیں اور مسلمانوں کی اصلاح کے لئے آنحضرت صلعم کے بعد دوبارہ آئیں گے، کیونکہ میرا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اگر آپ کے بعد کوئی نبی بھی آجائے خواہ نیا ہو یا پرانا تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹتی ہے اور یہ تسلیم کرنا آنحضرت صلعم کی شان میں گستاخی اور آپ کی ہتک ہے، اور دین اسلام میں نقص ماننے کے مترادف ہے۔

میرا یہ شبہ آپ دور فرمائیں، میرے لئے حیات مسیح پر دلائل اس ترتیب سے قابل قبول ہوں گے:

۱:... سب سے پہلے آپ قرآن کریم سے دلائل دیں گے، جب قرآن کریم کی روشنی میں جاری بحث ختم ہو جائے گی تو

۲:... بخاری شریف۔

۳:... مسلم (شریف)۔

۴:... ان کے بعد باقی احادیث بشرطیکہ وہ قرآن کریم کے دلائل اور آیات سے متعارض اور متصادم نہ ہوں، کیونکہ اسلامی عقائد کی بنیاد محض قرآن کریم پر ہے۔

اس بحث کے دوران حضرت مرزا صاحب کی ذات کو کسی طور زیر بحث نہیں لایا جائے گا، کیونکہ اگر حضرت مسیح کی حیات ثابت ہوگئی تو حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعود وغیرہ خود ہی باطل ہو جائے گا۔

مجھے امید ہے کہ سلسلۂ گفتگو کے دوران آپ میری ان گزارشات کو ضرور مدنظر رکھیں گے۔

والسلام

خلیل الرحمن، ایڈیٹر پیغام صلح

جواب:

مخدوم و مکرم جناب خلیل الرحمن صاحب زید الطافہم

بعد ما وجب! آنجناب کا گرامی نامہ ملتان ہوتے ہوئے مجھے آج یہاں ملا، (میں قریباً ایک مہینے سے کراچی میں ہوں) نامۂ مکرم سے ممنون فرمایا، اس کا شکریہ قبول فرمایئے، افسوس ہے کہ ابھی تک مبادیات ہی طے نہیں ہوسکے، ان کی طرف توجہ دلاتا ہوں، اور دونوک فیصلہ کا منتظر ہوں۔

۱:... پہلے عریضہ میں میں نے عرض کیا تھا کہ گفتگو کے لئے سوالات کی فی ہفتہ تعداد معین کرلی جائے، فریقین کے اخبار و رسائل میں اس مراسلت کے شائع کرنے کا فیصلہ کیا جائے، اور آپ کے سوالات کی پہلی قسط آنے پر میں ''اصول موضوعہ'' عرض کروں گا، جن کی روشنی میں آپ کے شبہات حل کئے جائیں۔ اگر ان میں سے کوئی آپ کو مسلم نہ ہو تو گفتگو پہلے اس پر ہو، تاکہ ہماری بحث اصول و قواعد کے دائرے میں رہے، آپ نے ابھی تک ان امور سہ گانہ کا فیصلہ نہیں فرمایا کہ فی ہفتہ سوالات کی تعداد کتنی ہوگی؟ دو طرفہ رسائل

میں اس کو شرط قرار دیا جائے گا؟ اصول وضوابط پر (بشرط عدم تسلیم) گفتگو ہوگی؟ میں آپ کے فیصلہ کا شدت سے منتظر ہوں۔

۲:... آپ کو یاد ہوگا کہ میرا پہلا خط آنجناب کی اسی خواہش کے جواب میں تھا کہ میں آنجناب کے شبہات حل کروں (پیغام صلح ۲۶ جنوری ۱۹۷۷ء)۔

میں نے مندرجہ بالا تحریر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا تھا کہ: ''مخلص آپ کے اور آپ کی جماعت کے شبہات کے جواب کے لئے حاضر ہے۔'' اب قاعدے کی رو سے آپ کو فرض یہ تھا کہ آپ کسی اسلامی عقیدے پر شبہات پیش کرتے، مگر اس کے برعکس آپ نے یہ کیا کہ اپنے دینی عقیدے لکھ کر مجھے فرمایا کہ مجھے ان پر کیا اعتراض یا شبہ ہے؟ یہ ایک بے اصولی بات تھی کہ میں مجیب کے بجائے سائل کی پوزیشن سنبھال لوں، اور آپ کے شبہات حل کرنے کے بجائے خود آپ کے سامنے شبہات پیش کرنے لگوں۔ اس لئے میں نے لکھا تھا کہ آپ پہلے تو یہ طے فرمادیں کہ میری حیثیت سائل کی ہے یا مجیب کی؟ آنجناب نے اپنے تازہ خط میں بھی اس کی وضاحت نہیں فرمائی، بلکہ دوبارہ اپنے دل میں سے صفات عقائد درج کردیئے، کیا آنجناب کو علم نہیں کہ اصول مباحثہ کی رو سے سائل اور مجیب کی حیثیت میں آسمان و زمین کا فرق ہے؟ دونوں کے فرائض اور ذمہ داریاں بالکل الگ الگ ہوتی ہیں، لہٰذا آپ وضاحت سے بات لکھئے کہ میں سائل ہوں یا مجیب؟ اگر سائل ہوں تو مجھے آپ کے عقائد پر سوالات کرنے کی اجازت دیجئے، اور اگر میں مجیب ہوں تو میرے سامنے اپنے عقائد پیش کرنا مہمل بات ہے، بلکہ خود مجھ سے پوچھئے کہ فلاں اسلامی عقیدے پر میرے فلاں فلاں اعتراض کا جواب دو۔

۳:... آنجناب بار بار جناب مرزا صاحب یا خلیفہ کا ذکر بیچ درمیان میں لاتے ہیں، اور میں قصداً اس کا نوٹس نہیں لیتا رہا، تا کہ سلسلۂ کلام آگے بڑھے، سوال یہ ہے کہ آنجناب کو جناب مرزا صاحب کے اصول و عقائد، الہامات و کشوفات، ملفوظات و دعاوی اور ارشادات و تعلیمات مسلّم ہیں یا نہیں؟ اگر وہ بھی آپ کے ہی موقف و مسلّم و دلائل ہیں تو ان کے مسلمات کو پیش کرنے اور ان سے بحث کرنے کا مجھے کیوں حق نہیں؟ اور آپ جناب

مرزا صاحب کے مسلمات سے کیوں کتراتے ہیں؟

۴:... آنجناب نے میرا یہ جملہ نقل کرکے کہ: ”اگر میری حیثیت سائل کی ہوگی تو یہ سمجھئے کہ مجھے آپ کے ہر دعویٰ میں شبہ ہے۔“ اس کے جواب میں اپنے دین میں سے سات عقائد درج کرکے لکھا ہے کہ: ”اگر یہی مسلمانوں کے عقائد ہیں تو مجھے ان میں کوئی شبہ نہیں۔“ میرے اور اپنے خط کو دوبارہ پڑھ کر سوچئے کہ میرے اس جملہ کا جواب آپ کو کیا دینا چاہئے تھا اور آپ نے کیا لکھ دیا؟

خیال ہے کہ آنجناب میرے فقرے کا مطلب نہیں سمجھے، لیجئے اس کی ذرا سی وضاحت کردیتا ہوں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آنجناب کے جناب مرزا صاحب کو ماننے کے بعد (مجدد، مسیح، مہدی، ظلی نبی، مجازی نبی، بروزی نبی، لغوی نبی، اُمتی نبی، غیرحقیقی نبی، جیسا کچھ بھی آپ مانتے ہوں) کسی اسلامی عقیدے کو ماننے کا دعویٰ کرنا غلط، مخل اشتباہ اور آیت کریمہ: ”اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ“ کا مصداق ہے، کیونکہ جناب مرزا صاحب کا مرتد اور خارج از اسلام ہونا بالکل قطعی اور بدیہی ہے، اور جو شخص ایک مرتد کو اپنا پیشوا مانتا ہو (خواہ کسی رنگ میں مانے)، اس کی وحی پر ایمان لاتا ہو، اس کے دعاوی کو تسلیم کرتا ہو، اس کو راست باز سمجھتا ہو، اس کا کسی اسلامی عقیدے پر ایمان رکھنے کا دعویٰ قابلِ اعتبار نہیں، خواہ وہ خانہ کعبہ میں حلف اُٹھائے، وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ!

یہ تھی میرے اس فقرہ کی تشریح کہ: ”مجھے آپ کے ہر دعویٰ میں شبہ ہے۔“ یہ مطلب اگر آپ کے ذہن میں ہوتا تو آپ کا جواب کیا یہی ہونا چاہئے تھا جو آپ نے دیا؟ اب بھی اگر آنجناب کو کسی اسلامی عقیدہ پر (خواہ توحید و رسالت ہی کیوں نہ ہو) ایمان رکھنے کا دعویٰ ہے تو مجھے اس دعویٰ پر جرح کی اجازت دیجئے! اور پھر میرے اعتراضات کو اُٹھا کر ثابت کردکھائیے کہ آپ اسلام کے کسی عقیدے پر واقعی ایمان رکھتے ہیں، اور آیت مذکورہ کا مصداق نہیں ہیں۔ میرے نزدیک اسلام اور مرزا غلام احمد صاحب دو ضدین ہیں، جو کبھی جمع نہیں ہوسکتیں، اسلام ہے تو مرزا صاحب پر ایمان لانا ممکن نہیں، اور مرزا صاحب پر ایمان ہو تو اسلام پر ایمان؟ ”ایں خیال است و محال است و جنوں!“ اگر آنجناب کو مسلمان

بروزِ خدا..... مرزا..... جے سنگھ بہادر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

محترمی جناب ثاقب زیروی صاحب

مزاجِ گرامی! آپ کے ہفت روزہ ''لاہور'' (۴ر مارچ ۱۹۸۵ء) کی اشاعت میں شادمان لاہور کے ایک ڈاکٹر صاحب کا مراسلہ اوراق کالم میں شائع ہوا ہے، جس میں راقم الحروف اور مولانا اللہ وسایا صاحب کے ان مضامین پر اظہار خیال کیا گیا ہے جو روزنامہ جنگ لاہور کی ۲۱ر فروری کی اشاعت میں جناب حنیف رامے کے مضمون کے سلسلہ میں شائع ہوئے۔ میں آپ کا اور مکرم ڈاکٹر صاحب کا ممنون ہوں کہ ان مضامین پر نظر التفات فرمائی، اظہار خیال کا ہر شخص کو اس کے اپنے علم و فہم کے مطابق حق ہے، اور تنقید اگر جائز و صحیح ہو تو اسے بھی لائق قدر قرار دیا جانا چاہئے کہ اس سے غلطیوں کی اصلاح ہو سکتی ہے، لیکن مجھے افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے ایک بات بھی حقائق و واقعات کی روشنی میں صحیح نہیں کہی، مثلاً ان کا یہ کہنا کہ: ''مولوی صاحبان نے حوالہ جات کو تحت بددیانتی سے کانٹ چھانٹ کر پیش کیا ہے۔'' قطعاً صحیح نہیں، اگر کوئی حوالہ غلط تھا یا بقول ان کے کانٹ چھانٹ کر پیش کیا گیا تھا تو وہ اس کی نشاندہی فرما سکتے تھے کہ فلاں حوالہ غلط دیا گیا ہے۔

راقم الحروف نے اپنے مضمون میں جتنے حوالوں کا خلاصہ دیا ہے، ان کی بالکمال و تمام عبارتیں اپنے رسالہ ''قادیانی کلمہ'' میں پیش کردی ہیں، اسے ملاحظہ فرما سکتے ہیں، اور اگر وہ چاہیں تو ان حوالوں کے فوٹو اسٹیٹ بھیج سکتا ہوں، یا اگر چاہیں تو کسی عدالت میں پیش کر سکتا ہوں، ان کو اطمینان دلانے کا اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ ہو تو وہ بتائیں۔

پھر جو حوالے میں نے پیش کئے ہیں وہ کوئی جدید انکشاف نہیں، بلکہ یہ وہ نظریات ہیں جن پر مرزا صاحب کے تمام اسلام کی بنیاد ہے، اور جن پر مرزا صاحب کی جماعت کے اکابرین سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں صفحات سیاہ کر چکے ہیں۔ ان حوالوں میں سے ایک ایک نکتہ پر کئی کئی حوالے موجود ہیں۔

ڈاکٹر صاحب ہی بتائیں کہ:

الف:۔ کیا وہ مرزا صاحب کی اس وحی پر ایمان نہیں رکھتے جس میں مرزا صاحب کو "محمد رسول اللہ" کہا گیا ہے؟

ب:۔ کیا مرزا صاحب نے آیت: "وآخرین منہم لما یلحقوا" سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا عقیدہ پیش نہیں کیا؟

ج: کیا خود کو محمد رسول اللہ کی بعثت ثانیہ کا مظہر قرار نہیں دیا؟

د:۔ کیا بعثت ثانیہ کے دور کی روحانیت کو پہلی بعثت سے اعلیٰ اور اکمل اور اشد قرار نہیں دیا؟

ہ: کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام کو پہلی رات کے چاند سے اور بعثت ثانیہ کے زمانہ کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ نہیں دی؟

و:۔ کیا مرزا صاحب کے مرید ظہور الدین اکمل نے مرزا صاحب کو وہ قصیدہ سنا کر داد تحسین حاصل نہیں کی، جس میں کہا گیا تھا کہ:

"محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں"

ز: کیا مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے نہیں لکھا:

"مسیح موعود خود "محمد رسول اللہ" ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے ...... اس لئے ہم کو کسی

دوسرے میں مرزا صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ:

"قرب الٰہی کے ذریعہ کا یہ تعلق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی۔ بلکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ:

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری"

جس کا بدیہی نتیجہ منطق کے مطابق صغریٰ کبریٰ کی شکل اول یوں بنتی ہے کہ:

صغریٰ:۔ "اللہ بروز میں مرزا ہے" اور
کبریٰ:۔ "مرزا جے سنگھ ہے"
نتیجہ:۔ "اللہ جے سنگھ ہے"
عکس نتیجہ:۔ "جے سنگھ اللہ ہے"

گویا اللہ اور جے سنگھ کے درمیان مرزا صاحب حد اوسط ہے، اس کو بیچ سے ہٹا دیا جائے تو اللہ جے سنگھ اور جے سنگھ اللہ بن جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ!)

اس لئے ڈاکٹر صاحب کا "اللہ" سے سیدھا "سنگھ" تک پہنچنا قادیانی علم الالہام کے عین مطابق ہے، رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو "جے سنگھ بہادر" کا خطاب دے کر سکھوں کی صف میں شامل کرنا کیوں ضروری سمجھا؟ اس کی اصل وجہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہوگی، مگر اس ناکارہ کے ذہن میں اس کے دو نکتے آتے ہیں۔

ایک یہ کہ سکھوں نے ہندو مذہب سے کٹ کر اپنا ایک الگ مذہب بنایا تھا، مرزا صاحب کے خطاب "جے سنگھ بہادر" میں یہ لطیف پیش گوئی تھی کہ مرزا صاحب بھی دین اسلام سے کٹ کر ایک نیا دین تصنیف فرمائیں گے، اور ان کے نئے مذہب کی اسلام سے وہی نسبت ہوگی جو سکھ مذہب کی ہندو مذہب سے ہے۔

دوسرے اس میں بطور پیش گوئی یہ اشارہ بھی تھا کہ کسی زمانے میں مرزا صاحب کے ہم عقیدہ و ہم مذہب لوگوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے کر ہندوؤں اور سکھوں کی صف میں شمار کیا جائے گا۔

بہرحال مرزا صاحب کا "الہامی خطاب" "بے شک بہادر" ہونا تو قطعی ہے، اور اس سے صریح طور پر یہ نکلتا ہے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک مرزا صاحب سکھوں سے قوی شکل بہت ہے، اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ کی "بے شک بہادری" کا ہونا ہی جس کی وجہ سے آپ کو "بے شک بہادر" کا خطاب دیا جانا ضروری ہوا۔

آپ کے ڈاکٹر صاحب نے اس ناکارہ کو جو گالیاں دی ہیں، مجھے ان کا کوئی شکوہ نہیں، نہ ان کا جواب دینے کی ضرورت ہے، کیونکہ اس کا جواب آپ خود ایک مصرعہ میں دے چکے ہیں، یعنی:

"چور کو للکارو تو گالی دے گا"

جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبائے نبوت "بے شک بہادر" کے حوالے کر دی ہو، ان کو اگر للکارا جائے تو گالی اور گولی کے سوا ان سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے؟

پیارے ثاقب! کیا آپ سے توقع رکھ سکتا ہوں کہ حسبِ آداب کے مطابق آپ میرا مراسلہ بھی اپنے پرچہ میں چھاپ دیں گے تاکہ ڈاکٹر صاحب تک میری نگارشات پہنچ جائیں۔

فقط والدعا

آپ کا مخلص

محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ج:۳ ش:۲۹)

قادیانی وسعت معلومات کا شاہکار!

جناب ابوالقاسم رفیق دلاوری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

میں نے آپ کی کتاب ”رئیس قادیان“ کے پہلے چند صفحات کا بغور مطالعہ اپنی لائبریری ربوہ میں بیٹھ کر کیا۔ ماشاء اللہ کتاب خوب لکھی ہوئی ہے۔ کتاب میں دل کھول کر جھوٹ لکھا گیا ہے اور اس قدر کہ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔

جناب والا! آپ نے جو حوالے ”سیرت المہدی“ یا ”الفضل“ یا کسی دوسرا احمدی حضرات کی لکھی کتابوں سے دیئے ہیں۔ میں نے وہ کتاب خاص طور پر لائبریری سے نکلوائیں اور حوالہ جات کو دیکھا تو وہاں پر آپ کا بیان کردہ حوالہ موجود ہی نہ تھا۔ بلکہ پوری کتاب میں وہ حوالہ نہیں موجود۔ اب معلوم نہیں آپ کے نزدیک ”سیرت المہدی“ جو کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے لکھی ہے۔ وہ کوئی اور ہو؟ آپ نے ایک جگہ الفضل ۲۰ جنوری ۱۹۳۴ء کا حوالہ دیا ہے۔ ۲۰ جنوری کی اخبار نکلوائی تو وہاں پوری اخبار میں اس کا نام ونشان نہ تھا۔ از خلافت لائبریری ربوہ

اظہار صداقت:

مکرم ومحترم آداب وتسلیمات!

جناب کا نامہ کرم بغیر نام اور بغیر تاریخ کے مولانا ابوالقاسم دلاوری کے نام موصول ہوا۔ مولانا مرحوم کا مدت ہوئی وصال ہو چکا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کی کتاب طبع اول کا فوٹو شائع کیا ہے۔ جناب نے اس کے بعض حوالوں کو خود ساختہ قرار دیا ہے۔ اور بطور مثال ”الفضل“ ۲۰ جنوری ۱۹۳۴ء کے حوالے کو غلط بتایا ہے۔

ہم نے اپنے اکابر کو حوالہ جات میں ثقہ اور امین پایا ہے۔ وہ جان بوجھ کر کسی

طرف غلطیات منسوب کرنے کی جسارت نہیں کرتے۔ یہ شرف صرف مرزا غلام احمد صاحب کے لئے مخصوص ہے۔ تاہم سہو قلم یا سہو کتابت کی وجہ سے مرتب یا ناشر سے بھول چوک ہو جانا تقاضائے بشریت ہے، لہٰذا گزارش ہے کہ "رئیس قادیان" یا ہماری کسی اور مطبوعہ کتاب میں آپ کو کوئی غلط حوالہ ملے تو ادارے کو مطلع فرمائیے، ہم تحقیق کے بعد غلطی کا اعلان کرنے میں مسرت محسوس کریں گے، اور کتاب کے ساتھ غلط نامہ بھی چھاپ دیں گے۔ فقط والسلام!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۵ محرم ۱۴۱۳ھ